نوائے
افغان جہاد
شعبان ۱۴۳۷ھ
جولائی 2016ء
جب جوانوں میں مفقود تھیں غیرتیں
تم کو حاصل حمیت کی معراج تھی
پیشِ جابر نہ مَردوں میں تھیں ہمتیں
تم نے ہی رکھی اسلام کی لاج تھی
تم نے اپنے لہو سے یہ ثابت کیا
اہلِ حق موت سے بھی جھجکتے نہیں!
میری بہنو تمہیں بھول سکتے نہیں!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

''سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے مضبوط حلقہ تقویٰ کا کلمہ ہے اور سب سے بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور سب سے عمدہ طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے بہترین سیرت انبیاء علیہم السلام کی سیرت ہے اور سب سے اعلیٰ بات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور بہترین قصص قرآن میں ہیں اور بہترین کام وہ ہیں جن کا انجام بہترین ہوں اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے گھڑے جائیں اور جو مال کم ہو لیکن انسان کی ضروریات کے لیے کافی ہو وہ اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور انسان کو اللہ تعالیٰ سے اور آخرت سے غافل کر دے... تم کسی جان کو (برے کاموں اور ظلم سے) بچالو یہ تمہارے لیے اس امارت سے بہتر ہے جس میں تم عدل وانصاف سے کام نہ لے سکو اور موت کے وقت کی ملامت سب سے بری ملامت ہے اور قیامت کے دن کی شرمندگی سب سے بری شرمندگی ہے اور ہدایت ملنے کے بعد گمراہ ہو جانا سب سے بری گمراہی ہے اور دل کا غنا سب سے بہترین غنا ہے اور سب سے بہترین توشہ تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ دل میں جتنی باتیں ڈالتے ہیں ان میں سب سے بہترین بات یقین ہے اور شک کرنا کفر میں شامل ہے اور دل کا اندھا پن سب سے برا اندھا پن ہے اور شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور جوانی پاگل پن کی ایک قسم ہے اور میت پر نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور بعض لوگ جمعہ میں سب سے آخر میں آتے ہیں اور صرف زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں دل بالکل متوجہ نہیں ہوتا اور سب سے بڑی خطا جھوٹ بولنا ہے اور مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے اور اس کے مال کا احترام کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اس کے خون کا احترام کرنا... جو لوگوں کو معاف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے گا، جو غصہ پی جائے اللہ تعالیٰ اسے اجر دے گا اور جو اوروں سے در گزر کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے در گزر کرے گا اور جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بہت عمدہ بدلہ دیں گے اور سب سے بری کمائی سود کی ہے اور سب سے برا کھانا یتیم کا مال ہے اور خوش قسمت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بد قسمت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ازل سے بدبخت ہو گیا ہو اور تم میں سے ہر ایک کو اتنا کافی ہے جس سے اس کے دل میں قناعت پیدا ہو جائے... تم میں سے ہر ایک کو بالآخر چار ہاتھ جگہ یعنی قبر میں جانا ہے اور اصل معاملہ آخرت کا ہے اور عمل کا دار ومدار اس کے انجام پر ہے اور سب سے بری روایتیں جھوٹی روایتیں ہیں اور سب سے اعلیٰ موت شہادت والی موت ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی آزمائش کو پہچانتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ اس کا انکار کرتا ہے اور جو بڑا بنتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نیچا کرتے ہیں... جو دنیا سے دوستی کرتا ہے دنیا اس کے قابو میں نہیں آتی... جو شیطان کی بات مانے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عذاب دیں گے''۔

[ابو نعیم فی الحلیۃ: ج ۱ ص ۱۳۸]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۶

شعبان ۱۴۳۷ھ جولائی 2016ء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے اموال، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرو''۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

تا بہ منزل صرف دیوانے گئے!

نو سال قبل ''شریعت یا شہادت'' کا نعرہ بلند کرنے والی عزم و ہمت سے سرشار، عفت و پاکیزگی میں گندھی ہوئی اور جرأت واستقامت کا استعارہ بن کر ڈٹ جانے والی جامعہ حفصہ کی ہماری بہنوں اور لال مسجد کے مجاہد اور غیور بھائیوں نے اس قہر و جبر کے نظام کو للکارنے کے ساتھ ساتھ اس پورے خطے کی تاریخ میں لازوال اور بے مثال قربانی پیش کی، اسی قربانی کی برکات اور ثمرات ہیں کہ ''شریعت یا شہادت'' کی تحریک 'بدترین جور و جفا اور ظلم وطغیان کے مقابلے میں سرخروئی حاصل کر رہی ہے! تمام تر ریاستی جبر اور پوری ریاستی قوتیں جھونک دینے کے باوجود طواغیتِ زمانہ کی کوئی امید بر نہیں آ رہی! ان شہدا نے فرعون صفت حکمرانوں کی ساری وحشتوں اور درندگیوں کو اپنی جسم وجاں پر سہہ کر دنیا کے سامنے اس نظام کا ظالمانہ کریہہ چہرہ بھی واضح تر کیا اور اس کی دین بے زاری اور اسلام دشمنی کو بھی واشگاف انداز سے کھول کر رکھ دیا! ''کلمہ گو'' حکام اور ''ایمان تقویٰ جہاد'' والی سپاہِ صلیب کے چہروں پر پڑے سارے نقاب اُلٹ دیے! بھیڑ کی کھالیں پہنے اِن بھیڑیوں اور درندوں کی اصلیت اور شریعت کا نام لینے والوں کے لیے ان کی خوں خوار فطرت وحیوانیت کو پوری طرح آشکار کر دیا! اسی لیے جب مجاہدین نے سانحہ لال مسجد میں ملوث ایک بڑے مجرم کو پکڑا اور اُس سے پوچھا کہ معصوم طالبات، ننھے منھے حفاظ کے ساتھ اس قدر بہیمیت اور سفاکیت کیوں روا رکھی گئی؟ تو اُس ملعون کا جواب یہی تھا کہ ''ہم چاہتے تھے کہ اِنہیں پاکستان میں نفاذِ شریعت کا نام لینے والوں کے لیے ایک مثال اور سبق بنا دیں کہ شریعت کی تنفیذ کا پیغام پھیلانے کا نتیجہ سفید فاسفورس میں جلی لاشوں اور ادھڑی اجسام سے کم ہرگز نہیں ہوگا!''...ان شہدا نے ایک ایسی حد فاصل قائم کر دی جو اس ملک میں مومن اور مرتد، مجاہد اور باغی، رب کے محبوب اور اللہ کے دشمن، منصف اور جابر، عادل اور ظالم، اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان کی صفوں کو ہمیشہ کے لیے ممیز اور جدا کرنے کا سبب بن گئی!

امریکی غلامی میں ہر حد کو پار کر جانے والے جب غرور و نخوت بھرے لہجے میں کہتے تھے کہ ''یہاں کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوں کہ باہر نکل آؤ ورنہ مارے جاؤ گے!''... تو ہر طرف ہُو کا عالم ہوتا تھا اور کوئی ایک آواز بھی ایسی نہیں تھی تو ''محبوسینِ لال مسجد وجامعہ حفصہ'' کے حق میں بلند ہوئی ہو! ہر کوئی 'خاکیوں' کی دہشت سے دُبکا بیٹھا رہا! لیکن یہ اہلِ عزیمت تھے کہ اس موقع پر ''مارے جانے'' کے باوجود ''زندہ وفروزاں'' حیات ہو کر فلاحِ اخروی کو پا گئے! یہ شہدا اپنی منزل مراد اور رب کی خوشنودی کی تمام منزلوں کو پا کر سرخروئی اور ظفریابی کے ہر عنوان کو اپنے نام کر گئے! اور ان کے لہو کی برکات سے اللہ تعالیٰ نے اس خطے میں بھی تحریک جہاد کو ایسی توانائی اور طاقت عطا فرمائی کہ گزشتہ نو سالوں میں 'آپریشن در آپریشن'، ہزارہا مجاہدین کے قتل عام، قبائل وسوات کو حقیقی معنوں میں قبرستان جیسی ویرانیوں سے بھر دینے، ڈرون میزائلوں، جیٹ طیاروں، بھاری توپ خانوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کے بل بوتے پر آزاد قبائل کی زمین پر آہن و بارود کی مسلسل ولگاتار بارش برسانے، ملک بھر میں موجود خفیہ عقوبت خانوں میں لاتعداد نوجوانوں کو قید وبند اور بہیمانہ تشدد و تعذیب کا نشانہ بنانے کے باوجود 'اس مبارک تحریک کے قدم روکنے میں ناکام اور نامراد ہی ٹھہرے ہیں...

اس تمام منظر نامے کو سر کی آنکھوں سے ملاحظہ کرنے اور پاکستانی فوج کو زمانۂ موجود میں ظلم وعدوان کے انمٹ جرائم میں ملوث پانے کے باوجود بھی کچھ ''بصیرت و بصارت'' والے ایسے ہیں جو اب بھی یہ راگ الاپتے ہیں کہ ''قتال 'ایسی سرگرمی کو مسلم مقبوضہ خطوں تک ہی محدود رکھا جائے''... اپنے تئیں علم وفہم میں یکتائی کے دعوے داروں کو کھلی اور واضح حقیقت بھی نظر نہیں آ رہی... یا نظر تو سب کچھ آ رہا ہے لیکن ''وھن'' کی دیمک نے دلوں کو چاٹ کھایا ہے اور دل بے چارے اُس کبوتر کی مانند ہو گئے ہیں جو کوے کو بھی اپنی جانب آتے دیکھ کر 'شاہین' سمجھنے لگتا اور اُس کے خوف سے اپنا رہا سہا خون بھی خشک کیے رکھتا ہے! ان صاحبانِ علم وفضل سے کوئی پوچھے کہ ''مسلم مقبوضہ خطوں'' میں قتال برپا کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کون ہے؟ افغانستان کے مسلمانوں کو صلیبی افواج کا ''ہراول دستہ'' بن کر تہہ تیغ کرنے والوں نے اپنے افغانی مسلمان بھائیوں کی نصرت اور افغانستان میں قتال کے میدان سجانے والوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا؟ فلسطین میں مسجد اقصیٰ کو یہود کے ناپاک ہاتھوں سے واگزار کروانے کے لیے قتال کی صفوں کو ترتیب دینے والی جہادی تحریکوں پر قرب وجوار کے ''مسلم'' حکمرانوں نے کیا کیا ستم نہیں توڑے؟ سرزمینِ شام میں ''کلمہ گو نصیریوں'' نے اہل سنت کو کس کس طریقہ سے ذبح نہیں کیا اور پھر اُن مظلوم اہل سنت کی نصرت وتائید کے لیے نکلنے والے جہادی قافلوں پر عربی وغربی طواغیت نے کیسے کیسے مظالم نہیں ڈھائے؟ کیا یہ تمام کارنامے اُنہی کے نہیں، جن کی 'سیفٹی' کا آپ محض اپنے عافیت کدوں کے تحفظ کے لیے ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں! کہ کافروں اور مقبوضہ مسلم علاقوں پر مسلط یہود، ہنود ونصاریٰ کو جتنا مرضی مارو لیکن ہمارے ان ''محسنین'' کی طرف میلی آنکھ بھی اٹھائی تو تمہارا جہاد فوری طور پر فساد 'ڈکلیئر' کر دیا جائے گا اور تمہیں اگلے ہی لمحے خوارج کی صفوں میں ''دھکیل'' کر حق نمک ادا کرنے میں ہم ذرہ بھر کوتاہی نہ برتیں گے!

یہ الفاظ کڑوے بھی یقیناً ہیں اور آپ کے شایانِ شان بھی ہر گز نہیں! آپ کے علم، فہم، دانائی، زیر کی، فراست، اور شعور سے انکار ممکن نہیں! لیکن حضور والا! یہ جو اپنے سروں کا سودا کیے ہوئے دیوانے ہیں نا! یہ آپ ایسے فہمیدہ ہیں، نہ ہی ان کے پاس دانش و بینش کے وہ ہیرے ہیں جو آپ اپنے خزانوں میں رکھتے ہیں! یہ فلسفہ بگھارنے، جملے تراشنے، انشاء پردازی اور قلم کی جولانیوں سے 'خوب' کو 'ناخوب' بنادینے کی صلاحیتوں سے بھی یکسر محروم ہیں! لیکن اتنا ضرور ہے کہ اِنہیں ''صلیبی جنگ'' کی بابت 'حق و باطل کی معرفت خوب خوب حاصل ہے! کیونکہ ان کے پاس اس کو جانچنے اور پرکھنے کی جو کسوٹی ہے وہ صرف اور صرف عزم و ہمت، رب واحد سے اخلاص و تعلق اور اُس کی راہ میں سب کچھ ڈھیر کرنے بلکہ لُٹادینے کو ہی فیصلہ کن گردانتی ہے! یہ ان پڑھ ہیں، اُجڈ ہیں، جاہل اور ناسمجھ ہیں! آپ جو اور جتنے القاب انہیں دینا چاہیں دے ڈالیے! یہ سب کچھ 'قبولنے' پر تیار بیٹھے ہیں... لیکن یہ بھی یاد رکھیے کہ بہت جلد آپ کو بھی یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہ ہوگا کہ یہی غرباء تھے جو بیگانوں (کافروں) میں بھی قتال کے میدان سجانے کی وجہ سے 'غریب' نہ ٹھہرے تھے بلکہ 'اپنوں' (''کلمہ گو'') کے شر ور وفتن سے امت کی حفاظت کرنے کے جرم میں بھی اجنبی بنائے گئے تھے!!!

یہ اجنبی آپ سے صرف یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ کا سارا مقدمہ تسلیم کر لیں گے! آپ کے موقف کے حمایت میں اپنی تحریک سے بھی دست برداری اختیار کر لیں گے! آپ صرف اتنا کیجیے کہ 'مسلم مقبوضات' (جن کا سطور بالا میں ذکر ہوا) کو ایک طرف رکھئے! کیونکہ آج کی دنیا میں ''تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تُو'' کا چلن عام ہے! للٰہذا آپ محض اپنی ''شہ رگ'' ہی کی بات کیجیے! اس کو زخم زخم کر کے ہندو بنئے کے ہاتھ میں دینے اور مسلسل کرب و آزار سے رستے رہنے کے لیے کس نے چھوڑا ہے؟ ''مسلم نظاموں'' کے خلاف قتال کے میدان تو بہت بعد میں سجے ہیں حضور! القاعدہ و طالبان نے اپنے ہتھیار آپ کے ''ممدوح نظام'' کی جانب تو بہت عرصے بعد کیے! جامعہ حفصہ اور لال مسجد والوں نے اپنی تحریک ہی ۲۰۰۷ء میں شروع کی... یہ وادی کشمیر کو تو آپ بھی ''مسلم مقبوضہ'' مانتے و گردانتے ہوں گے! اس وادی میں برپا تحریکِ قتال کے ساتھ غداری و خیانت کرنے والے ''شدت پسند'' اور ''فسادی'' تو نہ تھے! آج اگر برہان وانی جیسے جری جوان اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے تحریک جہاد کو پھر سے تازہ کر رہے ہیں تو اس سے قبل کم و بیش ایک لاکھ شہدائے کشمیر کا خون جس تحریک کو سینچ اور سیراب کر چکا ہے، اُس کی پشت پر خنجر کس نے گھونپے اور مسلمانانِ کشمیر کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بجائے اُن کے گھاؤ میں نشتر زنی کر کے اُنہیں تڑپنے، سسکنے اور بے حال ہو رہنے کو کس نے چھوڑ دیا!؟؟؟

بات یہ ہے کہ ''شجرِ سلف سے پیوستگی'' ہو تو جان جلانی پڑتی ہے، گردنیں 'رب کے حضور جھکانی اور طواغیت وانصارانِ طواغیت کے سامنے اٹھانی اور کٹوانی پڑتی ہے، تب جا کر ''اسلاف سے وابستگی'' ثابت بھی ہوتی ہے اور اُس کو سرمایہ حیات بھی بنایا جاتا ہے! ایسا نہیں ہوتا کہ مقبوضہ مسلم خطوں میں قتال کی اہمیت بیان کی جائے اور اپنے ہاں کے فراعین و نماردہ کی حق وفاداری ادا کی جائے... قابض کفار کو تو للکارنے کی 'اجازت' مرحمت فرمائی جائے لیکن عالمی کفر کے سرغنوں کی جانب سے مقرر کردہ مقامی قیاصرہ واکاسرہ کی وفاداریوں کا دم بھرا جائے! حالانکہ امت مسلمہ کے سروں پر مسلط یہی وہ بدفطرت گروہ ہے جس نے امت کی جانب سے کفار پر کیے جانے والے ہر وار اور ہر ضرب کے مقابلے میں 'اولین دفاعی لائن' کا کردار ادا کیا ہے... یہ سر پھرے تو ویسے ہی کم علم و کج فہم ہیں! جو کوئی ''فضائے عہد سے وابستہ'' ہے وہی اپنی ''حکمت و مصلحت'' کی پٹاریوں میں سے کوئی نسخہ نکال لائے، کوئی ترکیب، کوئی گُر بتلا دے کہ کفر کے اس ''دفاعی مورچہ'' کے خلاف برسرپیکار ہوئے بغیر کفارِ اصلیین تک رسائی اور ''مسلم مقبوضات'' کی بازیابی کیونکر ممکن ہے!

ایسے صاحبانِ علم کے حضور یہ حقیقت بھی رہنی چاہیے کہ ''مسلم نظام'' کے رکھوالے 'مقبوضات اسلامی' کے خلاف برسرپیکار قتال کی تحریکوں سے جو سلوک روا رکھے ہوئے ہیں 'اُس کی بنا پر پندرہ سال تک ان متکبرین اور سرکشوں کو برداشت کرنے والے ''قتال کی صف'' والوں نے بھی لائحہ عمل خوب اچھی طرح مرتب کر لیا ہے! آپ کو ابھی تک شکایت ہے کہ مسلمانوں کے ان ''اولی الامر'' کو کیوں 'ستایا' جاتا ہے؟ ان ''اولی الامر'' کو صلیبی آقاؤں کی جانب سے ڈالا جانے والا ''داناؤ نکا'' بھی بس بند ہونے کو ہے! امریکی سینٹ کی خارجہ امور کمیٹی میں ہونے والی مباحث بہت کچھ کہہ رہی ہیں! یہ تو گھر کے رہیں گے نا گھاٹ کے! لیکن آپ خاطر جمع رکھیے اور دیکھئے کہ ایک طرف تو ''دنیا نے ہمیں دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تنہا چھوڑ دیا'' کے بین ہیں اور دوسری جانب وہ ہیں کہ جنھوں نے پندرہ سال تک افغانستان میں کفر کے پانچ درجن ترقی یافتہ ممالک کو بچھاڑا ہے 'اُن کی روز افزوں ہوتی فتوحات اور بڑھتے اقدام نے آپ کے ''طبقہ اولی الامر'' کی نیندیں اُڑا رکھی ہیں! یہ ڈیورنڈ لائن کے مسئلے پر پھرتیاں اور پریشانیاں بلا وجہ ہی نہیں! دیکھنے والے دیکھ رہے کہ ڈیورنڈ لائن کے اُس پار 'اللہ واحدہ لاشریک کی نصرت سے کس کا سورج طلوع ہو رہا! کیا یہ طلوعِ سحر اِس پار کے ''قابضین'' کے جور و ستم کے اندھیروں کو نہ پاٹے گی؟ للٰہذا اپنے قلم کے لیے سیاہی 'وافر مقدار میں بندوبست فرما لیجیے اور زبان و بیان کی دھاریں بھی تیز کر رکھیے کہ آپ کے ''محسنین'' نے آپ کے ذمہ اگلا 'ٹاسک' اُسی کاروانِ جہاد کی راہ کھوٹا کرنے کا لگانا ہے، جس جہادی کاررواں نے امریکہ اور نیٹو اتحاد کو اپنے رب کی طاقت و فضل سے ذلیل و رسوا کیا ہے!

مجاہدۂ نفس......درستیٔ اخلاق اور امراضِ قلب کا علاج

شیخ ابو مصعب السوری حفظہ اللہ

حسن اخلاق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقین کی صفات میں سے ہے۔ یقیناً یہ خوبی دین کا ستون ہے۔ اس کے حصول کے لیے متقین جیسا مجاہدہ اور عابدوں جیسی ریاضت کی ضرورت ہے۔

جب کہ برا اخلاق ایسا زہر قاتل، یقینی ہلاکت اور خبیث چیز ہے جو انسان کو اپنے رب سے منحرف کر کے شیطان کے راستے پر چلاتی ہے۔ انہی کی وجہ سے انسان آگ میں داخل ہوتا ہے جو دلوں کو جھلسانے والی ہے۔ مگر اس کے برعکس اچھے اخلاق جنت کی نعمتوں کا راستہ اور قربِ الٰہی کا باعث ہیں۔

برے اخلاق کا تعلق دل کے امراض سے ہے۔ لہٰذا جس طرح طبیب جسمانی بیماریوں کا علاج ڈھونڈنے میں سرگرداں رہتے ہیں اسی طرح اس روحانی مرض سے شفا کے لیے بھی جدوجہد کرنی چاہیے۔ ہر انسان کی کوشش ہونی چاہیے کہ وہ اپنے نفس میں پائی جانے والی کمزوریوں اور ان کے اسباب کو سمجھے اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کی سعی کرے۔ کیونکہ جو اپنے نفس کی حفاظت میں مشغول رہتا ہے وہی فلاح پانے والا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہوا"۔

اور نفس کی حفاظت نہ کرنے والے کے متعلق فرمایا:

"اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا"۔

حسنِ اخلاق کے حصول کے وسائل:

یہ ایک حقیقت ہے کہ اچھے اخلاق عقل، غصے، حکمت اور شہوت میں اعتدال سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں، اس کے علاوہ عقل کے لیے ضروری ہے کہ وہ شرع کے تابع ہو۔ یہ اعتدال دو ہی طرح سے حاصل کیا جا سکتا ہے:

ا۔ ایک تو یہ کہ اللہ کی طرف سے ہی کمال الخلق سے نوازا گیا ہو۔ یعنی پیدائشی طور پر انسان کامل عقل اور اچھے اخلاق کا حامل ہو، اسے اپنے غصے اور خواہشات پر مکمل اختیار ہو۔ پس وہ تعلیم کے بغیر ہی عالم اور ادب سیکھے بغیر ہی مؤدب ہو جیسے کہ عیسیٰ بن مریم، یحییٰ بن زکریا علیہما السلام اور اسی طرح باقی تمام انبیا علیہم السلام۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان فطری طور پر ہی سخی، بہادر اور حسن کلام کا مالک ہو، یا اچھے اخلاق کے مالک افراد کے ساتھ رہنے سہنے سے اپنی نیک فطرت کے باعث اچھی عادات کو اپنا لے۔

۲۔ جب کہ اپنے اخلاق میں اعتدال لانے کا دوسرا ذریعہ مجاہدہ اور ریاضتِ نفس ہے۔ وہ اس طرح کہ انسان اپنے نفس کو ان کاموں کا عادی کرے جن کو وہ اپنے اندر دیکھنا چاہتا ہے۔ مثلاً: جو شخص یہ تمنا کرتا ہے کہ اس میں سخاوت کی صفت ہو اس کو چاہیے کہ وہ دل کھول کر مال خرچ کرے اور اس وقت تک کرتا رہے حتیٰ کہ یہ عمل اس کی عادت بن جائے۔ اسی طرح جو شخص سمجھتا ہے کہ اس میں کبر آ گیا ہے اور وہ عاجزی اختیار کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے کاموں کو اپنا معمول بنائے جو انسانی شخصیت میں عاجزی لانے کا باعث بنتے ہیں، حتیٰ کہ عجز اس کی شخصیت کا جز بن جائے۔ تمام اچھے اخلاق اسی طریقے سے حاصل کیے جاتے ہیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی نیک کام کرتے ہوئے لذت محسوس ہو۔ سو حقیقی سخی وہ ہے کہ جب وہ مال خرچ کرتا ہے تو اسے خوشی کا احساس ہوتا ہے نہ کہ وہ جو دل کی تنگی کے ساتھ خرچ کرے۔ کیونکہ انسان میں کوئی عادت اس وقت تک پختہ نہیں ہو سکتی جب تک وہ اسے دل سے نہ اپنا لے اور برے اخلاق کو قابل نفرت سمجھتے ہوئے انہیں ترک نہ کر دے اور اسے اپنے اندر موجود بداخلاقیوں پر تکلیف محسوس ہو، تاکہ وہ ان سے پیچھا چھڑانے کی کوشش میں لگا رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے" (یہ حدیث نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے) عبادات اور گناہوں سے احتراز اگر کراہیت اور نفس پر بوجھ کے ساتھ ہو تو مکمل خوشی اور اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا۔ جب کہ حقیقی مسرت تو محنت اور مجاہدہ نفس کے ساتھ کی جانے والی عبادت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"بے شک یہ بہت مشکل امر ہے سوائے اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے"

وقت کے ساتھ ساتھ حسن اخلاق کی چاہ اور بداخلاقی سے نفرت میں تبدیلی نہیں آنی چاہیے بلکہ ضروری ہے کہ اس میں ہیشگی پیدا ہو جائے اور یہ محبت تمام عمر پر محیط ہو۔ لہٰذا جوں جوں عمر بڑھتی جائے اخلاق حسنہ کو راسخ ہو جانا چاہیے۔ اسی لیے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سعادت کیا ہے تو آپ نے فرمایا:

"اللہ کی اطاعت میں تمام عمر گزارنا"

ایک اور روایت میں ہے کہ "تمام عمر اللہ کی عبادت میں گزارنا"۔

جب کہ امام ترمذیؒ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پوچھا گیا کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جن کی عمر طویل اور اعمال اچھے ہوں"۔ ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس لیے جتنی طویل عمر ہو گی اتنا ہی عبادات میں اضافہ ہو گا اور اجر بڑھے گا، نفس پاک ہو گا اور اخلاق راسخ ہوں گے۔ جب کہ عبادت کا اصلی مقصد دل پر اثر ہے اور کثرت عبادت سے ہی یہ مقصد حاصل ہوتا ہے۔ حسنِ اخلاق اس لیے ضروری ہے

تاکہ نفس سے دنیا کی محبت زائل ہو جائے اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت باقی رہ جائے۔ انسان کے لیے کوئی چیز اللہ عزوجل سے ملاقات سے زیادہ محبوب نہ ہو اور وہ اپنا مال، جان اور دوسرے وسائل صرف اسی ذات کے لیے خرچ کرے جس نے اسے یہ سب نعمتیں عطا کی ہیں۔ اپنے جذبات کو اس ذات کے لیے قابو میں رکھا جائے جس نے ہمیں ان احساسات سے نوازا ہے۔ لیکن یہ سب اس وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے جب ہم عقل اور شریعت کے درمیان توازن قائم رکھیں۔ عبادات میں لذت تب محسوس ہو گی جب ہم اپنی خواہشات پر قابو پانا سیکھ جائیں گے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بادشاہ اور مال دار لوگ ہمیشہ پریشان رہتے ہیں جب کہ ایک جوئے باز جوا کھیلنے کی وجہ سے مسرت و شادمانی کی کیفیت میں رہتا ہے اگرچہ اس دوران ہی اس کا مالی نقصان ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ خوش رہتا ہے کیونکہ وہ مستقل طور پر اس شغل میں مصروف رہا اور طویل وقت اس کام میں صرف کیا۔ اسی طرح ایک کبوتر باز پورا پورا دن سخت دھوپ میں کھڑا رہتا ہے اور کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا صرف اس لیے کیونکہ وہ اپنے کبوتروں کی اڑان اور ان کی حرکتوں سے محبت کرتا ہے، بلکہ ایک فاجر کا حال تو اس سے بھی حیران کن ہے جو جرائم کی وجہ سے پڑنے والے کوڑوں کو فخر اور صبر کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور خوشی خوشی تختۂ دار کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ اپنے اعمال پر نادم ہونے کی بجائے وہ اس بات کو کمال شجاعت سمجھتا ہے کہ وہ اذیتوں کو صبر سے برداشت کرے، لیکن ایک مخنث کا حال تو اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی تمام تر نسوانی خصوصیات کے باوجود مکمل اعتماد کے ساتھ گلیوں، بازاروں حتیٰ کہ بادشاہوں کے درباروں تک بلا جھجک پہنچ جاتا ہے۔ یہ سب حضرات اپنے کاموں کے ساتھ اس قدر مطمئن اور خوش صرف اس لیے ہیں کیونکہ یہ سب مسلسل انہی کاموں سے جڑے رہتے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اگر انسانی نفس برے اعمال کے مسلسل کیے جانے پر مسرت اور لذّت محسوس کر سکتا ہے تو کیا وہ حق کی مداومت پر مطمئن نہیں ہو گا جو کہ اس کی فطرت کے زیادہ قریب ہے۔ اسی طرح کچھ لوگوں کو مٹی کھانے کی شدید خواہش ہوتی ہے اگرچہ یہ ایک قبیح عادت ہے، حکمت اور اللہ کی محبت کی خواہش بھی اسی طرح ہونی چاہیے جس طرح انسان کو کھانے، پینے کی طلب ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ سے محبت قلب کی غذا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ اخلاق حسنہ ایسی صفت ہے جسے محنت و ریاضت سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ کوئی بھی عادت ابتدا میں ارادتاً شروع کی جائے، مسلسل عمل کیا جائے حتیٰ کہ یہ عادت غیر ارادی طور پر انسان کی شخصیت کا حصہ بن جائے۔ دل اور اعضا کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے، یعنی نفس اور جسم آپس میں مرتبط ہیں۔ لہٰذا جو چیز دل پر اثر انداز ہوتی ہے اس کا اثر باقی اعضا پر بھی ہوتا ہے اور انسان کے ہاتھوں کا کیا ہوا عمل اس کے دل پر بھی مؤثر ہوتا ہے۔ اس کی مثال یونہی ہے کہ ایک شخص خوش خطی میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ طویل مدت تک اس کی مشق کرتا ہے، ابتدا میں یوں ہو گا کہ اسے ارادی طور پر محنت کر کے لکھائی اچھی کرنی پڑے گی مگر کچھ عرصے کے بعد خود بخود یہ صفت اس کی ذات کا حصہ بن جائے گی اور اس کا خط خوب صورت ہو جائے گا۔ سو اسی طرح اگر ابتدا میں بداخلاقی سے بچنے کی کوشش ارادتاً کی جائے اور کچھ عرصہ مسلسل اس عادت پر استقامت اختیار کی جائے تو یہ صفت آہستہ آہستہ اس قدر ذات کا حصہ بن جائے گی کہ غیر ارادی طور پر بھی انسان سے بداخلاقی سرزد نہیں ہو گی۔ لیکن اگر ایک دن بھی برے اخلاق سے بچنے میں کوتاہی کی گئی تو نئے سرے سے محنت کرنا ہو گی۔ کیونکہ کم چیز ہی زیادہ کا باعث بنتی ہے، جیسا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

> ''انسانی دل میں ایمان کی ابتدا ایک سفید نقطے سے ہوتی ہے، جوں جوں ایمان میں اضافہ ہوتا ہے یہ سفیدی بڑھتی جاتی ہے اور جب انسان ایمان میں کامل ہو جاتا ہے تو اس کا پورا دل سفید ہو جاتا ہے، جب کہ اس کے برعکس دل میں نفاق کی ابتداء ایک سیاہ نقطے سے ہوتی ہے، جیسے جیسے قلب میں نفاق بڑھتا جاتا ہے اس سیاہی میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ جب نفاق اپنی حد کو پہنچ جاتا ہے تو پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے''۔

تو معلوم ہوا کہ اخلاق حسنہ کے حصول کے تین ذرائع ہیں:

۱۔ فطری اور طبعی طور پر اچھے اخلاق کا مالک ہونا۔

۲۔ اپنے نفس کو نیک اخلاق کی عادت ڈالنا۔

۳۔ نیک اور صالح حضرات کی صحبت۔

کیونکہ عادت چاہے اچھی ہو یا بری ایک انسان دوسرے کی صحبت سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔

تہذیب اخلاق کے طریقے:

ہمیں یہ بات پہلے سے معلوم ہے کہ اخلاق میں اعتدال کا ہونا نفس کی صحت، اور اخلاق میں بے اعتدالی انسان کے لیے مرض کی مانند ہے، بالکل اسی طرح جیسے جسم کی ضروریات کو پورا کرنے میں اعتدال اس کے لیے صحت بخش اور بے اعتدالی نقصان دہ ہے۔ یہاں پر ہم نفس کی تربیت اور اسے اخلاق رذیلہ سے پاک کرنے کی مثال یوں لیتے ہیں کہ جیسے انسانی بدن میں معدہ ٹھیک ٹھاک کام کر رہا ہوتا ہے لیکن انسان کی غلط غذائی عادات اور خوراک میں بے اعتدالی کے باعث اس میں مختلف عوارض پیدا ہو جاتے ہیں، یونہی ہر بچہ حق کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن یہ اس کے ماں باپ ہیں جو اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، وہ اس طرح کہ والدین بچے کو اخلاق رذیلہ کی عادت ڈال دیتے ہیں۔

اسی طرح انسانی جسم مکمل پیدا نہیں ہوتا بلکہ نشو و نما کے مختلف مراحل سے گزر کر تکمیل پاتا ہے، یہی صورت حال نفس کی ہے کہ یہ ابتدا میں ناقص اور قابل تکمیل ہوتا ہے، پھر اس کی تکمیل تربیت، تہذیب اخلاق اور علم کی غذا سے ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر جسم صحیح

سلامت ہو تو طبیب کی ذمہ داری ہے کہ اس کی سلامتی کی حفاظت کی فکر کرے اور اگر بیمار ہو تو اس کا علاج کرے۔اسی طرح سے اگر نفس گناہوں سے پاک اور مہذّب ہے تو ضروری ہے کہ اس کی حفاظت کا اہتمام کیا جائے،اس کو مزید قوی بنایا جائے اور اس کی صفائی کو یقینی بنایا جائے۔

چونکہ انسانی جسم کی بیماریوں کا علاج بیماری کے سبب کے متضاد چیزوں سے کیا جاتا ہے جیسے حرارت کا علاج ٹھنڈی اشیا سے اور سردی کا گرم چیزوں سے اسی طرح قلب کے امراض کا علاج بھی ہونا چاہیے۔یعنی جہالت کا علاج تعلیم سے، بخل کا سخاوت سے، کبر کا عاجزی سے وغیرہ وغیرہ۔نفس کی بیماریوں کے سدّ باب میں اس بات کا خیال بھی رکھنا چاہیے کہ جس طرح جسمانی امراض کی دوا کرنے کے بعد اس کے اثر کے لیے کچھ دیر انتظار کرنا پڑتا ہے۔اسی طرح نفس کے علاج کے لیے بھی مجاہدے اور صبر کی ضرورت ہے، بلکہ اس کے لیے زیادہ صبر کی ضرورت ہے کیونکہ جسمانی امراض تو موت کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں مگر یہ قلبی (نفسانی) بیماریاں موت کے بعد بھی انسان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔(والعیاذ باللہ)

نفس کی درستی کے لیے ایک اہم قابل توجہ بات یہ ہے کہ ہر نفس کا علاج اس کی بیماری کی شدت کے لحاظ سے کیا جائے مثال کے طور پر ہر طرح کی سردی کا علاج حرارت سے نہیں کیا جاتا بلکہ علاج سے قبل ہم سردی کی شدت اور بیماری کے دوسرے اسباب پر بھی غور کرتے ہیں، اور ایسا طریقۂ علاج منتخب کرتے ہیں جو جسم میں مزید فساد کا باعث نہ بنے، اسی طرح نفس کے نقائص کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دوا کا انتخاب مرض کی شدت کے مطابق کیا جائے۔یعنی جو بزرگ اپنے مریدین اور شاگردوں کی اصلاح کریں وہ ہر کسی کے لیے ایک ہی نوعیت اور طریقے کی ریاضت اور ذمہ داری تجویز نہ کریں کیونکہ اگر طبیب سب مریضوں کو ایک ہی دوا دے گا تو یقینا اکثر لوگوں کی ہلاکت واقع ہو جائے گی۔ ایسے ہی اگر شیخ تمام مریدوں کو ایک ہی طرح سے سکھائے گا تو یقینا یہ طریقہ کار ان کے لیے فساد کا باعث بنے گا، بلکہ ضروری تو یہ ہے کہ ہر مرید کے مرض کا علاج اس کے حال، عمر، مزاج اور ریاضت کی صلاحیت کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جائے۔

لہٰذا دیکھنا چاہیے کہ اگر شاگرد ابتدائی شرعی حدود سے ناواقف ہے، تو پہلے اسے طہارت، نماز اور ظاہری عبادات کے آداب سکھائے جائیں، یا اگر وہ حرام کا مال کھانے کا عادی ہو تو اسے چھوڑنے کی تلقین کی جائے۔ لیکن اگر وہ ظاہری عبادات احسن طریقے سے ادا کر رہا ہے تو پھر اس کے باطنی اخلاق کو درست کرنے کا بیڑا اٹھایا جائے۔ وہ اس طرح کہ اگر اس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال ہے تو اس کو خیرات کر دیا جائے تاکہ اس کا دل مال کی محبت کی جانب مائل نہ ہو، یا اگر مرید' کبر، رعونت کے مرض مبتلا ہے اور اس پر خود پسندی کا غلبہ ہو تو شیخ کو چاہیے کہ اسے حکم دے کہ وہ بازاروں میں سائل کی حیثیت سے نکل جائے۔بے شک خود پسندی اور تکبر کا علاج ذلت کے علاوہ کچھ نہیں، جب کہ بھیک مانگنے سے بڑی ذلت اور کسی شے میں نہیں ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ وہ فقیر بنا رہے حتیٰ کہ اس کے دل سے کبر کی بیماری بالکل ختم ہو جائے، کیونکہ یہ ایک مہلک مرض ہے۔

اخلاق حسنہ کے حصول کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کے طالب کو زیادہ بڑی برائی سے کم بری عادت کی طرف راغب کیا جائے اور یوں مرحلہ در مرحلہ برائی کا خاتمہ کیا جائے، سو اس طرح بھی بتدریج تمام برائیوں کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا اگر شیخ دیکھے کہ مرید پر کھانے پینے کا شوق بہت غالب ہے تو اسے روزہ رکھنے کی تلقین کرے، پھر دوسرے مرحلے میں لذیذ کھانوں کی بجائے کم ذائقہ کھانے کا مشورہ دیا جائے اور وہ اس عادت پر مستقل مزاج رہے حتیٰ کہ اچھا کھانے کی خواہش جاتی رہے۔یا کوئی نوجوان اگر نکاح کا بہت شوق رکھتا ہے اور کسی وجہ سے نکاح کرنے سے عاجز ہے تو اس کو چاہیے کہ کہ اس معاملے میں روزے سے مدد لے اور اگر اس طرح بھی خواہش کا زور نہ ٹوٹے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ایک رات صرف پانی سے افطار کرے اور دوسرے روز صرف خشک روٹی سے، گوشت وغیرہ کھانا بالکل ترک کر دے یہاں تک کہ اس کی شہوت کمزور پڑ جائے کیونکہ اس بیماری کے علاج کے لیے بھوک سے بڑھ کر کوئی دوا نہیں ہے۔

اسی طرح کسی پر غصہ بہت غالب رہتا ہو تو اس کے لیے خاموشی اور نرمی تجویز کی جائے اور اس کے ساتھ ایک برے اخلاق والا شخص رکھ چھوڑا جائے، جس کی بری عادتوں پر صبر کر کے وہ اپنے نفس میں لچک اور نرمی پیدا کرے۔ جیسا کہ ایک حکایت میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے چاہا کہ وہ خود میں نرمی پیدا کرے اور غصے کو اپنے نفس سے زائل کر دے، سو اس مقصد کے لیے وہ ایسے لوگوں سے تجارت کرتا تھا جو اس سے گالی گلوچ کریں تاکہ وہ اس بدسلوکی پر صبر کرے اور اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرے۔یوں نرم خوئی اس کی ایسی عادت بن گئی جس کی مثالیں دی جاتی ہیں۔

ماضی میں ایسے لوگ گزرے ہیں جو اگر خود میں بزدلی اور دل کی کمزوری کو پاتے تو بہادری اور شجاعت کے حصول کے لیے وہ موسم گرما میں سمندری سفر کرتے جب اس میں موجوں کی شدت ہوتی ہے۔ہندوستان کے عابد عبادت میں سستی کا علاج پوری رات ایک پیر پر قیام سے کرتے اور بعض بزرگ ایسے تھے کہ ارادت کی ابتدا میں جب قیام ان پر گراں گزرتا تو وہ اپنے لیے لازم کر لیتے کہ وہ پوری رات کھڑے رہیں گے۔

یہاں ان مختلف طریقوں کے بیان سے مقصد یہ ہے کہ نفس کی تمام بیماریوں کا علاج اس کی متضاد چیزوں سے ممکن ہے اور اس قاعدے کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں بہت واضح انداز سے بتادیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى۝فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى (النازعات: ۴۱،۴۰)

''اور پس جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہو گا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہو گا تو اس کا ٹھکانا جنت ہے''۔

آخری بات یہ کہ مجاہدے کے لیے سب سے اہم چیز ارادے کی پختگی ہے، اگر اصلاح نفس کا ارادہ پختہ ہو تو اسباب خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر اس عزم کی تکمیل کے لیے کوئی آزمائش یا تنگی آئے تو ضروری ہے کہ صبر اختیار کیا جائے اور اپنے نفس کو آلائشوں سے پاک رکھنے کے لیے مداومت عمل اختیار کی جائے۔

مجاہد کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے چند نصیحتیں:

۱۔ ہر وقت ایمان کی تجدید، نیت کی اصلاح اور اس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے خالص کرتا رہے۔

۲۔ اقامت صلوٰۃ کا حریص ہو، یعنی بروقت باجماعت نماز ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ رکوع و سجود اہتمام سے ادا کرے اور فرض نماز سے پہلے اور بعد کی سنتیں باقاعدگی سے پڑھے۔ ہمیشہ خشوع اور حضوری سے نماز کی ادائیگی کی کوشش میں لگا رہے۔

۳۔ ہر نماز کے بعد تسلی سے مسنون تسبیحات پڑھ کر اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی خیر کی دعا مانگ کر اٹھے۔

۴۔ اگر صاحبِ نصاب ہو تو اہتمام کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرے، یعنی محنت سے تلاش کر کے صالح مستحقین تک پہنچائے۔ مثلاً حق دار قریبی رشتہ دار، فی سبیل اللہ مشقت اٹھانے والے مجاہدین و مہاجرین کے خاندان اور دشمن کے ہاتھوں شہید اور قید ہونے والے مسلمانوں کے ورثا۔

۵۔ بہترین طریقے سے شوق اور تیاری کے ساتھ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ رمضان میں اعمالِ صالحہ میں اضافے کی بھرپور کوشش کرے۔ بالخصوص اس کی راتوں کے قیام (تراویح) اور تلاوتِ قرآن کا خصوصی اہتمام کرے اور جس کو وسعت ہو کثرت سے صدقہ کرے۔

۶۔ اگر استطاعت ہو تو جلد از جلد فریضہ حج ادا کرے، ممکن ہو تو جوانی میں ادائیگی کی کوشش کرے۔

۷۔ صبح وشام کے اذکار (فجر سے طلوع تک اور عصر سے غروب تک) باقاعدگی سے کرے، روزانہ سو ۱۰۰ مرتبہ استغفار کرے، رات کو سونے سے پہلے مسنون اذکار کر کے سوئے اور کوشش کرے کہ روزانہ سونے سے پہلے اس کا آخری کلمہ، کلمۂ شہادت ہو۔

۸۔ صبح طلوع کے بعد زوال سے پہلے دو، چار یا آٹھ رکعت اشراق و چاشت کی نماز کو معمول بنائے۔

۹۔ روزانہ ایک سپارہ قرآن پاک کی تلاوت کرے اور ہر قمری مہینے میں کم از کم ایک دفعہ قرآن پاک ختم کرے۔ ہر جمعہ کو فجر سے مغرب کے درمیان سورۃ الکھف کی تلاوت کرے۔

۱۰۔ ہر بھائی حسبِ قدرت قیام اللیل کا اہتمام کرے، ہو سکے تو رات کے تیسرے پہر کوشش کرے، اگر بہت مشکل ہو تو رات کو سونے سے پہلے کچھ رکعت پڑھ کر و تر پڑھ کر سو جائے۔ ویسے تہجد کی گیارہ رکعت مسنون ہیں اس کے بعد سحری کے وقت کثرت سے استغفار کرے۔

۱۱۔ نفلی روزوں کی کوشش کرے، کم از کم ہر قمری مہینے میں (۱۳،۱۴،۱۵) ایامِ بیض کے روزے اور اس کے بعد سوموار، جمعرات کے روزوں کا اہتمام کرے اور سب سے افضل تو صیام داؤدی ہیں کہ ایک دن رکھے اور ایک دن ناغہ کرے۔

۱۲۔ حسبِ استطاعت ہر ہفتے یا مہینے کچھ نہ کچھ مالی صدقہ کرے۔

۱۳۔ ہر روز رات کو سونے سے پہلے تھوڑی دیر تفکُّر اور اپنا محاسبہ کرے، اپنے گناہوں اور نیکیوں کا جائزہ لے اور استغفار کرے، بالخصوص ذریعۂ معاش کے معاملے میں نفس پر شدت کرے، اگر کسی مال کے حرام ہونے کا شک ہو تو اس کی تصدیق کرے۔ اگر کسی بھائی کا کوئی حق مارا ہو یا دل دُکھایا ہو تو اس کے مداوے کی کوشش کرے۔ ظاہر و باطن میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔

۱۴۔ والدین کو راضی رکھنے کی بھرپور کوشش کرے۔ ان کے ساتھ رویے اور معاملے میں حسنِ سلوک سے کام لے۔ ان کی موت کی صورت میں اگر انہوں نے حج نہ کیا ہو تو ان کی طرف سے حج اور صدقہ کرے، ان کے جاننے والوں اور عزیز و اقارب کا خیال رکھے اور ان کے لیے رحمت اور مغفرت طلب کرتا رہے۔

۱۵۔ صلہ رحمی کا خیال رکھے عزیز و اقارب سے ملاقات کرتا رہے اور انہیں ہدیہ وغیرہ دیتا رہے۔ ان کے حالات سے باخبر ہو اور ان کے مسائل کے حل میں ہر ممکن مالی و اخلاقی تعاون کرے۔

۱۶۔ عامۃ المسلمین کے ساتھ احسن طریقے سے پیش آئے، ان کی ناگوار باتوں پر صبر کرے، امتِ مسلمہ کے لیے دعا اور استغفار کرے۔

۱۷۔ اپنی تمام حرکات و سکنات میں سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بھرپور کوشش کرے۔ اس کا کھانا پینا، سونا جاگنا، لباس و معاشرت، اہل و عیال سے برتاؤ سب کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے مطابق ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ شریفہ کو اپنے مزاج کا حصہ بنائے۔ اس سلسلے میں مختلف کتب مثلاً زاد المعاد، (اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) وغیرہ سے رہنمائی حاصل کرے۔

☆☆☆☆☆

ہمارے جہاد کا عظیم مقصد اسلامی نظام کا قیام ہے

عید الفطر کے موقع پر امارت اسلامیہ افغانستان کے زعیم اور امیر المومنین شیخ الحدیث حضرت ملا ہبیت اللہ حفظہ اللہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواحدِ الأحد، الفرد الصمد، الذی لم یلد ولم یولد، ولم یکن له کفوًا أحد، تفرّد بالخلق والتدبیر، وتعالی عن الشبیه والنظیر، فاستحقَّ وحدَه أن یُعبد، أحمده تعالی وأشکره، هو خلقنا ورزقنا وکفانا وآوانا، وهدانا للإسلام، واختصَّنا ببعثةِ سیّد الأنام، صلی اللہ علیه وعلی آله وصحبه، وأشهد أن لا إله إلا اللہ وحده لا شریك له، جعل الإسلام طریق الجنّة الأوحد، وأشهد أنّ محمّدًا عبده ورسوله، من أطاعه فقد اهتدی ورشد، ومن عصاه فلن یضرَّ إلا نفسه، ولن یضرَّ اللہ شیئًا.

قال اللہ تبارك وتعالیٰ.

الم O أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ O وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ O أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَن يَسْبِقُونَا سَاء مَا يَحْكُمُونَ O مَن كَانَ يَرْجُو لِقَاء اللهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللهِ لَآتٍ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ O وَمَن جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ O صدق اللہ العظیم

. امابعد:

''الم۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا کہ بس وہ یہ کہہ دیں کہ: ''ہم ایمان لے آئے'' اور اُن کو آزمایا نہ جائے؟ حالانکہ ہم نے اُن سب کی آزمائش کی ہے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ لہٰذا اللہ ضرور معلوم کر کے رہے گا کہ کون لوگ جھوٹے ہیں۔ جن لوگوں نے برے سے برے کام کیے ہیں، کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے بازی لے جائیں گے؟ بہت برا اندازہ ہے جو وہ لگا رہے ہیں۔ جو شخص اللہ سے جا ملنے کی امید رکھتا ہو، اسے یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ کی مقرر کی ہوئی میعاد ضرور آکر رہے گی، اور وہی ہے جو ہر بات سنتا، ہر چیز جانتا ہے۔ اور جو شخص بھی ہمارے راستے میں محنت اٹھاتا ہے، وہ اپنے ہی فائدے کے لیے محنت اٹھاتا ہے۔ یقیناً اللہ تمام دُنیا جہاں کے لوگوں سے بے نیاز ہے''۔

اہلِ وطن، مجاہدین، مہاجرین اور تمام مسلمانوں کے نام:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سب سے پہلے عید الفطر کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ سب کو عید مبارک ہو! اللہ تعالیٰ آپ کے روزے، تراویح، عبادات، صدقات، جہاد اور تمام اعمالِ حسنہ کو قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ ان مبارک ایام کی برکت سے افغانستان کو کفری جارحیت اور فساد سے نجات دلائے اور رنجیدہ عوام کو اسلامی نظام اور امن کی عظیم نعمت سے نوازیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔

مسلمان مجاہد عوام! عیدِ سعید الفطر کی خوشیاں ہم ایسی حالت میں منا رہے ہیں کہ ڈیڑھ ماہ قبل ایک مؤمن، مجاہد اور جرأت مند قائد اور امارت اسلامیہ افغانستان کے زعیم جناب امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ استعمار کی جانب سے شہید کیے گئے ہیں۔

شہید ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ کے دین کے ایک حقیقی اور فداکار خادم تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی خدمتِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ امارت اسلامیہ کے دورِ اقتدار کی طرح انہوں نے امریکی جارحیت کے خلاف جہاد کے آزمائشوں والے سالوں میں بھی اسلام کی سربلندی کے لیے عظیم خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے امارتِ اسلامیہ کے مؤسس جناب امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد احسن طریقے سے امارت اسلامیہ کے استحکام، وحدت اور جہادی سلسلے کو آگے بڑھانے کی ذمہ داری ادا کی۔ آخر کار جہاد کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا اور اس راہ میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (الاحزاب:۲۳)

''مؤمنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا پھر ان میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی یعنی جان دیدی اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے قول کو ذرا بھی نہیں بدلا''۔

شہید ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی استقامت، فداکاری اور مایہ ناز شہادت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ ہمارے دینِ عزیز اور عالی دعوت کو امیر سے لے کر ہر عام فرد تک، غرض ہر ایک کی جان کی قربانی کی ضرورت ہے۔ اس دین کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور امت کی عظیم ہستیوں نے اپنا لہو بہایا ہے، اسی لیے ہمیں بھی کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ گزرے ہوئے حقیقی مؤمنوں کی طرح اللہ کی راہ میں شہادت کو اپنے لیے فخر سمجھنا چاہیے۔

اگر امارت اسلامیہ افغانستان کے مؤسس ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ فوت ہو گئے اور بعد میں جناب ملا اختر محمد منصور شہید ہوئے، تو وللہ الحمد اسلام اور غیور ملت ختم نہیں ہوئی۔ مسلمان عوام، مجاہدین، علمائے کرام، طلبہ اور شہدا کی وارث جہادی صف (امارت اسلامیہ) تاحال موجود اور ماضی کی طرح مستحکم ہے۔

مجاہدین کے یہاں ماضی کی طرح مکمل جہادی نظم وضبط، وسیع اور جامع تشکیلات اور ان کے درمیان محکم اور ناقابل شکست اتحاد موجود ہے۔ وہ نظریہ جس کی رو سے ہم نے سالہا قبل اسلامی شریعت کے نفاذ کی خاطر جہاد شروع کیا تھا، اب تک زندہ ہے۔

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ (آل عمران: ١٤٦)

''اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ، اللہ کے دشمنوں سے لڑے ہیں۔ تو جو مصیبتیں ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں ان کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی کی نہ کافروں سے دبے اور اللہ استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

امارت اسلامیہ کی زعامت کے عظیم بوجھ کے متعلق کہتا ہوں کہ اس عظیم مسؤلیت کو اپنے لیے امتیاز نہیں، بلکہ ایک عظیم ذمہ داری سمجھتا ہوں اور تمام مجاہدین اور مخلص مؤمنوں سے اپیل کرتا ہوں کہ میرے لیے اس عظیم ذمہ داری کی صحیح ادائیگی، ثبات اور استقامت کی دعائیں کیا کریں اور جس قدر ممکن ہو، تو مجھ سے تعاون کریں۔

امارت اسلامیہ ہمارا اور آپ کا مشترکہ گھر ہے اور اس گھر میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اور شہید امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہم اللہ جس راہ پر گامزن تھے، میں بھی انہی کی پیروی کروں گا۔ جن پر انہیں اعتماد تھا، وہی میرے قابل اعتماد ہوں گے۔ امارت اسلامیہ میں جس نے بھی خدمت کی ہو، اُسی طرح تسلی سے خدمت کرتے رہیے۔ کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا اور کسی کی قربانی کو کم نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا۔

میں اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ مقدس شریعت اور امارت اسلامیہ کے جہادی اہداف پر بھرپور توجہ دوں گا۔ مسلمان عوام کی مصلحت کو مدِ نظر رکھوں گا۔ فیصلے اور اقدامات مشورے سے کروں گا اور مؤمن و مصیبت زدہ عوام کی رہنمائی، سعادت، خودمختاری، سکون اور رفاہ کی راہ میں کسی کوشش سے دریغ نہیں کروں گا۔

شرعی عدالتوں کی بہترین اصلاحات اور کارکردگی، مظلوم قیدیوں کی رہائی، زخمیوں کا بہترین علاج، خواتین کو شرعی حقوق دینے، یتیموں اور لاچاروں کی حوصلہ افزائی، نئی نسل کی تعلیم و تربیت اور محاذوں میں خستہ حال مجاہدین کے لیے رسد اور ہر حصے میں عوام کو بھلائی پہنچانے کی بھرپور کوشش کروں گا اور اس سب کے لیے میں اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں۔

امارت اسلامیہ کی موجودہ پالیسی کے متعلق وضاحت کردوں کہ امارت اسلامیہ کی عسکری اور سیاسی دونوں شعبوں میں واضح پالیسی موجود ہے۔ امارت اسلامیہ کو یقین ہے کہ افغانستان پر استعمار کی جانب سے قبضہ ہے اور استعمار کو مار بھگانے کی خاطر مقدس جہاد فرض ہے۔

مگر امارت اسلامیہ قبضے کے خاتمے، خودمختار و متحد مملکت اور ملک میں ایک مقدس اسلامی نظام کے قیام کے لیے واضح سیاسی پالیسی بھی رکھتی ہے، جس کی امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کی جانب سے دنیا اور اہل وطن کو وضاحت کردی گئی ہے اور اسی طرح ہم افغان مسئلہ کے حل کی خاطر جدوجہد کو بھی جاری رکھیں گے۔

امریکی غاصبوں اور ان کے دیگر بیرونی اتحادیوں کو ہمارا پیغام یہ ہے کہ افغان مسلمان عوام تمہاری طاقت اور فریب کے استعمال سے خوفزدہ نہیں ہیں۔ تم سے مقابلہ میں شہادت کو اپنی زندگی کا سب سے عظیم مقصد اور آرزو سمجھتے ہیں۔ تم افغانستان میں اپنی افواج کے وقت میں توسیع یا ان کے جنگی اختیارات میں اضافے سے افغانوں کے حوصلے اور جہادی جدوجہد کو کمزور نہیں کرسکتے ہو۔

مزید بے سود طاقت آزمائی کے بجائے حقائق کو تسلیم اور اپنے قبضے کو ختم کردو۔ تمہارے خلاف ہماری اور ہمارے سلف کی جدوجہد شعوری طور پر اسلامی بنیادوں پر استوار اور آزادی حاصل کرنے کے جذبے سے آگے بڑھ رہی ہے۔ یہاں تمہارا مقابلہ ایک گروہ یا جماعت سے نہیں، بلکہ ایک ملت کے ساتھ ہے، جس پر تم کبھی بھی فتح یاب نہیں ہو سکو گے (ان شاءاللہ)۔ تو بہتر ہے کہ تم طاقت کے بجائے حل کی ایک مناسب پالیسی پیش کرو۔

غاصبوں کے حامیوں کو ہمارا پیغام یہ ہے کہ گذشتہ پندرہ (۱۵) برس کے دوران تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ تم امریکی مقاصد کے حصول کی راہ میں استعمال ہو رہے ہو۔ استعمار سے تمہارا تعاون اور حمایت اُن بدنام چہروں کا کام ہے، جنہوں نے ہماری گزشتہ تاریخ میں انگریز اور روس کا ساتھ دیا تھا۔ مستقبل اور آئندہ نسل تمہارے متعلق یہی فیصلہ کرے گی، تو اپنے ملک کی آزادی کے مقابلے میں استعمار کی حمایت سے دستبردار ہو جاؤ۔ تمہارے لیے ہماری معافی اور تحمل کے دروازے کھلے ہیں۔ امریکیوں کی دلائی جھوٹی امیدوں سے دھوکہ میں نہ پڑو، ملت تمہارے خلاف کمربستہ ہے۔ نہ ہی تم بیرونی فضائی اور زمینی حمایت کے باوجود پرسکون زندگی بسر کرسکتے ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے عوامی مطالبات اور امیدوں کے برعکس مؤقف کو اپنا رکھا ہے۔ بیرونی قوتوں کے بنائے ہوئے نظام کو افغان عوام کسی صورت میں نہیں مانتی۔

ہمارا واضح پیغام یہ ہے کہ ہم اقتدار کا سہارا نہیں چاہتے۔ افغانوں کی تمام اقوام اور برادریوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے، بلکہ اسلامی نظام کی ارتقاء، آزادی اور طاقت افغانوں کے اتحاد و اتفاق سے وابستہ ہے۔ اسلام ہمیں اخوت، امانت داری اور اہل افراد کو ذمہ داری سونپنے کا حکم دیتا ہے۔ ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ زندگی کے تمام حقوق اور امتیازات سے فائدہ اٹھائے اور اُن کی سیاسی اور سماجی حیثیت کو اہلیت اور تقوی کے بنیاد پر منتخب کیا جائے۔ آیئے مشترکہ طور پر جارحیت کے خاتمے، ملک کی خودمختاری اور آبادی کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔

ہم دنیا کے مسلمانوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہماری خودمختاری میں اپنے مجاہد بھائیوں کی حمایت کریں۔ ہر ممکن حصے میں ان کا ہاتھ بٹائیں، انہیں دعاؤں میں یاد رکھیں اور رواں جہاد میں ان کی حمایت کو جاری رکھیں۔

ہم خطے اور ہمسایہ ممالک کو یاد دلاتے ہیں کہ افغانستان پر امریکہ قبضہ اور یہاں ان کی موجودگی ہمارے اور تمہارے مشترکہ مفادات کو چیلنج کرتی ہے۔ امریکی یہاں فتنے ابھارتے ہیں، یہاں اپنی انٹیلی جنس اور فوجی سازشوں اور کوششوں کی توسیع سے تمام علاقے کو غیر محفوظ بناتے ہیں۔ تم بھی جارحیت کے خاتمے میں افغانوں کی ہاں میں ہاں ملاؤ یا کم از کم ایسے اقدامات نہ کرو، جو امریکی موجودگی کے وقت میں اضافہ کریں۔

ہم ان لوگوں کو کہنا چاہتے ہیں، جو امارت اسلامیہ کے جہادی فتوحات کو پاکستان، ایران اور دیگر سے منسوب کرتے ہیں، کہ ایسی غلط تعبیرات سے کبھی بھی مجاہدین اور حساس عوام کو ان کے راستے و جد و جہد سے منحرف نہیں کر سکوگے۔ ہماری مجاہد عوام کو اپنے دین اور ضمیر کی ذمہ داریوں کا گہرا احساس ہے۔ وہ (عوام) مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ان کے گھر میں امریکی اور نیٹو لشکر گھس آئے ہیں۔ سرزمینِ اسلام پر کفری لشکر کے جھنڈے لہرائے جارہے ہیں، اور انہوں نے اسی وجہ سے جہاد کی راہ کو اپنالیا ہے۔ امارت اسلامیہ کا جہادی مؤقف، مشروعیت، حقانیت اور استقلال ماضی سے اظہر من الشمس اور واضح حقیقت ہے، جسے آئندہ تاریخ سنہری حروف میں محفوظ کرے گی۔

ملک کے علماء کرام، روحانی پیشواؤں، مدرسین، جدید علوم کے اساتذہ، طالب علموں، قومی رہنماؤں، تاجر حضرات اور اہل علم و قلم اشخاص کو کہتا ہوں، کہ اس حساس مرحلے میں اپنے مذہبی اور ملی فریضہ کو ادا کریں۔ کفری جارحیت اور فرض عین جہاد کے قضیے کو صرف اسلام کی نگاہ سے دیکھیں اور اپنی ذمہ داری اپنے لیے معلوم کریں۔ آپ کو راہِ حق کے مجاہدین کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے، بلکہ قلم، لسان اور ہر وسیلہ سے ان کی حمایت کریں۔ اگر خدانخواستہ کوئی بھی دشمن کے پراپیگنڈے سے متاثر ہو جائے اور مختلف بہانوں اور توجیہات سے مجاہدین سے کنارہ کش اور کافروں کا ساتھ دینے کا میلان رکھے، تو اس کا دنیا اور آخرت میں اس الٰہی وعید سے سامنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ (سورۃ ہود: ۱۱۳)

"اور مسلمانو! جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا، نہیں تو تمہیں بھی دوزخ کی آگ آ لپٹے گی اور اللہ کے سوا تمہارے کوئی دوست نہیں ہوں گے پھر تمہیں کوئی مدد بھی نہ ملے گی"۔

میں مجاہد عوام اور خاص کر محاذوں میں سرگرم مجاہد بھائیوں کو تسلی دلاتا ہوں کہ وللہ الحمد امارت اسلامیہ کے ذمہ داران اور افراد ماضی کی طرح بلند عزم، پختہ ایمان اور اتحاد واخوت کے جذبے سے سرشار ہیں اور جدوجہد پر آمادہ ہیں، میں آپ کو خوش خبری سناتا ہوں کہ ہم حقیقی مؤمن رہے، تو آخری فتح ہماری ہوگی اور دنیا کی کوئی طاقت ہماری کامیابی کا سدِ باب نہیں کر سکے گی، اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (سورۃ آلِ عمران: ۱۳۹)

"اور بددل نہ ہونا اور نہ غم کرنا اگر تم سچے مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔"

مجاہد بھائیوں کو میری وصیت یہ ہے کہ :

اپنی نیتوں کی اصلاح کریں، اپنے مقصد کو مالِ دُنیا، منصب، غنیمت اور شہرت نہیں۔۔۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنا ہدف بنالیں۔ جہاد ایک دینی عبادت اور فریضہ ہے، اپنے جہاد کی وجہ سے کسی اور مسلمان پر خود کو برتر سمجھیں اور نہ ہی ان پر احسان جتلائیں۔

سمجھ جائیں کہ ہمارے جہاد کا عظیم مقصد اسلامی نظام کا قیام ہے اور اسلامی نظام کی عمدہ ذمہ داریاں مسلمانوں کے دین، نفس، مال، عقل، نسل اور عزت کا تحفظ ہیں۔ ایسا کوئی قول، فعل یا سلوک مت کریں، جو مسلمانوں کی ان اقدار (جہاد) کو چیلنج کریں۔

کوشش کریں، کہ جہاد میں مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچ پائے، اپنی جہادی سرگرمیوں کو نہایت احتیاط سے عملی جامہ پہنائیں۔ عوامی فائدے/منفعت کے مقامات مثلاً ہسپتال، مدارس، اسکول، پل، آب پاشی کے ذخائر اور دیگر عوامی تنصیبات اور منصوبوں کو نقصان مت پہنچائیں، بلکہ ان کی حفاظت کریں۔ تمام علاقوں میں اور خاص کر ان علاقوں میں جہاں امارتِ اسلامیہ کا کنٹرول ہے، وہاں نئی نسل کے لیے دینی اور عصری علوم کے لیے راہ ہموار کریں۔ اہلِ وطن کو اذیت پہنچانے سے سختی سے اپنے آپ کو بچاؤ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو یاد رکھو کہ :

من ضيق منزلا أو قطع طريقا أو آذى مؤمنا فلا جهاد له— (رواہ ابوداود)

"جو کسی پر جگہ تنگ کرے، یا راستے کو منقطع کرے اور یا مؤمن کو ضرر پہنچائے، تو اس کے لیے جہاد کا مکمل ثواب نہیں ہے۔"

آخر میں مال دار اور اہلِ ثروت حضرات سے میرا مطالبہ یہ ہے کہ عید کے ان شب و روز میں اپنے فقیر اور لاچار مسلمان بہن بھائیوں کو بھی فراموش نہ کریں اور حسبِ توفیق یتیموں، بیواؤں، معذوروں، قیدیوں اور محتاج خاندانوں سے تعاون کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ دعا کرتا ہوں کہ آئندہ عیدیں اسلامی حاکمیت کے نفاذ اور مکمل استقلال کی فضاء میں ہمارا استقبال کریں۔

والسلام

امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ زعیم امارت اسلامیہ

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ

۲ جولائی ۲۰۱۶ء

☆☆☆☆☆

اسلامی موسم بہار! (حصہ سوم، قسط اول)

شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ

امیر جماعت القاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے کچھ ماہ قبل "الربیع الاسلامی"[اسلامی موسم بہار] کے عنوان سے دنیا بھر میں مجاہدین کو ملنے والی فتوحات، عالمی کفر کی ذلت اور اُس کے ایجنٹوں کی خواری پر ایک طویل سلسلہ گفتگو ریکارڈ کروایا۔ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے اس سلسلہ گفتگو کا اردو ترجمہ ادارہ نوائے افغان جہاد سلسلہ وار شائع کر رہا ہے

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

دنیا بھر کے تمام مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس سلسلہ گفتگو کی پچھلی نشست میں میں نے عراق و شام پہ صلیبی حملے اور وزیرستان کے معاملے میں کیے گئے پاکستان و امریکہ کے جرم سے متعلق موقف پر گفتگو کی تھی۔ اور اس میں میں نے تاکیداً یہ کہا تھا کہ صلیبی حملوں کا ہدف ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام پر اسلام ہے، اور ہم اس حملے کا شکار بننے والے ان تمام مجاہدین کی حمایت کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے ساتھ غلط کیا ہے یا صحیح، جنہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے یا انصاف، جنہوں نے ہماری قدر میں کمی کوتاہی کی ہے یا ہمیں عزت و اکرام سے نوازا ہے، جنہوں نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے یا ہمارے ساتھ راست روی برتی ہے، اور جنہوں نے ہمارے حق سے انکار کیا ہے یا ہمیں ہمارے حقوق سے نوازا ہے، اور جس نے بات کرنے میں تہذیب کا لحاظ نہیں رکھا یا ادب و تہذیب ملحوظ خاصر رکھا ہے۔ کیونکہ موجودہ صلیبی جنگ کا معاملہ ان باتوں سے کہیں بڑا ہے، یہ معاملہ امت کا ہے جو صلیبی حملے کا شکار ہے اور ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم متحد ہو کر اس حملے کا مقابلہ کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ میں اپنی بات دہراتے ہوئے وضاحت کر دوں تاکہ میری گفتگو سے غلط مطالب اخذ نہ کیے جائیں...ابو بکر البغدادی کے خلافت کے اعلان کے متعلق ہمارا موقف یہ ہے کہ یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ نہیں ہے۔ اور مسلمانوں پر اس کی بیعت لازم نہیں ہے۔ ہمارے اس مستقل موقف کا ہماری تمام مجاہدین کو دی گئی اس دعوت سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ صلیبی نصیری سیکولر جنگ کے خلاف متحد ہو کر صف آرا ہو جائیں۔

پس ہم نے جو دعوت دی ہے اور اب بھی دیتے ہیں وہ اس بات کی ہے کہ تمام مسلمان اور مجاہدین، مغرب، روس، افریقہ اور ایشیا میں موجود صلیبیوں (جن کا سردار امریکہ ہے)، اسرائیل اور خائن مرتد و سیکولر حکام کی مخالفت میں ایک صف بن کر کھڑے ہو جائیں، جنہوں نے مسلمانوں کے اکثر علاقوں پہ قبضہ کیا ہے، اور ایران کے روافض اور ان کے ساتھی مجرموں اور باقی اسلام دشمنوں کے خلاف بھی صف آرا ہو جائیں۔

اس مجلس میں میں چاہوں گا کہ خلافت کے بارے بھی کچھ بات کروں۔ایسی خلافت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ہو، میں اس کے چند سنگ ہائے میل کی بارے بھی اختصار اور خصوصیت سے بات کروں گا۔ جو اس موضوع سے متعلق راسخ علم حاصل کرنا چاہے اسے چاہیے کہ وہ کتبِ فقہ کی طرف رجوع کرے، خصوصی طور پر سیاست شرعیہ اور اسلامی تاریخ کی کتب کی طرف! میں تفاصیل و جزئیات میں جائے بغیر اس کے عام قواعد کا ذکر کرتا ہوں، باذن اللہ۔ میں چاہوں گا کہ اس بابت پورے کلام کو پانچ حصوں میں تقسیم کروں:

- خلافت علی منہاج النبوۃ (نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا منہج خلافت) کیا ہے؟
- خلافت علی منہاج النبوۃ کی اہم خصوصیات کیا ہیں؟
- خلیفہ کو چننے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟
- خلیفہ کی اہم صفات کیا ہیں؟
- بعض شبہات اور سوالات کے جوابات؟

۱۔ خلافت علی منہاج النبوۃ سے کیا ہے؟

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نبوی خلافت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كلُّ بيعةٍ كانت بالمدينةِ فهي خلافة نبوةٍ[1]

''ہر وہ بیعت جو مدینہ میں ہوئی وہی خلافت نبوی ہے''

اسی لیے امام زرکشی رحمہ اللہ نے اہل مدینہ کے عمل کو دلیل بنانے کی بنا پر اپنی تحقیق میں امام احمد کے اس قول پر تعلیقاً لکھا ہے:

> ''یہ امام احمد کے مذہب کا ظاہری قول ہے، کیونکہ دراصل ان کے نزدیک خلفائے راشدین کا عمل حجت ہے اور اس کی اتباع واجب ہے۔ اور امام احمد نے کہا ہے: ہر وہ بیعت جو مدینہ میں ہوئی ہے وہ نبوی خلافت ہے، معلوم رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی بیعت مدینہ میں ہوئی ہے، اور ان کے بعد مدینہ میں کوئی بیعت نہیں ہوئی۔''[2]

پس ہر وہ بیعت جو خلفائے راشدین کی بیعتوں کے منہج پر ہوئی ہے وہی نبوی خلافت پر بیعت میں شمار ہوتی ہے۔ اور ہر وہ بیعت جو خلفائے راشدین کی بیعتوں کے منہج کے خلاف ہوئی وہ خلافت، نبوی منہج کے خلاف ہے۔ آپ اسے ظالم مملکت کا نام دے لیں، قابض حکومت کا نام دے لیں، آپ اسے ظلم، جور، غلبے اور زور و غصب کی خلافت کا نام دے لیں، اور جو بھی نام چاہیں دے لیں، مگر یہ خلافت علی منہاج النبوۃ بہر حال نہیں ہو گی۔

(بقیہ صفحہ ۷۳ پر)

[1] منهاج السنة النبويه، ج: 6، ص: 91، الخلافه والملك لابن تيميه ج: 35، ص: 26۔

[2] البحر المحيط في اصول الفقه ج: 3 ، ص: 531۔

کفر کا نعرہ قبول نہیں!

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

(ہندوستانی مسلمانوں کو کفریہ نعرے پر مجبور کرنے کی مہم کے رد میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔

اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ [التوبة:۸]

ہندوستان کے ہندوؤں نے ایک بار پھر اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ وہ اسلام کے دشمن ہیں، مسلمانوں کے عقیدہ کے دشمن ہیں، مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کے دشمن ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو جبری ہندو بنانے، بندے ماترم کہلوانے، گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگانے کے بعد اب بات یہاں تک پہنچ گئی کہ مسلمانوں کو کفر بواح یعنی کھلا کفر کہنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ حافظِ قرآن کو اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ بتوں اور مندروں کی زمین کو دیوی مانے اس کے معبود ہونے کا اقرار کر کے اس کے بڑا ہونے کا اعلان کرے۔ نقلِ کفر کفر نہ باشد، جے ماتا، یا بھارت ماتا کی جے کہنے پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو مجبور کیا جارہا ہے... سیکولرزم اور اعتدال پسندی کا گیت گانے والے اب کہاں ہیں، جبکہ ڈنڈے اور ریاستی قوت کے زور پر مسلمانوں کو کفر کہنے پر مجبور کیا جارہا ہے، انکو جبراً ہندو بنانے کی کوشش کی جارہی ہے؟

کیا ہندوؤں کو معلوم نہیں جس سینے میں اللہ اکبر ہو، وہ تمہارے بتوں کو بڑا کیسے مان سکتا ہے؟... جو زبان صرف اللہ کو بڑا کہنا جانتی ہو وہ لات و منات جیسے بتوں کو بڑا کیسے کہہ سکتی ہے؟... اپنے اللہ کے سوا کسی اور کو معبود کیوں کر مان سکتی ہے؟... کیا طاقت کے زور پر توحید کے متوالوں کو ہندو بنایا جاسکتا ہے؟... کیا ریاستی بدمعاشی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو اسلام سے ہٹایا جاسکتا ہے؟... کیا ہندوؤں نے مکہ کی تاریخ نہیں پڑھی؟... مکہ کے بت پرست بھی اسلام کے دیوانوں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے تھے، ان کو دین سے پھیرنے کے لئے تپتی ریت پر لٹا کر سینوں پر سلگتے پتھر رکھ دیا کرتے... جسم کی کھال جھلستی، چربی پگھلنے لگتی، لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا عشق تھا کہ اور چڑھتا جاتا تھا... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی زبانوں پر احد احد یعنی "معبود ایک ہے" کا نعرہ گونجتا تھا... بڑا صرف ایک ہے... ہمارا اللہ... اس کے علاوہ کسی اور کو معبود کیسے مان لیں؟ ہم تمہاری بات مان کر اپنے اللہ کے ساتھ کفر کس طرح کریں؟؟؟ نہیں نہیں... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم... توحید کا اقرار کرنے کے بعد کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں کیا جائے گا... اس کے علاوہ کسی کا نعرہ نہیں لگایا جائے گا... سو مکہ کے بت پرست بھی ظلم کرتے کرتے ہار گئے... اور ایک دن وہ آیا جب بدر کے میدان میں بت پرستوں کی قیادت کی کھوپڑیاں ان کے جسموں سے جدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے قدموں میں پڑی تھیں... اللہ نے اپنی کلمے پر ڈٹ جانے والوں اور اس کی خاطر جہاد پر نکل کھڑے ہونے والوں کو فتح عطا فرمائی تھی... مودی جیسے ابوجہلوں کی طاقت کا گھمنڈ اسی طرح خاک میں ملا کرتا ہے... کبھی بدر کے میدان میں تو کبھی پانی پت کے میدان میں... تاریخ خود کو دہراتی رہی ہے۔ اور اب پھر دہرائی جائے گی... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے وقت ہاتھ میں نیزہ لئے مکہ کے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے پاش پاش کرتے اور جاء الحق وزھق الباطل کا اعلان فرماتے۔۔ اور ان کے غلام سومنات کے بتوں کو توڑ کر اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرتے رہے ہیں...

سوائے اللہ کے دشمنو!

تم ہندوستان کا بت بناؤ، یا گائے کا... تم کفر و شرک کی زمین کو دیوی ماتا کہو یا جس کو چاہے سجدے کرو... ہندوستان کے مسلمان کی پیشانی صرف اپنے رب کے سامنے جھکے گی... بت جو بھی ہو... اس کا انکار کیا جائے گا... ایک دن آئے گا جب حق غالب آئے گا اور باطل مٹا دیا جائے۔

میرے غیور مسلمان بھائیو!

آپ اپنے ذہنوں سے یہ خیال نکال دیجئے کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے، یہ جب چاہیں کہ ہمیں ہندوستان سے نکال باہر کریں گے... اپنے اللہ کی قوت پر بھروسہ کیجیے، یہ زمین تمہارے اللہ کی ہے، برہمن کے بتوں کی نہیں، اس زمین پر آپ نے صدیوں حکومت کی ہے، لیکن آج یہ کمزوری کیوں، یہ مجبوری و غلامی کیوں اس کی وجہ تمہارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دی ہے:

إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ بِأَذْنَابِ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ

اے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والو!

ان بزدلوں کو بتا کیوں نہیں دیتے کہ ہندوستان کا مسلمان ہندوستان ہی میں رہے گا اور مسلمان بن کر رہے گا۔ ایک اللہ اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن کر رہے گا۔ مسلمانوں کو مٹانے کا خواب دیکھنے والے خود صفحہ ہستی سے مٹ گئے، سوویت یونین افغانستان میں مسلمانوں کو مٹانے آیا خود مٹ کر رہ گیا، امریکہ افغانستان میں اسلام کے رکھوالوں کو ختم کرنے آیا، آج شکست کی ذلت اس کا مقدر بنی ہے، عراق و شام، صومالیہ و

یمن میں تمہارے مجاہد بھائی دنیا کے سپر طاقتوں کو دن رات مار رہے ہیں... تم ہندوستان میں ۳۵ کروڑ سے زیادہ ہو، تمہارے پاس ہندوستان کا بہترین علاقہ موجود ہے، ملک کے ہر صوبے میں تمہاری آبادیاں ہیں، اگر ہاتھوں میں صرف چاقو اور تلواریں لے کر بھی نکل کھڑے ہو تو تاریخ گواہ ہے کہ یہ ہندو تمہارے مقابلے ٹھہر نہیں سکتا...اس کی فطرت و طبیعت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے... یہ پٹتے ہوئے دشمن کو مزید پیٹتا ہے، کمزور دشمن کے خلاف یہ شیر بن جاتا ہے اور پھر اس پر اتنا ظلم کرتا ہے کہ کبھی وہ اٹھنے کے قابل نہ رہ سکے... اس نے ہندوستان کی قدیم ذاتوں جن کو اس نے نیچی ذاتوں میں تبدیل کر دیا ان کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے... یہ وہ کمین دشمن ہے جو شرافت و اخلاق کو سمجھتا ہی نہیں ہے ... لیکن جب کوئی اس کو مارنا شروع کرے تو یہ اس کے قدموں میں گر کر زندگی کی بھیک مانگنے لگتا ہے...اللہ تعالیٰ نے ایسے دشمن کے بارے میں فرمایا:

كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً

ان کے ساتھ تمہارا معاہدہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ یہ اگر تمہارے اوپر غالب آجائیں تو تمہارے بارے میں نہ کسی معاہدے کا خیال کریں اور نہ کسی تعلق داری کا... یہ وہ دشمن ہے جو تم پر غالب آجائے تو نہ پڑوس کا خیال کرتا ہے نہ دوستی کا بلکہ فسادات کی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کے پڑوسی ہندو ہی زیادہ نقصان پہنچاتے اور دھوکہ دیتے ہیں... تمہارا قرآن ان کے مکر سے تمہیں خبردار کر رہا ہے، يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ کہ یہ تمہیں صرف اپنی زبان سے راضی کرتے ہیں...اچھے اچھے بیانات دے کر، ہندوستان کے سیکولر ہونے کے دعوے کر کے، آئین وسنودھان سے دھوکہ دے کر...ان فسادات کو ریاست کے بجائے ہندو فرقہ پرست تنظیموں کی سازش کہہ کر... یا سرکاری مولویوں کے ذریعہ میٹھے میٹھے بیانات دلوا کر...حالانکہ یہ سب ایک ہیں...ہندوستان میں جو کچھ مسلمانوں کے خلاف ہوتا ہے اس میں ریاست اور اس کے ادارے برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ ورنہ کسی کی کیا مجال کہ یوں ہاتھوں میں چھرے لے کر مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتا رہے... ہم کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کے قتلِ عام میں ہندوستان کی ریاست شریک نہیں تو پھر مسلمان نوجوانوں کو بھی فساد کے دوران اسی طرح کھلی چھٹی دی جائے جیسے ہندو بلوائیوں کو دی جاتی ہے... پھر دنیا دیکھے گی کہ ہندوستان کا مسلمان بزدل نہیں... یہ تلواروں اور ڈنڈوں سے بھی اپنی عزتوں کی حفاظت کرنا جانتا ہے... لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹا ہوتا ہے ایک طرف ہندو بلوائیوں کو ریاستی اداروں کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے، دوسری جانب مسلم اکثریتی محلوں کے باہر پولیس کرفیو لگا کر کھڑی ہو جاتی ہے تاکہ کوئی مسلمان گھر سے نکل ہی نہ سکے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں ان کی چالوں اور مکاریوں سے باخبر کر رہا ہے...يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ یہ میٹھے بیانات اور جھوٹے کمیشن بنانا تمہیں ٹھنڈا رکھنے کی چالیں ہیں... لہٰذا ان کے بیانات پر نہ جایئے... یہ دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ ان کے دل کی حالت قرآن بیان کرتا ہے: وَتَأْبَى قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ کہ ان کے دل اس زبان کے بول کے مخالف ہیں اور ان میں کے اکثر کمین قسم کے دشمن ہیں... ان کے دلوں میں اسلام کی نفرت ہے، ان کے دل قرآن کی نفرت سے بھرے ہیں،... ان کا بس نہیں چلتا ورنہ ان کی دلی خواہش یہ ہے کہ ...وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ کہ تم اپنے اسلحے سے غافل ہو جاؤ، یعنی یہ چاہتے ہیں کہ ان کے پاس ہر قسم کا اسلحہ ہو، یہ آر ایس ایس کے اداروں میں جنگی ٹریننگ بھی کرتے رہیں، لائسنس والا اسلحہ بھی صرف ان کے پاس ہو... مسلمانوں کو یہ بھی نہ دیا جائے اور اگر کسی کے پاس ہو بھی تو فسادات سے پہلے اس کو پولیس واپس لے لے... تمہارا رب آگے بیان کرتا ہے۔ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً پھر یہ ایک بار ہی بھرپور حملہ کر دیں...یہی فطرت تمہارے اس ازلی دشمن کی ہے...

اس کا وزیرِاعظم مودی ہے... جس کو اقتدار ہی مسلمانوں کا خون بہانے کے نام پر ملا... جس کی کرسی مسلمانوں کے لاشوں پر سجائی گئی... جو مسلمانوں کی بستیاں ویران کر کے دلی کے سنگھاسن پر بیٹھا ہے... پھر کہتے ہیں کہ ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے۔۔ اس کا سنودھان سب کو برابر کے حقوق دیتا ہے... یہ برابر کے حقوق ہیں کہ اگر کوئی مسلمان گائے کاٹتا پکڑا جائے تو اس کو سرِعام قتل کر دیا جائے... جبکہ نرندر مودی کو مسلمانوں کی کٹائی کے انعام میں دہلی کی حکومت دی گئی ہے...اس کے آئین میں مسلمان کی جان سے زیادہ درندوں کی قیمت ہے...

سوا ے میرے مسلمان بھائیو!

سرکاری مولویوں اور لیڈروں کے بیانات و نعروں سے دھوکہ نہ کھایئے، ہندوستان کے مسلم نوجوان کو اپنا فیصلہ خود کرنا ہوگا... عزت کی زندگی یا شہادت کی موت... پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے ساتھ ہوگی...شام کے مسلمانوں کو دیکھئے کہ وہ کس طرح سے اپنے دشمن کے مقابلے کھڑے ہوئے، اللہ نے چند سالوں میں ان کو کتنا مضبوط کر دیا... یورپ کے اندر رہنے والے مسلمان نوجوانوں کو دیکھئے کس طرح اکیلے اکیلے ہی مضبوط دشمن پر حملے کر کے پورے یورپ کو پریشان کر دیا ہے... اللہ نے جتنی طاقت آپ کو دی ہے، اسی سے جہاد کا آغاز کر دیجئے... جو ادارے اور پرشاسن یہ فسادات کراتے ہیں ان کے اعلیٰ افسروں کو ماریئے...آئی اے ایس(IAS)...اور آئی پی ایس(IPS)افسروں کو نشانہ بنایئے...ان کو مالی نقصانات پہنچایئے...اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے...اور ہمیں آپ کی مدد کرنا آسان فرمائے...

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆

شریعت یا شہادت (قسط اول)

الشیخ المجاہد ابو عبیدہ احمد عمر حفظہ اللہ [امیر تنظیم القاعدۃ فی الصومال]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن ضل فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ﷺ فقال اللہ تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران: ۱۰۲)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النساء: ۱)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

امابعد! اللہ رب العزت ہمارے اور آپ کے صالح اعمال قبول فرمائے۔ سب سے پہلے تو میں دنیا بھر کے مسلمانوں خصوصاً افغانستان، جزیرۃ العرب، مغرب اسلامی، شام، قوقاز اور دوسری تمام محاذوں پر موجود مجاہدین کی جانب اپنا سلام بھیجتا ہوں۔ میں تمام جہادی قیادتوں کو بھی خصوصی سلام اور عید کی مبارکباد بھیجتا ہوں جن میں سر فہرست ہمارے امیر الشیخ المجاہد ایمن الظواہری حفظہ اللہ ہیں۔ آپ سب کو یہ عید مبارک ہو۔

تقبل اللہ منا ومنکم، وذکی اعمالنا واعمالکم، وجعلھا فی موازیننا اجمعین

ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اس حالت میں اگلی عید دکھائے کہ اہل اسلام اپنے دین کو نافذ کر کے اور دشمنوں کو مغلوب کر کے عزت و سربلندی پا چکے ہوں، آمین۔ آج ہم یہ عید ایسی حالت میں منا رہے ہیں کہ دنیا بھر میں اسلامی سرزمینیں اسلام کے دشمن صلیبیوں، یہودیوں، مشرکین، دہریوں اور بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں پر جارحیت کے لیے کفار کے ساتھ تعاون کرنے والے مرتدین کی طرف سے بدترین مظالم کا سامنا کر رہی ہیں۔ اللہ رب العزت نے اسلام دشمنوں کے دل میں موجود بغض سے ہمیں پہلے ہی آگاہ کر رکھا ہے:

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ (التوبۃ: ۱۰)

"نہیں لحاظ کرتے کسی مسلمان کے حق میں قرابت کا اور نہ عہد کا اور وہی ہیں زیادتی پر"۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

علمائے تفسیر اس آیت کے مفہوم میں اس بنیادی چیز یعنی ایمان کا ذکر کرتے ہیں جس کے سبب وجہ سے کفار، مسلمانوں پر جارحیت اور ظلم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پس اپنے دین کے دفاع کی خاطر کھڑے ہو جایئے، اس کی نصرت کیجیے اور ان سے لڑیئے جو اس دین کو مٹانے کے لیے چڑھتے چلے آ رہے ہیں اور اُن سے بھی جو اس جنگ میں دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔

اس بنیادی فریضے کو ادا کیجیے اور اپنی دوستی و دشمنی کے معیار کو اپنے نفس کی پسند ناپسند کی بنیاد پر نہ رکھیے کہ نفس تو یقیناً دھوکا ہی دے گا۔

- مرتدین نے ہمیشہ مسلمانوں کو شریعت مطہرہ کے نفاذ سے روکے رکھا جس کو اللہ نے دنیا بھر کی نجات کے لیے نازل کیا ہے اور یہ مرتدین، ہمارے خلاف ہر اس طریقے کو استعمال میں لاتے ہیں جس کے ذریعے سے زمین پر اللہ کی کتاب کی حکمرانی کو روکا جا سکے۔
- ان مرتدین نے مسلمانوں کے اوپر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور کفری دساتیر کو مسلط کر رکھا ہے۔
- یہ مرتدین، اہل اسلام کے وسائل کو عسکری طاقت اور نام نہاد عالمی قوانین کے ذریعے لوٹنے میں مصروف ہیں۔
- انہوں نے مسلمانوں کے درمیان کفریہ عقائد، گمراہ کن نظریات اور فحاشی و بے حیائی کو فروغ دے رکھا ہے۔
- اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے حقیقی علما اور دین سے مخلص اُن نوجوانوں کو بھی اپنا ہدف بنا رکھا ہے، جو کفار کی ان مکاریوں اور جھوٹ کا پردہ چاک کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔
- مرتدین کے قید خانے اہل ایمان مردوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں سے بھرے ہوئے ہیں جن کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے کہا "ہمارا رب اللہ ہے"۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (البروج: ۸)

"اور ان سے بدلہ نہ لیتے تھے مگر اسی بات کا کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے تعریفوں والا"۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

پوری دنیا کے مسلمانوں کا آج ایسی ہی کیفیات سے دوچار ہیں! چاہے وہ کسی ملک میں اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں۔ بلکہ خلافت کے خاتمے اور اسلامی سرزمینوں کی ملکوں میں تقسیم کے بعد سے ہی یہی حالت ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جو ایک مسلمان کو رنجیدہ کرتی ہے اور اس کو غصہ دلاتی ہے۔

ہم، یعنی مشرقی افریقہ کے مسلمانوں کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ ہم بھی دنیا بھر کے مسلمانوں، جیسے کہ فلسطین، شام، عراق، برما، چیچنیا اور وسط افریقہ کے اہل اسلام کی طرح مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اس طرح ہمیں ہر مسلمان سے برادرانہ اور مخلصانہ احساسات مطلوب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے کہ اگر ایک عضو بھی تکلیف میں مبتلا ہو تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے" (بخاری و مسلم)۔

الحمد للہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہی ہے کہ اس نے اس دوران میں کچھ اہل ایمان کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ یہ سقوطِ خلافت کے بعد سو سالوں میں پہلی مرتبہ ہوا کہ مسلمان متحد ہو کر اپنی خلافت اور اتحاد و غلبے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ آج پوری دنیا میں مسلمان نوجوانوں نے زمین پر اللہ کی شریعت کے دوبارہ قیام کے لیے ایک عالمگیر تحریک برپا کی ہے اور امید کی کرنیں نظر آ رہی ہیں۔ پس ہمیں صبر، استقامت اور حکمت کا مظاہرہ کرنا ہوگا یہاں تک کہ ہم اس مقصد کو پالیں یعنی:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (انفال: ۳۹)

''اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد اور ہو جائے حکم سب اللہ کا پھر اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ ان کے کام کو دیکھتا ہے''۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

علمائے تفسیر نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ جب تک عبادت کُلی طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے خالص نہیں ہو جاتی، شرک کا خاتمہ نہیں ہوتا اور تمام مسلمانوں کو ظلم و ستم سے نجات نہیں مل جاتی، لڑائی جاری رہے گی!!!

جہاں تک صومالیہ کی بات ہے تو ہم سب جانتے ہیں کہ صلیبیوں کی کالونی بننے اور اس کے بعد آنے والی حکومتوں کے دور ہی سے اس خطے کے مسلمان ان کا ظلم سہہ رہے ہیں جنہوں نے کفریہ نظریات کا نفاذ کیا۔ یہاں تک کہ امریکی حمایت یافتہ مرتد جنگ جو سرداروں کا دور بھی آیا اور اُس کے بعد یہ موجودہ قبضہ...! ان ساری طاغوتی مہمات کو مجاہدین صادقین کی جانب سے سخت اور شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس طرح ہمارا ان کے بارے میں گمان ہے اور اللہ ہی ان کے ارادوں کو بہتر جانتا ہے۔

مسلمان کبھی بھی اپنے دشمنوں کے سامنے سر نہیں جھکاتے اور ہمارا جہاد بھی اسی جہاد کا تسلسل ہے جو ہمارے آباؤاجداد نے اپنے زمانے کے کفار کے خلاف شروع کیا تھا۔ اور آج ہم بھی اسی طرح اپنے دور کے ظالموں اور کفار کے خلاف ان کے جہاد کے ورثے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح حق اور باطل کے درمیان یہ جنگ جاری رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے! اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (البقرۃ: ۲۵۱)

''اگر نہ ہوتا دفع کرا دیتا اللہ کا ایک کو دوسرے سے تو خراب ہو جاتا ملک لیکن اللہ بہت مہربان ہے جہان کے لوگوں پر''۔

اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک برکت رکھ دی گئی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

یہ بات ذہن میں رہے کہ جیسے جیسے وقت گزرتا ہے اس کے ساتھ ہی کفار بھی نت نئے طریقے ایجاد کرتے ہیں جو پچھلوں سے کہیں زیادہ مہلک اور خطرناک ہوتے ہیں۔ اس لیے مشرقی افریقہ کے تمام مسلمانوں کو محتاط رہنا چاہیے اور ضروری اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ وہ کسی بھی ایسے پھندے اور دشمن کی چال میں پھنسنے سے بچ سکیں۔ ایک مومن کو تو ہر وقت ہی محتاط رہنا پڑتا ہے۔ میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ اہم مسائل پر بات کرنا چاہوں گا اور اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے اس سلسلے میں کامیابی سے نوازے اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پہلا پیغام: صومالیہ کے اہلِ اسلام کے نام:

اے صومالیہ کے مسلمانوں! جان لو کہ آپ کی سرزمین دشمن کے قبضے میں ہے اور آپ کے جوان اور نونہال، کفار کے ہاتھوں مسلسل قتل اور استحصال کا سامنا کر رہے ہیں۔ آپ کی دولت اور وسائل کی لوٹ مار جاری ہے اور اس صلیبی مہم کا مقصد آپ کو مغلوب کرنا ہے تاکہ آپ ایک ایسے فرماں بردار غلام بن جائیں جو آقا کی جانب سے ملنے والے ہر حکم کی بجاآوری کے لیے ہمہ تن تیار رہے! صلیبیوں کی جانب سے غیر ملکی افواج کو دیے جانے والے فریبی ناموں سے دھوکہ مت کھائیے جو آپ کی زمین پر حملہ آور ہیں جب کہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ امن و امان قائم رکھنے والے (پیس ٹروپس، امن لشکر) ہیں۔

جان لیجیے! کہ یہ وہی امن دستے ہیں جنہوں نے کل مرتد علاقائی جنگ جو سرداروں کو مالی امداد دی تھی تاکہ وہ آپ کو قتل اور تباہ کر دیں۔ اور پھر جب آپ نے ان مرتدین کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا تو اس جہاد اور قربانیوں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عزت بخشی، ان کو جارحیت سے نجات عطا کی اور علاقے میں امن اور سکون قائم کر دیا۔ اس کے بعد آپ کی زمینوں پر ایتھوپیا نے حملہ کر دیا۔ پھر جب آپ نے ایتھوپیوں کے حملوں کو ناکام بنا ڈالا تو وہ ذلت کے ساتھ فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔ پھر اقوام متحدہ اور دیگر کفری اقوام کی مدد سے دیگر افریقی صلیبی آپ پر چڑھ دوڑے۔ یہ امن قائم کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ درحقیقت ایتھوپی افواج کی مدد کے لیے آئے ہیں جن کو آپ نے اللہ کی مدد سے شکست دی ہے۔ ایتھوپیا کو یہ مدد ایک ایسے وقت میں دی جا رہی ہے جب صومالیہ کے مسلمان ان کو نکال باہر کرنے کے بعد شریعت کے سائے تلے امن و سکون سے رہ رہے تھے۔

یہ ایک ایسا وقت تھا جب مختلف ولایتوں میں اسلامی نظام اپنی جڑیں مضبوط کر رہا تھا، شریعت نافذ تھی اور عدل و انصاف اور عزت قائم تھی۔ یہ ایک ایسا وقت تھا جب صومالیہ کے مسلمان محفوظ اور خود مختار ہونے کے قریب تھے۔ یہ ہجرت و جہاد کا دور تھا جب لوگوں کے حقوق محفوظ تھے۔ مگر ظاہری سی بات ہے کہ یہ اس پھیلتی ہوئی روشنی، جو صومالیہ کے مسلمانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ تھی، کو دنیا بھر کے متحدہ صلیبی اتحاد سے مقابلہ پیش آ گیا۔ کیونکہ یہ صلیبی لشکر چاہتے تھے کہ اس نور کو بجھا دیں اور انہوں نے اُن صوبوں پر حملہ کر دیا جہاں پر شریعت نافذ تھی۔

اسلامی ولایات پر حملہ کرنے کے بعد صلیبیوں کو ظلم و ستم ڈھانے کی کھلی چھوٹ مل گئی۔ قتل عام، لوٹ مار، عزتیں لوٹنا، قبائلی دشمنیوں کو مہمیز اور بے حیائی کا پرچار ہر اس قصبے کا مقدر بن گئی جہاں پر ان کا قبضہ ہوا۔ مثال کے طور پر کسمایو کو دیکھیں کہ کس طرح قبائلی جنگ جو ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔ یا پھر بلدینے کو دیکھیں جہاں پر شدید سیلابوں اور قبائلی تنازعات و جنگوں نے لوگوں کو وہاں سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ یا پھر مار کہ شہر پر نظر دوڑائیں جہاں روزانہ کی بنیاد پر مسلمانوں کو قتل کیا جاتا ہے اور وہ غیر قانونی چیک پوسٹیں ہیں جن کو کسی زمانے میں مجاہدین نے ختم کر دیا تھا پھر سے آباد ہو گئی ہیں۔

دیکھیں کس طرح انہوں نے مسلمان عورتوں کی عصمتوں کو پامال کیا؟ اس حد تک کہ ان کو بھیجنے والے کافر صلیبیوں نے بھی اقرار کیا کہ امیصوم (AMISOM) کے سپاہیوں نے ۶ سال تک کی مسلمان بچیوں کی عزتیں لوٹیں۔ اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ بلوباردے کی مثال لے لیجیے! جہاں جبوتی کے مرتد فوجیوں نے ایک مسلمان عورت کی عصمت کو پامال کیا اور اپنی غلیظ حرکتوں کو پھر کیمرے پر بھی ریکارڈ کیا۔

حالیہ واقعہ محاس کے قصبے میں پیش آیا جہاں ایتھوپی فوجیوں نے نوجوان بچیوں کی عزتیں لوٹیں اور جرائم کی یہ فہرست بہت طویل ہے۔ ان سب سے بڑی شرمناک چیز وہ قانون ہے جو مقدیشو کی حکومت نے مسلمانوں کی اخلاقیات کو پامال کرنے کے لیے پاس کیا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ انہوں نے اس گناہ کی اجازت دے دی ہے جس کو کئی عیسائی اقوام نے بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ تمام مظالم صلیبیوں کی طرف سے صومالیہ کے اہل ایمان کے خلاف منصوبہ بندی کے ساتھ طے کیے گئے ہیں۔ ہم کیسے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ ان ظالم دشمنوں کے خلاف جہاد چھوڑ کر یہ قوم اپنا وجود برقرار رکھ سکے گی؟

اگر ہم ملک کی معاشی حالت پر آج ایک نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ آج تک ملک اس بدترین معاشی سطح پر پہلے کبھی نہیں آیا۔ پورے معاشی نظام پر بیرونی ایجنسیوں کی اجارہ داری ہے اور مقامی زراعت اور اشیائے ضروریہ کی فروخت میں مسلسل کمی آرہی ہے۔ اس معاشی جنگ کو تیز کرنے میں کسی اور کا نہیں بلکہ ترکی کا ہاتھ ہے جو نیٹو کا ممبر ہے اور مسلمان امت کو مفلوج کرنے والی ایک فوجی طاقت ہے۔

نیٹو کافر اقوام پر مشتمل ایک اتحاد ہے جو مسلسل افغانستان اور دیگر خطوں کے مسلمانوں پر بمباریوں میں ملوث ہے اور ترکی بھی اسی اتحاد کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ نوے کی دہائی میں صومالیہ کے مسلمانوں پر امریکی جارحیت کے دوران بھی ترکی ان کے صف اول والا اتحادی رہا ہے۔ ۱۹۹۳ء کو ایک ترک جنرل سیوک بیر امریکی کمان میں بننے والی اس جنگی صلیبی اتحاد کا فورس کمانڈر تھا جس میں مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے ۳۰۰۰۰ سپاہی شامل تھے۔ یہ اتحاد ۴۰۰۰ سے زائد صومالی مسلمانوں کے قتل عام میں ملوث تھا۔ صومالیہ کے اہل اسلام کے خلاف ہونے والے اس صلیبی مہم میں ترکی بھی شامل تھا۔

اسی طرح ترکی ۱۹۹۲-۱۹۹۵ء میں بوسنیا پر اقوام متحدہ اور فرانس کی متحدہ جارحیت میں بھی شامل رہا جس کے نتیجے میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو بوسنیا میں شہید کر دیا گیا۔ مسلمان سربنسیا میں ہونے والے اس قتل عام کو کبھی بھی نہ بھولیں گے جس میں ۸۰۰۰ مسلمانوں کی جانیں گئیں۔

آج بھی یہ حالت ہے کہ ترکی کی حکومت نے شروع شروع میں مسلمانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کیا کہ وہ شامی عوام کے حق میں ہیں اور بشار الاسد کے نصیری حکومت کے ظلم اور استبداد اور قتل عام کے شدید خلاف ہے۔ مگر آج ہم ترکی کی بارڈر پولیس کو ان خاندانوں پر نشانہ بازی کرتے ہوئے پاتے ہیں جن کو جنگ اور شدید امریکی و روسی بمباری کی وجہ سے اپنے علاقے چھوڑنے پڑے۔

ترک حکومت نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ جب تک یہود غزہ کا محاصرہ ختم نہیں کر دیتے ان کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال نہیں کیے جائیں گے، یہ ہرگز نہیں کہا کہ جب تک وہ اسلامی سرزمین یعنی بیت المقدس سے نہ نکل جائیں۔ کئی لوگوں کو اس فیصلے سے شدید حیرت ہوئی اور سمجھے کہ شاید یہ ترکی کی جانب سے غزہ کی حمایت میں کہا گیا ہے۔ مگر آج ترکی نے ایک مرتبہ پھر یہود کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کر دیے ہیں اور یہود کی جانب سے مقبوضہ اسلامی زمینوں پر قبضے کے حوالے سے اس تعلق میں کوئی اشارہ ہی نہیں دیا گیا۔

صومالیہ میں ترک حکومت نے سب سے اہم ذریعہ آمدن یعنی مقدیشو ائیر پورٹ اور بندرگاہ کا کنٹرول اپنے قبضے کر رکھا ہے۔ انہوں نے ۵۰۰۰ ملازمین کو بندرگاہ سے بھی فارغ کر دیا ہے جس کے ساتھ ساتھ انہوں نے تاجروں پر بھی سختی کر رکھی ہے اور پورے تجارتی نظام پر قبضہ جما رکھا ہے اور آج صومالیہ میں ترک حکومت سے ساز باز کیے بغیر کسی بھی قسم کی تجارت تقریباً ناممکن ہے۔ اس قسم کے ظالمانہ پالیسیوں نے صومالیہ کے تاجروں کو مایوس کر دیا ہے۔ اس لیے وہ مجبور ہو گئے ہیں کہ ترک حکومت کی جانب سے انقرہ سے زبردستی درآمد کیے جانے والے سستی اور غیر معیاری اشیا خریدیں۔ یہاں مسلمانوں کی قانونی تجارت تقریباً ختم ہونے کے قریب ہے اور ملک کساد بازاری کا شکار ہونے کے قریب ہے۔

یہ ضروری ہے کہ آج صومالیہ کے مسلمان ہوش کریں اور ترکی کی جانب سے صومالیہ میں ادا کیے جانے والے کردار کو سمجھیں کیونکہ ان کا نقصان اس خیراتی فائدے سے کہیں بڑھ کر ہے جو ترک حکومت مہیا کرنے کا دعویٰ کر رہی ہے۔ حقیقت میں ترکی کی مثال نیٹو کے ہاتھ میں موجود اس زہر آلود خنجر جیسی ہے جس کو وہ مسلمانوں کے قلب میں گھونپ رہا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم صلیبیوں کے پر فریب نعروں اور وعدوں کے جال میں نہ آئیں جو ان کے ان کے مرتد اتحادیوں کی جانب سے ہمارے سامنے آتے ہیں۔

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ (آل عمران: ۷)

''سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے''

مرتد حکومتیں اور نام نہاد وفاقی حکومتیں نہ کبھی پہلے قانونی اور جائز تھیں اور نہ کبھی ہوں گے اور نہ ہی کبھی صومالیہ کے مسلمان ان کو تسلیم کریں گے ان شاءاللہ۔ یہ ایک مرتد حکومتی نظام ہے جس کو چلانے والے مرتد ہیں اور جن کی بقا ہی ملک میں صلیبی افواج کی موجودگی پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (المائدۃ: ۵۱)

"ایمان والو! مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست، وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں ہے اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو"۔

یہ ایک ایسی مرتد نظام حکومت ہے جس کو چلانے والوں کی تربیت اور پرورش مغربی صلیبیوں کی جانب سے کی گئی ہے جو اپنی بے حیائی اور گستاخی کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے موقع پرست منافقین کی سی ہے جن کو کسی مذہب، قوم، لوگوں، ملک کے مستقبل وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے قانون کو چھوڑ کر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو اپنالیا ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَ اَمْلٰى لَهُمْ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ○ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ

"بے شک جو لوگ الٹے پھر گئے اپنی پیٹھ پر بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ان پر سیدھی راہ شیطان نے بات بنائی ان کے دل میں اور دیر کے وعدے کئے یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں سے جو بیزار ہیں اللہ کی اتاری کتاب سے ہم تمہاری بات بھی مانیں گے بعضے کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا پھر کیسا ہوگا حال جب کہ فرشتے جان نکالیں گے ان کی مارتے جاتے ہوں ان کے منہ پر اور پیٹھ پر یہ اس لیے کہ وہ چلے اس راہ جس سے اللہ بے زار ہے اور ناپسند کی اس کی خوشی پھر اس نے اکارت کر دیے ان کے کام"۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

یہ ہر طرح کی عزت وشرف سے عاری لوگ ہیں جنہوں نے اس ملک کو اس کے تاریخی دشمنوں یعنی ایتھوپیا اور کینیا کے حوالے کر دیا۔ یہ وہ شیاطین ہیں جن کو مسلمانوں کے درمیان پرانی قبائلی دشمنیاں ابھار کر ان کی بنیاد پر لڑا کر قتل اور تقسیم کرنے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہمسایہ قبائل کو ہتھیار دیتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کے خلاف لڑنے کے لیے ورغلاتے ہیں تاکہ ان کی توجہ ان کے اصل دشمنوں یعنی ایتھوپیا اور کینیا وغیرہ سے ہٹ جائے۔ ان کی دن رات یہی کوشش رہتی ہے کہ ہر خطہ اپنے ہمسائے خطوں کے ساتھ ایک نہ ختم ہونے والے جنگ میں الجھ جائے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ (یونس: ۸۱)

"بے شک اللہ نہیں سنوارتا شریروں کے"

اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (البقرۃ: ۲۲۱)

"وہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے جنت کی اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتلاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو تاکہ وہ نصیحت قبول کریں"۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

ان کو تاریخ میں ہمیشہ اس پہلے حکمران کی طرح یاد رکھا جائے گا جس نے ادیس ابابا میں ایک ایتھوپی سفیر کو آگے کر کے ملک کا اختیار اس کے حوالے کیا اور اس کو ہر قسم کے سیاسی فیصلے مسلمانوں پر مسلط کرنے کی اجازت دے دی۔

صومالیہ کے مسلمان جہاں کہیں بھی ہیں ان کے لیے میرا پیغام ہے کہ جہاد ہی آپ کی عزت اور زندگی کا واحد ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (الانفال: ۲۴)

"اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو اور یہ کہ اسی کے پاس تم جمع ہوگے"۔

جان لو! کہ اگر کوئی شخص جہاد چھوڑ دے گا تو وہ ہمیشہ کے لیے ذلیل ہوگا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اگر تم دنیاوی کاروبار میں گم ہو گئے اور گائے کی دم پکڑ لوگے اور زراعت میں مصروف ہو کر جہاد چھوڑ دوگے تو اللہ تم پر ذلت کو مسلط کر دے گا اور اس وقت تک اسے نہ اٹھائے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس پلٹ کر نہ آجاؤ"۔ (ابوداؤد)

اٹھو اور ایتھوپیا و کینیا کے صلیبیوں کے خلاف جہاد کا آغاز کر دو جنہوں نے تمہاری سرزمینوں پر قبضہ کر رکھا ہے اور اپنے قبضے کو مزید وسعت دے رہے ہیں۔ اپنے آپ کو ان مرتدین سے آزاد کروالیجیے جنہوں نے آپ کے دین اور سرزمین کو بیچ دیا ہے اور آپ کو کفار کے حوالے کر رکھا ہے۔ اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ رکھیے کہ یہی دنیا و آخرت میں آپ کی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔

میں صومالیہ کے تمام مسلم قبائل، ان کے ذہین افراد، تاجروں اور مختلف گروہوں سے تعلق رکھنے والی مسلمان آبادی کو پکارتا ہوں کہ اٹھو اور ان فریبیوں سے امت کو بچاؤ۔ تاریخ کو پڑھو اور دیکھو تو یہ واضح ہو جائے گا کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے یہ اسی آبادیاتی نظام کے خلاف ہے جس کے خلاف سید محمد اور شیخ حسن برسامے لڑے تھے۔ یہ آپ پر فرض ہے کہ آپ اٹھیں اور اس جنگ کی شدت اور امت پر اس کی اثر اندازی کا اندازہ کر لیں اور اس کے دفاع میں اپنا کردار نبھائیں۔

ہم مغربی اداروں کی قبضے میں ہیں جنہوں نے لوگوں کی دولت اور ذریعہ آمدنی پر قبضہ کر رکھا ہے اور اپنے مفادات کو عسکری طاقت کے ذریعے سے محفوظ کر رکھا ہے۔ اور یہ مرتد نظام کے آلہ کار ہی ہیں جنہوں نے ان اداروں کو اپنا جال بچھانے کے لیے سیاسی طاقت فراہم کی ہوئی ہے اور وہی کر رہے ہیں جو یہ ادارے چاہتے ہیں جب کہ دوسری طرف لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ان کے اور آنے والی نسلوں کے لیے کاروبار اور ذرائع روزگار کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ میں صومالی قبائل کو ان مرتدین کے ساتھ اتحاد کرنے سے خبردار رہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (التوبۃ: ۲۴،۲۳)

”اے ایمان والو مت پکڑو اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو رفیق اگر وہ عزیز رکھیں کفر کو ایمان سے اور جو تم میں ان کی رفاقت کرے سو وہی لوگ ہیں گناہ گار۔ تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو“۔

اللہ کے دین کے نصرت کے لیے کھڑے ہو جایئے اور اپنی جانوں، مالوں، صلاحیتوں اور دعاؤں سے اس کا دفاع کیجیے اور یقیناً اللہ آپ کو فتح دے گا اور مشکل سے نجات دلائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحج: ۴۰)

”اللہ مقرر مدد کرے گا اس کی جو مدد کرے گا اس کی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا“۔

دوسرا پیغام: اسلامی ولایتوں میں موجود مسلمانوں اور ان کے گورنرز کے نام:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج: ۴۱)

”وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور اللہ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام“۔

سب سے پہلے تو میں اسلامی ولایات کے عوام کی تعریف کرنا چاہوں گا۔ جان لیجیے! کہ آپ دیگر مسلمان آبادی کے لیے ایک روشن مثال ہیں کیونکہ آپ نے شریعت کے تحت زندگی گزارنے کو ترجیح دی ہے، الولاء والبراء کے عقیدے کو نافذ کیا ہے اور خود کو کفار سے جدا کیا ہے۔ آپ ہی اسلامی امارت کے قیام کے لیے بنیاد ہیں اور اپنے مجاہد بیٹوں کے ساتھ کھڑے ہونے کی وجہ سے قابل تعریف ہیں۔ آپ مظلوموں کے لیے سہارے کے ستون کی مانند اور اتحاد و یکجہتی کی زندہ مثال ہیں۔ جان لیجیے! کہ صرف شریعت کے نفاذ ہی سے امن حاصل کیا جا سکتا ہے۔ صرف شریعت کے ذریعے ہی سے بھائی چارے کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔ یہ شریعت ہی ہے جس کے ذریعے سے خوشحالی اور کامیابی تک پہنچا جا سکتا ہے اور جس کے تحت مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت و عظمت کو بحال کر سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الانعام: ۸۲)

”جو لوگ یقین لے آئے اور نہیں ملا دیا انہوں نے اپنے یقین میں کوئی نقصان انہی کے واسطے ہے دلجمعی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر“۔

اس آیت کے ضمن میں علمائے تفسیر کا کہنا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف اللہ کی بغیر کسی شریک کے خالص نیت کے ساتھ عبادت کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو دنیا میں ہدایت اور حشر کے دن امن دیا جائے گا۔ میری اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو فتح اور خیریت سے نوازے۔ صبر کیجیے کہ فتح یقیناً قریب ہے۔

میں اسلامی ولایتوں کے گورنروں کے لیے بھی ایک خاص پیغام بھیجنا چاہوں گا۔ جان لیجیے! کہ آپ کے کندھوں پر ایک بھاری ذمہ داری اور فرض ہے۔ امت مسلمہ کی آپ سے یہ توقعات ہیں کہ آپ اسلامی ولایتوں کی حدود کو ملک کے دیگر حصوں اور ہمسایہ ممالک میں بھی وسعت دیں گے۔ میں آپ کو حوصلہ دیتا ہوں اور یاد دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ اپنے معاملات میں عدل سے کام لیجیے۔ ان کے ساتھ نرمی کیجیے اور ان کی ضروریات پوری

کرنے کی پوری کوشش کریں۔ان کے بڑوں کی عزت کریں جیسے کہ اپنی والدین کی کرتے ہیں، ان کے نوجوانوں کے ساتھ اپنے بھائیوں جیسا سلوک کریں اور ان کے بچوں سے ایسا برتاؤ کریں جیسا کہ اپنے بچوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں آپ کو اللہ رب العزت کا یہ فرمان یاد دلاتا ہوں:

يٰدَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ (ص:۲۶)

''اے داؤد ہم نے تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تجھ کو بچلادے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لیے سخت عذاب ہے اس بات پر کہ بھلادیا انہوں نے دن حساب کا''۔

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک نصیحت ہے حکمرانوں کے لیے کہ لوگوں کے درمیان انصاف اور حق سے حکمرانی کریں جس کو اس نے نازل فرمایا ہے تاکہ وہ گمراہی میں نہ پڑیں۔اور اللہ ان لوگوں کو خبردار کررہے ہیں جو اس کی راہ سے ہٹتے ہیں ایک سنگین عذاب اور سزا سے۔

اس بات کو یقینی بنانے کے لیے سخت کوشش کریں کہ لوگ اپنے دین کو سیکھیں اور اسلامی اداروں اور تقاریب کے اہتمام کو جاری رکھیں۔ جان لیجیے! کہ لاپرواہی قوموں کو ترقی کی راہ سے ہٹاتی ہے! پس اس سے محتاط رہیں۔ یہ بھی جان لیں کہ علم اور مضبوط عقیدہ ہی قوموں کی بلندی میں اہم کردار ادا کرتی ہے پس اس پر محنت کریں۔اس سے سبق لیجیے اور جان لیجیے کہ سب سے بہترین علم وہی ہے جو اس دنیا و آخرت دونوں میں آدمی کے کام آئے۔ جان لیجیے کہ اگر آپ اپنی اس ذمہ داری کو اچھی طرح سے نبھا گئے تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دی گئی بشارتوں کے حق دار ٹھہریں گے!!!

تیسرا پیغام: اہل علم اور طالبانِ علم کے نام

میرا تیسرا پیغام اہل علم یعنی علما اور علم دین کے طالب علموں کے نام ہے۔ جان لیں! کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے ایک مذہبی ذمہ داری اور فریضہ عائد کیا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ (آل عمران:۱۸۷)

''اور جب اللہ نے عہد لیا کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کروگے لوگوں سے اور نہ چھپاؤ گے پھر پھینک دیا انہوں نے وہ عہد اپنی پیٹھ کے پیچھے اور خرید لیا اس کے بدلے تھوڑا سا مول سو کیا برا ہے جو خریدتے ہیں''۔
[ترجمہ شیخ الہندؒ]

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اہل کتاب کے لیے ایک نصیحت اور تنبیہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے نبیوں کے سامنے بیعت کی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کریں گے تاکہ وہ اس کے لیے تیار رہیں اور جب اللہ انہیں مبعوث فرمائے تو ان کی پیروی کریں۔ لیکن انہوں نے پھر حقیقت کو چھپادیا اور اس دنیا اور آخرت کے انعام کو انہوں نے ایک قلیل دنیاوی قیمت پر بیچ دیا۔ کیا ہی نقصان کا سودا کیا انہوں نے۔اسی طرح یہ علما کے لیے بھی ایک تنبیہ ہے کہ وہ اپنی راہ سے ہٹنے سے محتاط رہیں! کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں بھی وہی چیز گمراہ کرے جس نے اہل کتاب کو گمراہ کیا۔ اس لیے علما کو علم حاصل کرنے اور اسے پھیلانے میں کوششیں کرنی چاہیے تاکہ وہ پھر انہیں صحیح اقدامات کرنے پر تیار کرے نہ کہ وہ اسے چھپاتے پھریں۔

آج امت جس جدوجہد میں مصروف عمل ہے' وہ انفرادی طور پر ہر مسلمان کے اوپر فرض عین ہے۔ یہ بغیر کسی شک و شبے کے ایک کھلی جنگ ہے۔ایک طرف صلیب اٹھائے اور اپنی گردنوں پر لٹکائے 'مسلمانوں کی سرزمینوں میں دندناتے اور جنگ کرتے ہوئے وہ کفار ہیں جن سے لڑنے کا اللہ ہمیں حکم فرمارہے ہیں! وہ مسلمانوں کی عصمتوں کو پامال کررہے ہیں اور اپنے مقبوضہ علاقوں میں عیسائیت پھیلارہے ہیں۔

یہ آپ پر عائد ایک ذمہ داری ہے کہ جسے آپ کو نبھانا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ العزبن عبدالسلام رحمہ اللہ نے نبھایا۔ جنہوں نے تاتاریوں کے خلاف جنگ میں نمایاں کردار ادا کیا یہاں تک کہ وہ فتح یاب ہوئے اور اسلامی تاریخ میں ان کا نام سنہری الفاظ میں لکھا گیا۔

یہ علما کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو صحیح منہج اور موقف واضح کرکے بتائیں۔ وہ واضح موقف جو ان پر موجودہ حالات میں فرض عین ہے۔ان کی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کو اسلام دشمنوں کے مذموم مقاصد سے آگاہ کریں جن میں سے ایک کا مکر کا نام 'الیکشن' ہے! جسے ہر لحاظ سے کفار نے ترتیب دیا ہے اور کفر میں ڈوبا یہ نام نہاد 'جمہوری نظام' جو نظام کفر کو نافذ کرنے کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔

وہ علما جو کسی بھی وجہ سے جہاد میں شرکت نہیں کرسکتے، ان کو چاہیے کہ مجاہدین کے خلاف بولنے سے باز آجائیں اور اپنے علم سے اسلام کی نصرت کریں اور تقاریر و تحریروں سے کفار سے لڑیں۔ میں امت مسلمہ کو خاص طور پر ان علمائے سوء سے خبردار کرتا ہوں جو کفار کے دست و بازو کا کردار ادا کررہے ہیں اور دن رات اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ہر ممکن طریقہ سے مرتد حکومتوں کی مدح سرائی کریں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

ہم سب اسامہ ہیں!

شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

امریکہ کی جیل میں قید نابینا مجاہد عالم شیخ عمر عبدالرحمن کی آواز میں سورہ بروج کی تلاوت:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ○وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ○وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ○قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ○النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ○ اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ○ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ○وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ○الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ○ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ○اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ○اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ○اِنَّهٗ هُوَيُبْدِئُ وَيُعِيْدُ○وَهُوَالْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ○ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ○فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ○هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ○فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ○بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ تَكْذِيْبٍ○وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ○بَلْ هُوَقُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ○ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ○

”قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں۔اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے۔اور اس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اس کی کہ جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ مارے گئے کھائیاں کھودنے والے۔جب وہ اس پر بیٹھے۔اور جو کچھ وہ کرتے مسلمانوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔اور ان سے بدلہ نہ لیتے تھے مگر اسی بات کا کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے تعریفوں والا۔ جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز۔ تحقیق جو دین سے بچلائے ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی توان کے لیے عذاب ہے دوزخ کا اور ان کے لیے عذاب ہے آگ لگے کا۔بے شک جو لوگ یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی۔بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔بے شک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری۔اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنے والا۔مالک عرش کا بڑی شان والا۔کر ڈالنے والا جو چاہے۔ کیا پہنچی تجھ کو بات ان لشکروں کی۔فرعون اور ثمود کے۔کوئی نہیں بلکہ منکر جھٹلاتے ہیں۔اور اللہ نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔کوئی نہیں یہ قرآن ہے بڑی شان کا لکھا ہوا لوح محفوظ میں“۔[ترجمہ شیخ الہندؒ]

تمام تعریفیں اس رب کے لیے ہیں جس نے ہر حالت میں عدل کو واجب قرار دیا۔اور جس نے خون،اموال، حقوق،زمین میں زیادتی کو حرام قرار دیا،اور جس نے اپنے کمزور بندوں کی مشکلات میں مدد فرمائی۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جس کے اوصاف قدرت کامل کو پہنچتے ہیں اور جس کی عطا بہت وسیع ہے۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔اللہ کی رحمتیں ہوں ان پر، ان کے اصحاب اور اولاد پر۔امابعد! اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

اے امریکی قوم! میرا یہ پیغام تمہارے لیے ہے! تمہارا صدر جس کی دھوکہ دہی نے تمہیں مسلسل چکمے اور فریب میں مبتلا کیا ہوا ہے' دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مجاہدین پر قابو پالے گا! اللہ تعالیٰ نے القاعدہ کی جہادی قیادت کو اپنی راہ میں شہادت سے نواز کر چن لیا ہے اور ان کے درمیان عصری جہاد کے قائد اسامہ بن لادن رحمہ اللہ موجود تھے۔اپنی بات کے آغاز ہی میں ہم تمہیں بتا دیں کہ ہم مسلمان ایک اکیلے اللہ پر، آخرت پر، موت کے بعد جی اٹھنے پر، حساب و کتاب پر اور جنت و جہنم کے ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔اور حقیقی کامیابی وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران:۱۸۵)

ہر جی کو چکھنی ہے موت اور تم کو پورے بدلے ملیں گے قیامت کے دن پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اس کا کام تو بن گیا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی“۔[ترجمہ شیخ الہندؒ]

یاد رکھو! ہم ایسی امت ہیں جو ہزیمت اور اس جیسے معنی نہیں جانتی۔ہم فاتح بنیں گے یا شہادت کی موت سے سرفراز ہوں گے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلاَّ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُواْ إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ (التوبۃ:۵۲)

”تو کہہ دے تم کیا اُمید کرو گے ہمارے حق میں مگر دو خوبیوں میں سے ایک کی اور ہم امیدوار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کوئی عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں“۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

اور یہ دنیا تو فانی ہے...نہ ہم اس کی چاہت رکھتے ہیں نہ ہی اس سے محبت! ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کے اللہ تعالیٰ کی غلامی میں داخل کیا جائے، اور دنیا کی تنگی کو آخرت کی سعادت میں بدلا جائے۔اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی توحید کے اقرار کے بعد دین ہم پر جو سب سے پہلا فرض عائد کرتا ہے وہ یہ کہ اللہ کے دشمنوں کو حرم

شریف اور مقامات مقدسہ سے نکال باہر کیا جائے جیسا کہ عصر حاضر کے سرکش یہود جو فلسطین پر قابض ہیں اور ان کے حلیف صلیبی جو ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور اللہ عزوجل کی راہ میں آئی موت ہمیں اس طرح پسند ہے جیسے تم اس دنیا کی زندگی پر ریجھتے ہو!

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے اللہ کی راہ میں عزت والی موت پائی۔ وہ اپنے افکار کے ذریعے زندہ ہیں، ان کا منہج ابدی ہے، ان کی فکر دل و دماغ میں راسخ ہے، اور ان کا پیغام جاری وساری ہے، ان کی شہادت کے بعد امتِ اسلام جاگ چکی ہے۔ اور یہی حقیقت ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی راہ میں آئی موت ہی بہت بڑی کامیابی ہے، اور وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس سے نوازتا ہے۔

کیا سمجھ بوجھ رکھنے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ نو ستمبر کی عظیم فتح کے ۱۹ ہیرو نوجوان شکست کھانے والے تھے؟ نہیں... اللہ کی قسم! انہوں نے تو عظیم کامیابی حاصل کی۔ ہم انہیں آخرت میں سرخرو ہونے والے خیال کرتے ہیں اور ہم کسی کی پاکیزگی بیان نہیں کرتے۔ امام مجدد رحمہااللہ کے لیے عیش و عشرت والی زندگی گزار نا ممکن تھی اور ان کا بنک بیلنس اربوں ڈالر تک پہنچتا تھا لیکن انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اللہ کے پاس موجود انعامات اور آخرت کو اس حقیر دنیا پر ترجیح دی۔ دین کے دفاع اور کمزوروں کی مدد کرنے کو اہم سمجھا اور خاص طور پر ہمارے فلسطینی بھائیوں کی آزادی اور القدس کی بازیابی کو اپنا مقصد بنایا۔ ان کے لیے ممکن تھا کہ اپنے ایمان کو بیچ کر دنیا کی رنگینیاں سمیٹ لیتے لیکن ایسی صورت میں یہ کتنا ہی گھاٹے کا سودا ہوتا! نیز اگر وہ ایسا کر لیتے تو امت اسلامیہ کے کتنے ہی لوگ خسارے کا شکار ہو جاتے، اور ظالم حکمران اپنی سلطنتوں میں کسی ڈر اور خوف کے بغیر جری انداز سے تعلیمات دینی کے بخیے ادھیڑتے! اگر شیخ رحمہااللہ ایسا کر لیتے تو وہ اور ان رفقا صریح خسران میں مبتلا ہو جاتے اور وہ اتنے عظیم جہاد کو ہی ختم کرنے کا سبب بنتے! وہ جہاد جو زندگی کو عقیدۂ توحید سے مزین کرنے والا اور اسے غلامی کی زنگ آلودگیوں سے بچانے والا ہے۔ اس جہاد کے زوال کے سبب ظالم و جابر حکمران وسائل کے ساتھ ساتھ عقیدہ و منہج پر بھی تسلط جما لیتے!۔ یہ بہت بڑا اور اہم جہاد ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس کی سربلندی کا سہرہ اُن کے سر سجتا ہے، اسی وجہ سے وہ زمین کا نمک قرار پائے، انہوں نے فتح حاصل کی اور یقینا یہی لوگ فتح پانے والے ہیں!

زندہ لوگوں کی مثالوں میں سے جماعت القاعدہ اور اس کے علما ہیں کہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مصیبتیں جھیلی ہیں تاکہ ان کے بعد چلے جانے کے بعد بھی امت سر اٹھا کر جیئے! ماضی قریب میں جب امریکی ڈرون حملوں کی بم باریاں وزیرستان میں مجاہدین پر بہت زیادہ ہونے لگیں اور ان بم باریوں کے باعث کثیر تعداد میں مجاہدین' شہدا کی صفوں میں جگہ بنانے لگے تو یہ حالات جہادی مشائخ کے درمیان بھی زیر بحث آئے، ایسے ہی ایک موقع پر میں نے عالم باعمل اور مجاہد شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ سے اس بارے میں بات چیت کی تو انہوں نے مکمل اطمینان اور کامل سکون سے یہ عظیم الفاظ ادا فرمائے:

''ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم مومنین الاخدود جیسے بنیں، جنہیں اصحاب الاخدود نے جلا ڈالا تھا، اور ہم اس بات پر راضی ہیں جو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے چاہتے ہیں اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے ارادے کے خلاف کبھی ہو ہی نہیں سکتا''۔

عظیم شخص کی زبان سے جاری ہوئے کیا ہی عظیم کلمات ہیں!!! اللہ ہی اس کا اجر دے گا اور ہم اُن کے متعلق ایسا ہی گمان کرتے ہیں اور کسی کی پاکیزگی اللہ کے سامنے بیان نہیں کرتے۔ یقیناً اُن کا اور ان کے ساتھیوں کا حال بھی مومنین اخدود جیسا ہو گا جو اسلام پر ثابت قدم رہتے ہوئے قتل کیے گیے اور اس لڑکے کی مانند جس نے اپنے جسم و جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کیا، جن کی قربانی واستقامت کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البروج میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِO وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِO وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍO قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ O النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِO اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدO وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدO وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِO الَّذِىْ لَه مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ- وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدO اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِO اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ- ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُO

''قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں۔ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے۔ اور اس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اس کی کہ جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ مارے گئے کھائیاں کھودنے والے۔ جب وہ اس پر بیٹھنے۔ اور جو کچھ وہ کرتے مسلمانوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ اور ان سے بدلہ نہ لیتے تھے مگر اسی بات کا کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے تعریفوں والا۔ جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز۔ تحقیق جو دین سے بچلائے ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے عذاب ہے دوزخ کا اور ان کے لیے عذاب ہے آگ لگے کا۔ بے شک جو لوگ یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی''۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے لیے چن لیا اور ہم ایسا ہی گمان رکھتے ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ اللہ انہیں اپنے ان بندوں میں شامل فرمالے جنہیں وہ پسند کرتا ہے اور جو اسے پسند کرتے ہیں پس اللہ نے انہیں محبت کے عظیم مرتبے پر فائز کیا۔ اسی مرتبہ اور منزل کے حصول کے لیے وہ جُتے ہوئے تھے اور اسی کے لیے وہ محنت کرتے تھے۔ پس کیسی مبارک

زندگی ہے کہ جس میں لوگوں نے قربانیاں دیں اور بلاشبہ یہ زندگی تو ہے ہی عارضی اور ختم ہونے والی! اور وہ تشدد و عذاب کیسا ہو گا جو ان لوگوں نے برداشت کیا مگر یقیناً وہ بھی عارضی اور ناپائیدار ہی تھا۔

بے شک شیخ اسامہ رحمہ اللہ مومنین میں فتح کی روح پھونکنے اور مسلمانوں کی فخریہ تاریخ سے متعلق ان میں بیداری پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور جب مظلوم مسلمانوں کے خلاف پوری دنیا اکٹھی ہو گئی تو انہوں نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے امریکہ پر کاری ضرب لگائی، اس کا غرور خاک میں ملایا اور اس کے ظلم کا منہ توڑ جواب دیا۔

شیخ اسامہ رحمہ اللہ امریکہ کی ناک خاک آلود کرنے اور اس کی عظمت و ہیبت کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ مسلمان نوجوانوں میں جہاد کا جذبہ بیدار کرنے میں اور مشرق و مغرب میں جہاد کے دروازے کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور اسی جذبے کی وجہ سے مشرق و مغرب میں جہاد کے میداں سج گئے۔ شیخ اسامہ رحمہاللہ امریکہ کے کمزور اور بودے نظام کو اُس کے اختتام کی جانب گامزن کرنے میں کامیاب ہو گئے، انہوں نے کفار کی شخصیات اور ممالک کو بے پناہ نقصان پہنچایا۔ امریکہ مزید کسی نئی پیش قدمی سے قبل سوچ میں پڑ گیا اور شیخ رحمہ اللہ کا لشکر اور ان کے پیروکار اب بھی وائٹ ہاؤس اور امریکی ریاست کا سکون درہم برہم کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں! شیخ اسامہ رحمہ اللہ کامیاب ہو گئے کیونکہ انہوں نے امریکہ کو زخم زخم کرنے اور بھاگنے پر مجبور کر کے اپنی دعوت کو سچا ثابت کر دکھایا۔ وہ چاہتے تھے کہ امریکہ کی وکالت کرنے والوں کو امت مسلمہ خوب پہچان لے، پھر ان سے بدلہ لے سکے اور ان کو شکست دے سکے، اور ان کی جگہ ہدایت یافتہ اسلامی حکومت قائم کر سکے۔ شیخ رحمہ اللہ پہلے مقصد میں بھی پوری طرح کامیاب رہے اور دوسرے مقصد کے حصول کے لیے امت میں تڑپ پیدا کرنے اور بیداری کی فضا بنانے میں کامیاب ہوئے۔

اے امریکی قوم! فلسطین میں ہمارے بہن بھائیوں پر تمہارے ظلم نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ کو تمہارے خلاف جنگ پر ابھارا اور تمہاری بدقماشیوں اور چیرہ دستیوں کو ختم کرنے کی تحریک دی۔ ہمارے فلسطینی بہن بھائیوں کو یہودیوں کے ہاتھوں امریکی اسلحے کے ذریعے قتل کیا گیا، یتیم کیا گیا، انہیں دربدر کیا گیا... تو اے امریکی قوم! تم ایسی مجرم حکومت خود منتخب کرتے ہو اور اس کی مدد کرتے ہو، اس کی معاونت کرتے ہو اور یہود کی مال و اسلحے سے مدد کرتے ہو۔ یہود کے لیے تمہاری عسکری امداد کا مجموعہ ایک سو پندرہ ملین ڈالرز تک پہنچ چکا ہے۔ تم یہ سب جرائم ہمارے مسلمانوں بھائیوں کے خلاف کئی دہائیوں سے کر رہے ہو... تو کیا اب بھی ہم تمہاری اس کھلی سرکشی اور جنگ کے جواب میں کچھ نہ کریں؟ اے امریکی قوم! تم نے خود اپنے حکمران خود منتخب کیے اور انہیں انتخاب میں کامیابی دلانے کا وعدہ کیا اور تمہارے ان حکمرانوں نے صومالیہ میں ہمارے بہن بھائیوں پر ظلم روا رکھا، عراق میں ہمارے بچوں کا محاصرہ کیا اور بلادِ حرمین کی حرمت کو پامال کیا، اس کی دولت کو لوٹا اور عراق و افغانستان کو تباہ و برباد کیا۔ تم مسلمانوں پر ظلم میں اپنی حکومت کے ساتھ مکمل طور پر شریک جرم ہو اور تمہارے ایسے کام ہی مسلمانوں میں تمہارے خلاف نفرت کا لاوا ابھرتے ہیں...

شیخ اور ان کے رفقاء رحمہم اللہ نے ظالم کے خلاف مظلوم کے ساتھ کھڑا ہونے اور ہمیشہ مظلوموں کے مددگار رہنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مظلوم کے ساتھ ہے۔ شیخ رحمہ اللہ، شریعت الٰہیہ کی تعلیمات کے عین مطابق مسلمانوں کے حقوق کے دفاع اور ان کی عزت و آرام والی زندگی کے لیے کوشاں رہے۔ ظالم کا مددگار اور حمایتی ہمیشہ سے شکست کھانے والا ہے اور وہ ایک دن بھی طاقت و قوت نہیں حاصل کر سکتے کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے دوستوں سے دشمنی کی اور اللہ ان سے دنیا و آخرت میں انتقام لینے والا ہے۔

یہ زرخیز امت ہے! جس نے آج کی جہادی قیادت کو جنم دیا جن میں عبداللہ بن عزام، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن، ابو عبیدہ پنجشیری، ابو حفص الکبیر، ابو معصب الزرقاوی، ابو مصطفیٰ الیزید، ابو حسن البلیدی، ملا داد اللہ، خالد حبیب، ابواللیث، عطیۃ اللہ، ابو یحییٰ اللیبی، ابو بصیر، انور العولقی، ابو مختار زبیر، نصر الآنسی رحمہم اللہ اجمعین جیسے ابطال اور ان کے علاوہ دیگر سے قائدین شامل ہیں۔ اللہ ان پر رحمت کی برکھا برسائے اور انہیں وسیع جنتوں میں ٹھکانہ عطا فرمائے۔ یہ امت ایسے ابطال کو اب بھی جنم دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور یہ دین جس کی خاطر ان مشائخ نے جنگ کی، اللہ کا دین ہے اور وہ اللہ ہر ایک سے بے نیاز ہے، ہر شخص اس کے دربار میں فقیر ہے اور اللہ اپنے دین کی مدد کرنے والا ہے چاہے کفار کو یہ کتنا ہی برا کیوں نہ لگے۔ اللہ اپنے دین کی نصرت اس قوم کے ذریعے کرنے والا ہے جو اس سے محبت کرتی ہے اور اللہ اس قوم سے محبت کرتا ہے، وہ مومنوں کے لیے نرم دل اور کافروں پر سخت ہیں، وہ اللہ کی راہ مین جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔ اللہ ان میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی راہ میں شہادت کے اعزاز کے لیے چن لیتا ہے اور ان کے بعد انہی کی صفات سے مزین لوگوں کو لاتا ہے تاکہ سفر مکمل ہو سکے اور اسی طرح نسلیں پروان چڑھیں، قربانی کی داستانیں رقم ہوتی رہیں اور اللہ کا دین کامیابی حاصل کرتا رہے۔

ہم اللہ کے حکم سے جہاد سے منسلک رہیں گے اور اسی راہ پر چلتے رہیں گے اور تمہارے ممالک اور ان سے باہر ہر جگہ اہل فلسطین، افغانستان، شام، عراق، یمن اور صومالیہ اور تمام اسلامی خطوں پر نہ تمہارے ظلم کو تسلیم کریں گے اور نہ ہی اس ظلم کے خلاف جدوجہد کرنے اور ہر ہدف کو نشانہ بنانے سے چوکیں گے! اگر تمہارا خیال ہے کہ تمہارا یہ جرم عظیم، جس کا ارتکاب تم نے ایبٹ آباد میں کیا، اس کو ہم بغیر حساب چکائے بھول جائیں گے تو تمہارا احمقوں کی دنیا کے باسی ہو! تم سے بدلہ لینا باقی ہے اور ہم ایسی قوم ہیں جو بدلہ لینا نہیں بھولتے! اللہ کے حکم سے عنقریب تم ندامت و خجالت سے اوندھے منہ پڑے ہو

گے! جنگ تو جاری ہے اور جو کچھ تم بو رہے ہو تماری اولادیں کل وہی کاٹیں گی اور یہ کل ہر صاحب بصیرت کی نگاہ میں بہت ہی قریب آن لگا ہے!

امت اسلام کا شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے لیے انتقام ''اسامہ'' نامی ایک شخص کے لیے نہیں ہے بلکہ ان کا انتقام تو اس شخص کے لیے ہے جس نے اس امت کا دفاع کیا، اس کے دین کا دفاع کیا، اس کے مقدسات اور اس کی زمین کا دفاع کیا۔ امت کا انتقام اسامہ کے لیے نہیں ہے بلکہ اس کا انتقام اس شخص کے لیے ہے جس نے جہاد فی سبیل اللہ کو دوبارہ زندہ کیا! امت کا انتقام اسامہ کے لیے نہیں ہے بلکہ اس شخص کے لیے ہے جس نے حد سے بڑھے ظالموں کو تباہی کے دہانے پر پہنچایا اور اپنے جسم و جان کو اللہ کے راستے میں فروخت کر دیا۔ یہ اللہ کے دین کے لیے انتقام ہے۔ اے امریکہ! افسوس در افسوس...!!! افسوس! کہ تو امن کا خواب دیکھتا ہے جب کہ اہل فلسطین نے ابھی امن حاصل نہیں کیا۔ تو عیش و آرام کا خواہاں ہے اور لاکھوں کی تعداد میں موجود مہاجرین نے آرام کا ایک پل نہیں گزارا۔ اب عاجزی و انکساری کا دور جا چکا ہے اور عزت و نصرت کا دور پلٹ آیا ہے! آج ہم مجاہدین کی خبریں سنتے اور حالات دیکھتے ہیں جو ہر جگہ پھیل چکی اور ہمیں موصول ہوتی ہیں اور ہم سر کی آنکھوں سے افغانستان میں امارت اسلامیہ کی فتوحات دیکھ رہے ہیں۔ حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے ہے۔

بش کے بیٹے نے اسلام کے خلاف ڈیڑھ دہائی قبل صلیبی جنگ کا اعلان کیا تھا اور اس عرصے کے دوران میں اس نے چار امریکی اداروں کو قائم کیا جن کے مقاصد دین اسلام کو مغلوب کرنے کی سازشیں کرنا تھا۔ تو اللہ نے ایک کے بعد دوسرے ادارے کو رسوا کیا، انہیں شکست دی اور ان کی چال کو الٹ دیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے تم مادی اشیاء کے بل بوتے پر قوت کے متلاشی ہو جب کہ ہم اللہ سے قوت و نصرت کے طلب گار ہیں۔ ان اداروں کا نتیجہ مایوس کن اور ذلت آمیز رہا اور حالیہ ادارہ ان نتائج پر پردہ ڈالتا اور تمہارے دھوکے کو چھپانے کی کوشش میں ہے۔ اور اگر تم اگلی نصف دہائی کو اپنے لیے پر امن مستقبل کے طور پر دیکھنے کے خواہاں ہو تو جنگ کے نتائج دیکھو! اس کے بعد جو راہ اختیار کرنا چاہو، کر لو۔ ڈیڑھ دہائی قبل مجاہدین صرف افغانستان تک محدود تھے اور آج اللہ کے فضل سے مجاہدین افغانستان میں بھی ہیں اور شام، فلسطین، یمن، مصر، عراق، صومالیہ، برصغیر، لیبیا، الجزائر، تیونس، مالی اور وسطی افریقہ تک جا پہنچے ہیں۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے فکری پیروکار، کفر کے عالمی سرغنے اور یہود کے ازلی اتحادی امریکہ کے اہداف تباہ کرنے میں مگن ہیں... ان پیروکاروں کی تعداد میں ڈیڑھ دہائی کے دوران میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے اور ان کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ ان سے محبت اور ان کی معاونت کرنے والے بھی کئی لاکھ افراد موجود ہیں اور یہ محض اللہ کا فضل ہے۔

شیخ رحمہ اللہ اپنی شہادت کے بعد امت اسلامیہ کے لیے ایک زندہ مثال قائم کر گئے ہیں۔ ڈیڑھ دہائی قبل تم گیارہ ستمبر کے انتقام کی صدا لگاتے نکلے تھے۔ پھر یوں ہوا کہ تم نے گیارہ ستمبر سے کہیں زیادہ نقصان اور ہزیمت سمیٹی! تمہارا حالیہ صدر ایک بہت بڑی اشتہاری مہم لے کر وائٹ ہاؤس میں آیا تھا مگر وہ نرا جھانسہ تھا، اور بہت بڑا جھوٹ تھا۔ اور اس نے اعلان کیا تھا کہ وہ جنگ بندی کرے گا اور اس کا دور امن و آشتی کا دور ہوگا، اور وہ سارے جنگی منصوبے ختم کر دے گا جو اس کے پچھلوں نے بنا رکھے تھے۔ مگر تمہارے صدر نے اکثر وعدے وفا نہیں کیے اور اس کے وعدے سوائے دھوکے کے کچھ تھے بھی نہیں! تم بھی لکیر کے فقیر بنے رہے اور وہ اسی طرح ناکام و نامراد ہو کر وائٹ ہاؤس سے جا رہا ہے، ان تمام منصوبوں کو ویسا ہی جاری و ساری چھوڑ کر جیسے اس کے پیشرو چھوڑ کر گئے تھے۔ اس میں ان منصوبوں کو روکنے کی طاقت ہی نہ تھی، وہ متذبذب تھا اور بزدل تھا کہ ان منصوبوں میں خلل پیدا کر سکتا تھا نہ ہی ان میں ٹانگ اڑا سکتا تھا!۔ جان رکھو بلاشبہ قوت مجاہدین کے رب کے لیے ہی ہے!

اس تمام منظر نامے کو دیکھ کر تم سوچ سکتے ہو کہ اب تیسری دہائی کے اواخر میں تمہارا مستقبل کیا ہوگا؟ اگر تمہاری حکومتیں اسی ظالمانہ سیاست پہ قائم رہیں، اور تم انہیں اسی طرح منتخب کرتے رہے، ان کی حمایت کرتے رہے اور ان کا ہاتھ نہ روکا تو تمہارا کیا حشر ہوگا؟ اس ساری سوچ بچار کے بعد تم پر تمہارے صدر کی دھوکہ دہی واضح ہو چکی ہوگی! اور اس کی شکست فاش بھی واضح ہو چکی ہے، ہر شک اور ہر شبہ زائل ہو چکا ہوگا۔ اور یقین کی صبح ظاہر ہو چکی ہے! یہ صبح اعلان کر رہی ہے کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور ان کے رفقا جیت چکے ہیں۔ الحمد للہ ہمارا اسلام پھیل رہا ہے اور مجاہدین کی قوت نشوونما پا رہی ہے، جب کہ سلطنت امریکہ کا سورج ڈھل رہا ہے۔ اور سارا کا سارا فضل اس زبردست اور قہار کے لیے ہے۔ اللہ نے اپنے اس قول میں بالکل سچ بیان کیا ہے:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ○ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ

(آل عمران: ۱۹۶۔۱۹۸)

''تجھ کو دھوکا نہ دے چلنا پھرنا کافروں کا شہروں میں یہ فائدہ ہے تھوڑا سا پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں مہمانی ہے اللہ کے ہاں سے اور جو اللہ کے ہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کے واسطے''۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (یوسف: ۲۱)

''اور اللہ طاقتور رہتا ہے اپنے کام میں ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

☆☆☆☆☆

اہلِ وفا،قربانیوں سے تھکتے نہیں!

شیخ ابو سلیمان المہاجر حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، اما بعد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اپنی زندگی میں بہت سفر کئے ہیں اور بہت سے ممالک گیا ہوں لیکن میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اہل شام جیسے لوگ کہیں نہیں دیکھے... میں نے ایسا حوصلہ، ایسی بہادری، ایسی قربانی، ایسی سخاوت، صاف دلی، مشکلات میں لاچاری واللہ سے مایوس ہوئے بنا صبر اور کہیں نہیں دیکھا... آپ یہاں ایسے کئی افراد کو دیکھیں گے کہ جن کے گاؤں بیرل بموں سے تباہ ہو چلے، جن کے گھر راکٹوں سے مسمار ہوئے جس سے ان کے بچے اور عزیز اندر ہی رہ گئے (اور شہید ہو گئے) اور وہ اپنے پورے خاندان میں زندہ بچنے والے واحد فرد ہیں... اس کے باوجود آپ ایسے افراد کو اللہ کی رضا میں شکر کرنے والا اور راضی ہونے والا دیکھیں گے... یہاں آپ کو ایسے افراد بھی ملیں گے جنہوں نے اپنا گھر بار، اپنے مویشی، اپنا سب کچھ کھو دیا ہے لیکن یہ چیز بھی ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے اور اپنے آخری رہ جانے والے بچوں کو مجاہد بنانے سے نہیں روکتی... یہاں آپ کو بہت ہی کم ایسا گھر ملے گا جہاں کوئی اللہ کی راہ میں لڑنے والا، یا شہید و زخمی ہونے والا نہ ہو... یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے شہیدوں کے خون کا کبھی سودا نہیں کرنے والے... یہ لوگ اپنی تحقیر قبول نہیں کریں گے کیونکہ یہ جری اور غیرت مند ہیں... یہ ایمان سے وفادار ہیں، اسلام سے وفادار ہیں، اپنے بھائیوں سے وفادار ہیں، شہیدوں سے وفادار ہیں، ارض شام کے مقدس جہاد سے وفادار ہیں... الغرض اہل شام ہر لحاظ سے وفا کا پیکر ہیں...

ہم ان سے یہی کہتے ہیں کہ ہم اپنا خون تم سے پہلے پیش کریں گے، ہمارے سینے دشمن کا وار پہلے سہیں گے، ہماری دولت اس راہ میں پہلے قربان ہو گی، اللہ سے دعا ہے کہ اے اہل شام! ہم سب تم پہ قربان ہو جائیں... اے قربانی دینے والے لوگو! اے سخاوت و وفاداری کرنے والے لوگو! بلکہ میں اس سے بھی بڑھ کر کہوں گا کہ میں شام کی مقدس اور پاک زمین پہ قدم رکھنے والے مہاجرین کی طرف سے کہہ رہا ہوں لیکن ان میں وہ برے لوگ شامل نہیں جنہوں نے شام میں بہترین مجاہدین کا قتل عام کیا چاہے وہ مجاہد شامی تھے یا غیر شامی... میں ایسے لوگوں کی طرف سے بات نہیں کرتا کیونکہ ہم ان میں سے نہیں نا وہ ہم میں سے ہیں...

میں ان مہاجرین کی بات کر رہا ہوں جن کو آپ شامیوں کے درمیان دیکھتے ہیں... وہ مہاجرین جن کے ساتھ تم (اہل شام) نے اپنی ہر چیز تقسیم کر کے ان کو عزت بخشی، اور ان کے سامنے اپنی تمام متاع کو پیش کر دیا... اے اہل شام! میں نے تم میں ایسی سخاوت دیکھی ہے جس کو دیکھنے کا میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا بلکہ اس سے ملتی جلتی مثال کبھی اپنی زندگی میں بھی نہیں دیکھی... ایک وقت تھا جب میں سوچتا تھا کہ ایسی مثالیں تاریخ کی کتابوں یا اچھے لوگوں کی حکایات میں ہی پائی جاتی ہیں... لیکن یہاں میں نے ایسے لوگ ادھر دیکھے جو اپنے گھروں سے اپنے بیوی بچے لے کر کہیں اور چلے گئے اور اپنا گھر کسی غریب مہاجر کو دے دیا... میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے جنہوں نے اپنے بھوک سے نڈھال بچوں کو کھانا کھلانے کی بجائے مہاجرین کو ترجیح دی جبکہ ان کے درمیان صرف اسلام کا ہی رشتہ تھا... جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کا رشتہ مضبوط ترین رشتہ ہے... میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو اپنے بیٹوں کی عمر کے، حتیٰ کہ اپنے پوتوں کی عمر کے مجاہدین کی خدمت گزاری کرتے ہیں، وہ خوشی خوشی ان کی ضروریات پوری کرتے اور دل میں یہ آرزو رکھتے کہ کاش ان کے پاس اور وسائل بھی ہوتے اور وہ بھی ان پہ خرچ کر دیتے... میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے جنہوں نے اپنا بہترین مال، مہاجرین کے لشکروں کو ہتھیار دینے کے لئے خرچ کیا اور وہ مطمئن اور خوش تھے، وہ آخرت میں اس عمل کی جزا کے طالب تھے اور دنیا میں کچھ نہ چاہتے تھے... اور ان کو یہ سب عمل اللہ سے کئے وعدے کی پاسداری تھا... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

> ''اگر شام کو لوگوں میں بھلائی نہ رہی تو تم سب میں بھی بھلائی نہیں رہے گی''۔

اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اہل شام میں بگاڑ نہیں آیا اور ان میں بھلائی موجود ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے جو ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کی:

> ''میری امت کی ایک جماعت حق پہ ثابت قدم رہے گی اور دشمنوں سے لڑتی رہے گی، کسی کی مخالفت ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گی اور وہ (اللہ کے حکم) قیامت تک ایسے ہی رہیں گے''۔

اصحابِ رسول نے صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ کہاں پر ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یروشلم اور اس کے آس پاس'' اور اور ایک دوسری روایت کے مطابق فرمایا: ''شام میں''... میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مہاجرین اور انصار کو شام کی زمین میں متحد کر دیا جہاں پر جہاد جاری ہے...

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت جسے ابوداؤد، احمد، الحاکم اور دوسروں نے جمع کیا اس کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''تمہارے مختلف لشکر ہوں گے، ایک لشکر شام میں، ایک عراق میں اور ایک یمن میں''۔

راوی استفسار کرتے ہیں کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس وقت

زندہ ہوں تو کون سی زمین میں جاؤں (کون سے لشکر میں شامل ہو جاؤں)؟''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شام کی طرف کیونکہ یہ وہ زمین ہے جسے اللہ فوقیت دیتا ہے اور یہاں وہ اپنے بہترین غلاموں کو اکٹھا کرے گا''۔

میں ان شریف النفس لوگوں سے ہر مہاجر جو یمن، عرب، اسلامک مغرب، مصر، سوڈان، امریکہ، ترکستان، ازبکستان، چیچنیا، آسٹریلیاء، مالدیپ، برطانیہ، وینزویلہ، جرمنی، بلیجیم اور اس کے علاوہ بھی تمام قومیتوں کو لوگ جو تم میں موجود ہیں، میں ان تمام لوگوں کی جانب سے تم سے کہتا ہوں کہ صرف ایک چیز ایسی ہے جو ہمیں غمگین کرتی ہے وہ یہی کہ ہماری پاس تمہاری اس سرزمین میں اللہ کی راہ میں دینے کے لیے صرف ایک جان ہے، اے لوگو! اگر ہمیں بار بار اپنی جان دینے کا موقع ملے اور اس دوران تم بالکل محفوظ اپنے گھروں میں رہو تو ہم اس سے قطعی طور پر دریغ نہ کرتے... تم لوگوں نے ہمیں بالکل اپنا سمجھا اور اپنائیت کا مکمل احساس دیا... یہاں ایک مہاجر 'عام اجنبیوں کے برعکس اپنے زمین سے دور کسی طرح کی اجنبیت محسوس نہیں کرتا اور آپ لوگوں کے محبت نے مہاجرین کے دلوں سے اپنے گھر اور بچوں سے دوری کے احساس کو مٹادیا ہے... یہ سب آپ کی شفقت، مہربانی اور اللہ، رسول و مومنین سے وفاداری کی وجہ سے ہوا ہے... آپ نے ہمیں وفاداری کے اصلی عقیدے سے روشناس کروایا ہے... آپ اس آیت ''انما المومنون اخوۃ'' بے شک مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں' کا عملی نمونہ ہو...

اے حلب و ادلب کے وفادارو! اے دمشق، زملکا، ہجر الاسود، ہراستہ اور غوطہ شرقین و غربین کے سپاہیو! اے القلمون و قصیر میں اللہ کے جانبازو، اے الشرقیہ، الرقہ، دیرایزور، مایادین کے شیرو، اے صبر و ہمت اور مزاحمت کے پیکرو! اے حماہ میں اسلام کے شیرو! اے ترکمان و الاکرد کے پہاڑوں اور ساحل کے شہسوارو! اے درعا و حران کے جری نوجوانو! ہماری تمام تر کوششیں تمہارے لئے خراج تحسین ہیں... اے ارضِ شام کے باسیو! یہ سب تمہارے لئے ہے... اے اہلیانِ شام! اے پیکرانِ وفا! ہماری سب قربانیاں، ہمارا بہاسب خون ودولت تمہارے مقابلے میں کچھ بھی نہیں! اللہ سے دعا کریں کہ وہ آپ کی اور ہماری قربانیاں قبول و منظور فرمائے... ہم اللہ سے وعدہ کرتے ہیں اور پھر آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ شام کی زمین کی اپنے لہو سے آبیاری بالکل ویسے ہی کریں گے جیسے ہمارے اجداد نے کی تھی جب وہ اس زمین میں داخل ہوئے تھے... ہم آپ کی فتح کے لئے جو ہوسکا خرچ کریں گے یا ایسا کرتے ہوئے اپنی جان دے دیں گے... ہم اپنی اور آپ کی عزت کا بدلہ لیں گے، ہم اپنے شہیدوں اور آپ کے شہیدوں کا بدلہ لیں گے... خون کا بدلہ خون سے اور تباہی کا بدلہ تباہی سے لیں گے...

اے اہل شام تم نے مومنین کے حیثیت سے اپنے بھائیو کو مدد کے لئے پکارا لیکن عرب و عجم کے ممالک کی افواج نے اس کا کوئی جواب نہ دیا... اور یہ کوئی حیرانگی کی بات نہیں، وہ تمہارے بھائی چارے کے لئے کیوں مدد کریں گے جب کہ وہ اپنا ایمان معمولی دنیاوی قیمت کے عوض بیچ چکے ہیں؟ لیکن تمام دنیا سے تمہارے بیٹوں، مہاجرین و انصار نے تمہاری مدد کی پکار پر لبیک کہا اور دنیا کے ہر کونے سے، دور دراز علاقوں سے اپنا یہ فرض پورا کرنے آئے... جو یہاں مدد کو پہنچے ہیں انہوں نے اللہ کے یہ الفاظ سن لئے:

وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (النساء: ۷۵)

''ایسا کیوں ہے کہ تم اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور ان کمزور بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کی مدد کیوں نہیں کرتے جو یہ دعا کر رہے ہیں 'اے ہمارے رب ہم کو اس زمین سے دور لے جا جہاں کے لوگ ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی محافظ و مددگار بھیج''۔

اس لئے یہ لوگ آگے بڑھے اور جنت کی جانب لپکتے چلے گئی، وہ جنت کہ جس کی حدیں آسمانوں اور زمینوں کی طرح ہے... وہ جنت کہ جس کے دروازے ارضِ شام میں تمہاری زمین میں کھل چکے ہیں... ہمارے لئے بہت ہی عزت کی بات ہے کہ ہم اہل شام کے لیے خود کو قربان کر رہے ہیں...

اے اہل شام! یہ جہاد آج بہت نازک موڑ سے گزر رہا ہے... یہ بات تو عیاں ہے کہ اگر ہم اپنے تمام تر عسکری وسائل، اپنی دولت، اپنے افراد، اپنے ہتھیار، اپنی طاقت، اپنا بارود ترازو کے ایک پلڑے میں رکھیں اور اور دشمن کے وسائل کا دسواں حصہ بھی ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیں تو اُن کا پلڑا بھاری ہو گا... اپنی تمام مادی کوششوں کے باوجود بھی جو چیز ہمارے پلڑے کو بھاری کرتی ہے وہ اللہ پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہمارا مددگار ہے وہ مشکلات میں ہمارا ساتھ چھوڑنے والا... یہ لفظ توحید ہی ہے جس کو ہم اپنے ترازو میں رکھتے ہیں اور اس وجہ سے سارے کفری وسائل ناکارہ ہو جاتے ہیں... اللہ کی اس کرم نوازی کا تقاضا ہے کہ ہم اس کے عاجزی اختیار کریں اور غرور اور تکبر سے دور رہیں کیونکہ ہماری یہ فتوحات ہماری طاقت، تعداد یا اسلحے کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ مکمل طور پر اللہ

> لیکن یہاں میں نے ایسے لوگ ادھر دیکھے جو اپنے گھروں سے اپنے بیوی بچے لے کر کہیں اور چلے گئے اور اپنا گھر کسی غریب مہاجر کو دے دیا... میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے جنھوں نے اپنے بھوک سے نڈھال بچوں کو کھانا کھلانے کی بجاے مہاجرین کو ترجیح دی

کی ہم پر توفیق، عنایت اور غیبی طاقت ہے!

میں اللہ کی اس رحمت اور احسان عظیم پہ اس کا شکر گزار ہوں اور مزید رحمت کا طلب گار ہوں... ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور اہل شام کے لیے اُس کی رحمتِ کاملہ کا سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں فتح یاب کرے اور مرنے سے پہلے ہمیں اس زمین میں شرعی (حکمرانی) ریاست عطا کرے اور یہ کہ وہ ہمارا خاتمہ بہترین شہادت پہ کرے! بے شک وہ یہ سب کرنے پہ قادر ہے...

اے اہل شام! تمہارے لئے خوشخبریاں ہیں، ظلم کا اندھیرا چھٹ رہا ہے اور امید کے سورج کی کرنیں آہستہ آہستہ طلوع ہو رہی ہیں، اگر ہم جہاد فی سبیل اللہ سے ہٹ جاتے تو ایسا ممکن نہ ہوتا... کسی سفارتی حل یا لڑائی سے فرار اختیار کرنے سے یہ ممکن نہ تھا، کسی آدھے حل یا شکست و غلامی میں ہتھیار ڈال کر بھی ممکن نہ تھا یا اس خطرات کی زمین سے راہِ فرار اختیار کرنے سے بھی یہ فتوحات ممکن نہ تھیں... ہاں بالکل کسی عظیم، وفادار، لڑاکا مسلمان قوم کو یہ زیب بھی نہیں دیتا کہ وہ ذلت و شکست کی راہ اپنائے... یہ عظیم لوگ کس طرح ذلت قبول کر لیں جب کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ فتح و عزت کو دیکھ چکے ہیں؟ ہمیں اس ظالم، جابر، مجرم اقتدار، اس نصیری اقتدار، بشاری اقتدار جو کہ اہل سنت کا شدید ترین دشمن ہے' کے سامنے جھکنے اور ذلت اٹھانے کا مطلب سمجھنا ہو گا... جھکنے اور ذلیل ہونے کی قیمت عزت و تکریم کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے اور اہل شام عزت کی یہ قیمت ادا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں... یہ سب اس لئے کہ زمین سے ظلم کا خاتمہ ہو جائے ،عدل کا نفاذ ہو، شریعت کا نظام قائم ہو، اپنے ایمان کی حفاظت اور لوگوں کو انسانوں کی عبادت سے آزادی دلائی جائے...

ہمیں منت سماجت سے ہمارا حق نہیں ملے گا، حق کبھی ذلت اختیار کر کے ثابت نہیں ہوتا، دشمن کی منتیں کرنے سے ظلم کا خاتمہ نہیں ہو گا... یہ صرف آپ کے مصمم ارادے، غیر معمولی استقامت، لگاتار محنت، عظیم قربانیوں اور سخت مشکل حالات کو آسان سمجھنے اور پیچیدہ صورت حال میں معاملات آسان رکھنے سے ختم ہو گا...

شاعری:

"پختہ ارادے اتنے ہی قوی ہوتے ہیں جتنا لوگ انہیں پختہ رکھنا چاہتے ہیں

ایسے ہی کسی سخی کی سخاوت کی مثال ہے...

معمولی سوچ والے لوگوں کو معمولی باتیں بھی بہت اہم معلوم ہوتی ہیں

عظیم لوگوں کہ نظر میں عظیم معاملات بھی چھوٹے ہوتے ہیں"

اپنی تمام مادی کوششوں کے باوجود بھی جو چیز ہمارے پلڑے کو بھاری کرتی ہے وہ اللہ پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہمارا مددگار ہے وہ مشکلات میں ہمارا ساتھ چھوڑنے والا... یہ لفظ توحید ہی ہے جس کو ہم اپنے ترازو میں رکھتے ہیں اور اس وجہ سے سارے کفری وسائل ناکارہ ہو جاتے ہیں... اللہ کی اس کرم نوازی کا تقاضا ہے کہ ہم اس کے عاجزی اختیار کریں اور غرور اور تکبر سے دور رہیں کیونکہ ہماری یہ فتوحات ہماری طاقت، تعداد یا اسلحے کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ مکمل طور پر اللہ کی ہم پر توفیق، عنایت اور غیبی طاقت ہے!

تمہارے فرمانبردار بیٹوں (مجاہدین) کی قربانیوں کی وجہ سے سچ کھڑا ہونا شروع ہو گیا ہے... ان کی قربانیاں ناقابل یقین ہیں، ان کی سخاوت بہت عظیم ہے اور ان کی وفاداری کی سچائی لا محدود ہے! اللہ کے فضل سے اہل شام نے اللہ کی راہ میں جو اپنا خون قربان کیا ہے یہ بعد میں آنے والوں کے لئے ایک سنگ میل ہو گا... دینِ اسلام کے شام میں خالص بہار آئے گی جس میں شجرِ اسلام کی آبیاری ہو گی... ہاں! اسلام کے شام میں ایسا ہو گا نا کہ بشار کے شام میں! یہ علم بعد میں آنے والی نسلیں اٹھائیں گی جو اپنے سے پہلی نسلوں کی واقعات پڑھ کر ہدایت حاصل کریں گی اور وہ اس مضبوط بنیاد کی تعمیر جاری رکھیں گے جس کا آغاز ان کے اجداد نے اپنے خون اور جسم قربان کر کے کیا تھا... یہ وہ راستہ ہے جس پر کاروان چلتا ہے... یہ حق کا کاروان، عزت کا کاروان، استقامت کا ہے! یہ کاروانِ جہاد فی سبیل اللہ چلتا رہے گا!

شاعری:

"اگر ایک چاند چھپ جائے یا غائب ہو جائے

تو افق پہ ایک اور چاند نمودار ہو جاتا ہے"

اے شام کے لوگو! اے عزت و وفاداری کے نشانیو! صبر سے کام لو کیونکہ فتح صبر کرنے سے ہی آتی ہے...

وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (الروم:۶،۵)

"اور اس دن مومنین اللہ کی عطا کردہ کامیابی پہ خوشیاں منائیں گے اور وہ جسے چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے اور وہ طاقت میں یکتا اور بہت رحم والا ہے"۔

یا اللہ انصار پر، ان کے بچوں پر اور ان کے بچوں کے بچوں پہ رحمت فرما... اے اللہ! ہمیں متحد کر دے، ہمارے دلوں کو آپس میں جوڑ دے اور ہمیں دشمنوں کے مقابلے میں فتح نصیب فرما... تو طاقت والا ہے، ہر چیز پہ قادر ہے، تو سب کچھ سنتا ہے، سب کے قریب ہے اور ہماری دعائیں قبول فرماتا ہے...

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے!

☆☆☆☆☆

بڑھو' فرعونِ امریکہ کے آگے لا الہ کہہ دو

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

پاکستان کی سرزمین پر امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت کے موقع پر امت مسلمہ اور بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے نام پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم، اما بعد:

پاکستان اور پوری دنیا کے محبوب مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فرعون انتہائی ظالم اور قاتل تھا مگر اس کا بدترین جرم مالک السماوات والارض کے مقابل تکبر تھا۔ اس کا دعویٰ تھا: 'زمین کا خدا میں ہوں' مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي ''تمہارے پاس اپنے سوا کسی اور خدا کو میں نہیں جانتا''...اقتدار میرا اور اختیار میرا ہے، میری خدائی سے اگر کسی کو انکار ہے، میرے سوا کسی اور کے حکم اور قانون کا اگر کوئی داعی ہے، میری بادشاہت کو کوئی اگر چیلنج کرتا ہے...تو میں اس کی آزادی سلب کرلوں گا، ایسے شدت پسندوں کی حریت ختم کردوں گا قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي ''کہا، اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا مانا'' لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ''تو میں تمہیں قید میں ڈال دوں گا''۔ موسیٰ علیہ السلام 'اللہ کا امر لے کر اس احمق کے سامنے کھڑے ہوئے، رب کی توحید اور بڑائی اس کے سامنے بیان کی، ظلم سے جب روکا اور سرکشی سے اسے منع کیا تو فرعون کہنے لگا ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ ''چھوڑو مجھے، میں موسیٰ کو مار دیتا ہوں''۔ فوج کو حکم دیا کہ جس جس نے موسیٰؑ کا ساتھ دیا ہے ایسے ''نان اسٹیٹ ایکٹرز'' کو نہیں چھوڑنا...اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ''جو موسیٰ پر ایمان لائے، ان کے بیٹوں کو مار دو''، چُن چُن کر انہیں قتل کرنا...اپنی قوم کو بھی بریفنگ دی... کہا: یہ موسیٰ تمہارے مثالی طرزِ زندگی کا دشمن ہے، زمین میں فساد چاہتا ہے، بدامنی اور قتل وغارت اس کا مقصد ہے إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ ''مجھے ڈر ہے کہ یہ تمہارا دین بدل ڈالے گا'' أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ '' یا زمین میں فساد برپا کر دے گا''...

آج کے فرعون، امریکہ کا بھی عین یہی اسلوب ہے، یہ بھی الٰہی رٹ کے سامنے کھڑا اپنی خدائی کا اعلان کر رہا ہے۔ اس کا بھی دعویٰ ہے: بادشاہت میری ہے، حکومت میری ہے، زمین پر اصول میرے، رِٹ میری اور تہذیب میری رہے گی۔ حکم میرا، قانون میرا، اقدار میری، سیاست میری، معیشت کے اصول میرے...پوری دنیائے عالم پر نظام میرا چلے گا مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي دین ہوگا تو میرا دین ہوگا۔ اسلام نے بھی اگر رہنا ہے تو 'امریکی اسلام' بن کر رہے۔ جسے میں عدل کہوں اسے دنیا بھی عدل کہے اور جسے میں ظلم سمجھوں دنیا والے بھی اسے ظلم سمجھیں... پھر جو میرا قانون اور نظام نہ مانے، میری خدائی کو جو چیلنج کرے، اس سے اس کی سانسیں تک چھین لوں گا...زمین اس کے لیے تنگ کردوں گا...موت اس کا انجام ٹھہرے گی۔ زندگی اور موت میرے ہاتھ میں ہیں؛ میرے ڈرون اور ڈالر، میری فوجیں اور ٹیکنالوجی زندگی دیتی ہیں اور یہی موت تقسیم کرتی ہیں! کل کا فرعون بھی اپنے کالے کو سفید دکھانے کے لیے جادو کا استعمال کرتا تھا اور اپنے غلط کو صحیح ثابت کرنے پر تُلا تھا قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ''فرعون نے کہا میں وہ کہتا ہوں جو صحیح سمجھتا ہوں اور میں تمہاری بالکل ٹھیک راستے کی طرف رہ نمائی کر رہا ہوں''...

آج کے فرعون نے بھی اپنے جھوٹ کو سچ اور ظلم کو عدل دکھانے کے لیے 'میڈیا' پالا ہوا ہے۔ کل اُس متکبر فرعون کے سامنے اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو کھڑا کیا اور قیامت تک کے لیے اسے عبرت بنا دیا...اور آج کا فرعون بھی نشانِ عبرت بنایا جا رہا ہے___ ''اسلامی'' کہلانے والی کسی فوج کے ہاتھوں نہیں کہ یہ تو خود اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فرعونی لشکر کا ہراول دستہ بنی ہوئی ہیں بلکہ___ بے سروسامان مجاہدینِ اسلام کے ہاتھوں افغانستان کے کہساروں میں اس کا غرور خاک میں مل رہا ہے۔ موت اور زندگی دینے کے دعوے دار نے پندرہ سال آگ وبارود کی بارش برسادی مگر اللہ کے فضل سے مجاہدین کی استقامت کی تاب نہیں لاسکا، حوصلہ ہار گیا۔ جو مارنے، اُڑانے اور ختم کرنے کی دھمکیاں دیتا تھا آج مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے۔ دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام کی سنت زندہ کرنے والے اللہ کے سپاہی کل بھی اس شیطان کے سامنے جھکنے سے انکاری تھے اور آج بھی فرعون کی خدائی چیلنج کر رہے ہیں۔ ذلت اور رسوائی فرعون اور اس کی غلام افواج کا مقدر ہے، اسلام کی فتح نوشتۂ دیوار ہے! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آزمانا ضرور ہے کہ کون فرعونی قوت وشوکت سے مرعوب ہوتا ہے، اس کے سامنے جھک کر شیطانی لشکر میں اپنا نام لکھواتا ہے اور کون اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھ کر رحمانی لشکر کا سپاہی بنتا ہے۔

آزمائش چھوٹی نہیں، بڑی ہے۔ دجالی فتنہ چہار سُو پھیل چکا ہے، فرعون کی ناراضی سے بچنے اور اس کا منظورِ نظر بننے کی دوڑ میں کیا افراد، جماعتیں اور کیا ادارے، سب ہی ایک دوسرے پر سبقت لینا چاہتے ہیں الا من رحم اللہ...ایسے میں لا الہ الا اللہ کہنا اور فرعون کے سامنے تلوار سونت کر عملاً حق کی گواہی دینا اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے ہی ممکن ہے۔ الحمد للہ، کہ امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اس توفیق پر قائم رکھا۔ عرب وعجم کے مجاہدین کے امیر، امیر المومنین، بے شمار اہل توحید کے دلوں کے بادشاہ اور فرعونِ وقت کو ناکوں چنے چبوانے والے اس بطلِ عظیم کی شان دیکھئے! امریکہ نے ان کے آگے دنیا کے دروازے کھول دیے، ڈرایا اور دھمکایا بھی، مگر وہ فرعونِ وقت کی شان وشوکت اور قوت و سطوت کو کسی خاطر میں نہیں لائے اور اس کے مقابل کھڑے ہو کر توحید کی گواہی دیتے رہے، انہیں مذاکرات کے دام میں پھنسانے کے لیے ہر ممکن دباؤ ڈالا گیا مگر یہ مردِ مومن جھوٹے خدا کو پچھاڑنے کے لیے حملوں میں مزید تیزی لاتے رہے...بالآخر آپ پاکستان کی

سرزمین پر امریکی کارروائی کا ہدف بنے...آپ شہید تو ہوئے مگر آپ نے اپنے رب اور امت کے ساتھ کیے ہوئے وعدے سے ذرہ برابر بے وفائی نہیں کی۔اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی شہادت قبول فرمائے اور ہم سب کو ان کے راستے پر جمنے اور بڑھنے کی توفیق دے، آمین!

مسلمانانِ پاکستان کے سامنے اس موقع پر چند باتیں کہنا ضروری خیال کرتا ہوں:

پاکستان 'قوم' امت کی مقروض ہے اور یہ قرض آئے روز بڑھتا جارہا ہے۔آج امت کا ایک اور ہیرا اور مظلوم مسلمانوں کی آنکھوں کا ایک اور تارا، امریکی ظالموں پر برستی ہوئی ایک اور تلوار، پاکستانی سرزمین پر پاکستانی فوج کی خیانت کا شکار ہوئی۔احتجاج اور مذمتی بیانات مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور اپنی اصلیت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوششیں ہیں۔پاکستان کی سرزمین پر شیخ اسامہؒ کی شہادت ہو، ڈرون حملوں میں دیگر محسنینِ امت کو ہدف بنانا ہو یا امیر المومنین ملا اختر محمد منصورؒ پر حالیہ حملہ....ایک فی صد بھی ہمیں تردد نہیں کہ ان سب واقعات میں امریکی غلام پاکستانی فوج برابر کی حصہ دار ہے۔یہ فوج امریکی لشکر کا اعلانیہ حصہ ہے۔چند ایک امریکی کارروائیوں میں اپنی رسوائی چھپانا جب کہ پورے پاکستان میں اہلِ دین اور مجاہدین کے خلاف ظلم و سربریت اور مکروفریب سے عبارت جنگ لڑنا اور اس پر امریکہ سے علی الاعلان اجرت وصول کرنا کیا پیغام دیتا ہے!!!

امیر المومنین کی شہادت میں اپنی خیانت پر پردہ ڈالنا، جب کہ استاد یاسرؒ اور مولوی عبید اللہ اخوندؒ جیسے امارت کے درجنوں قائدین کو ڈھٹائی کے ساتھ شہید کرنا، اسی طرح امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے نائب اول ملا عبد الغنی برادر سمیت بے شمار طالبان قیدیوں کو جیلوں میں قید کرنا کیا ظاہر کرتا ہے؟افغانستان میں چالیس سالہ جہاد کے ثمرات ضائع کرواکر اسلامی امارت کا راستہ روکنا اور پھر اس پورے خطے سے جہاد اور مجاہدین کا خاتمہ امریکہ اور پاکستانی فوج دونوں کی آرزو ہے۔یہ وہ خواب ہے جو برسوں آگ و بارود برسانے کے بعد بھی جب پورا نہ ہو سکا تو آج مذاکرات کے ذریعے شرمندۂ تعبیر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔مذاکرات کا ہدف اس کے علاوہ کیا ہے کہ مجاہدین کو فریضۂ جہاد سے دست بردار کروایا جائے، امریکہ کی خدائی تسلیم کروائی جائے اور کفریہ نظام میں شراکت دار بنا کر مجاہدین کو بھی کفر کا حصہ دار بنا دیں؟الحمد للہ طالبان مجاہدین جانتے ہیں کہ امارت اسلامیہ کا قیام نہ مذاکرات کی راہ اپنانے سے ہوا تھا اور نہ ہی کفریہ جمہوریت میں شمولیت شریعت کے نفاذ کا سبب بنی تھی۔وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اسلام کو اگر عزت ملی تھی، شریعت اگر نافذ ہوئی تھی اور افغانستان میں امن وامان اور عدل وانصاف کا چرچا اگر ہوا تھا تو اس کا سبب نظامِ کفر کو مکمل طور پر رد کرنا تھا اور اس کے خلاف جہاد کا جھنڈا اٹھانا تھا۔پس! پاکستانی مسلمانوں سے ہماری اپیل ہے کہ فرعونِ وقت امریکہ کے خلاف جہاد میں اپنی ذمہ داری پوری کریں۔امارت اسلامی کا دفاع اور امریکی اتحاد کے خلاف جہاد اہم ترین فرضِ عین ہے جہادِ پاکستان کا بھی اہم مقصد ہمارے نزدیک امارت اسلامی کا دفاع ہے۔آپ پر لازم ہے کہ پاکستانی فوج کو امارت اسلامی کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے سے روکیں، پاکستانی نظامِ کفر کے خلاف دلوں میں نفرت جب کہ اس کا دفاع کرنے والی خائن فوج کے خلاف سینوں میں عداوت بٹھائیں اور عملی میدان میں اتر کر فرعونِ وقت امریکہ اور اس کے غلاموں کے خلاف مجاہدین کی نصرت کریں۔

اس موقع پر پاکستانی میڈیا کے دجل کی طرف بھی آپ کی توجہ مرکوز کروانا ضروری سمجھتا ہوں۔بلاشبہ یہ میڈیا فرعونِ وقت کے لیے جادو کا محاذ سنبھالے ہوئے ہے۔امت پر حملہ آور امریکہ کے خلاف جہاد، طالبان کی مبنی برحق مزاحمت اور مظلوم مسلمانوں کی نصرت جیسے موضوعات کی تو یہاں جگہ نہیں ہے، یہاں موضوعِ بحث اگر کچھ ہے تو وہ یہ کہ ''دہشت گرد'' پاکستانی حدود کی خلاف ورزی کیوں کرتے ہیں؟پاکستان میں داخل ہو کر یہ امریکیوں کے درآنے کا جواز کیوں فراہم کرتے ہیں؟کہتے ہیں: امریکیوں کا پاکستان کے اندر آکر حملہ کرنا اگر غلط ہے، ملکی خود مختاری کو اس سے نقصان پہنچا ہے تو ملا اختر منصورؒ جیسے لوگوں کا پاکستانی سرزمین میں غیر قانونی داخل ہونا بھی صحیح نہیں، اس کی بھی مذمت کیجیے..أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ''کیا فرماں بردار کو مجرمین جیسا کر دیں؟'' مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ''کیا ہو گیا ہے تمہیں کیسی عجیب باتیں کرتے ہو؟''۔جب معبود پیسہ اور مذہب خود غرضی بن جائے تو بے شرمی اور ذلالت کی بھی پھر کوئی حد نہیں رہتی۔بے شک آج کے میڈیا کا فتنہ بموں اور میزائلوں سے زیادہ مہلک ہے۔اس لیے کہ اس کا ہدف غیرت، حیا اور ایمان ہے۔اللہ ہی اس حملے سے امت کی حفاظت فرمائے۔آمین

آخر میں ہم امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت پر امت مسلمہ، افغانستان کی غیور عوام، امارت اسلامی کے مجاہدین اور نئے امیر المومنین شیخ ہیبت اللہ اخوندزادہ حفظہ اللہ سے تعزیت کرتے ہیں۔خوشی اور فخر کا موقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دور میں بھی ایسے امام عطا فرمائے جو اپنی گردن تو کٹواتے ہیں مگر کفر کے سامنے اپنا سر نہیں جھکاتے۔امیر المومنین ملا اختر محمد منصورؒ نے امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کی جانشینی کا حق ادا کیا، ان کے بعد آنے والوں کے لیے ان کا یہ عظیم کردار روشنی کا مینار ثابت ہوگا۔یہ کردار ظالموں کے خلاف ڈٹنے، راہِ جہاد سے چمٹنے اور اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل کرنے کا درس دیتا ہے۔ان کی شہادت قافلۂ جہاد کی تقویت اور امریکیوں کی شکست و رسوائی کا باعث بنے گی، ان شاء اللہ۔بے شک فتح و نصرت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، بس اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں ایمان اور جہاد پر استقامت دے اور اپنے متوکل بندوں میں شامل فرمائے۔إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں'' وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ''اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے'' وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ''پس مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل رکھنا چاہیے''۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

شہدا کے قافلہ سالار

شیخ ابو یحییٰ اللیبی شہید رحمہ اللہ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن والاہ

امتِ اسلام!

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بہت پہلے کسی شاعر نے کہا تھا:

دشمن سے قتل و قتال تو ہم مردوں پر فرض کیا گیا ہے

جب کہ پاک دامن عورتوں کے ذمے تو بس نزاکت و حیا والے کام ہیں

لیکن آج ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جہاں حقائق الٹ چکے ہیں۔اور شاید وہ وقت آگیا ہے کہ جب مردوں کو عورتوں کے برقعے پہن لینے چاہئیں اور خود کو کمروں کی چار دیواری میں بند اور گھروں کی تاریکی تک محدود کر لینا چاہیے۔کیونکہ آج کے یہ مرد اُن میدانوں میں کودنے سے عاجز ہو گئے ہیں، جہاں جاری بڑے معرکوں میں شامل ہونا محض ابطال ہی کا کام ہے۔پس مردوں کو چاہیے کہ وہ کمزور عورتوں کے لیے میدان خالی کر دیں...شاید کہ یہ عورتیں اپنی امت کے لیے کوئی ایسا کام کر دکھائیں جسے کرنے سے مرد عاجز آچکے ہیں۔

افسوس ہے ایک ایسے دور پر جہاں پست ہمتی نے جسدِامت کو لاغر بنا دیا، امتیوں میں وہن کی بیماری پھیل گئی اور ان پر بزدلی اس قدر غالب آگئی کہ بالآخر باپردہ خواتین اور معصوم بچوں کی پرورش کرنے والی مائیں اس بات پر مجبور ہو گئیں کہ وہ مردوں کا کردار ادا کریں اور تکبیر کے نعرے بلند کرتی ہوئی میدان میں اتر آئیں...دین کے حامی و انصار تلاش کریں...اور مدد کے لیے چیخ چیخ کر پکاریں۔ان خواتین کو ان کے زندہ ایمان، بیدار ضمیر اور حساس دل حرکت میں لائے۔ایسے دل جن میں غیرتِ حق کے آتش فشاں پھوٹ رہے تھے۔ایسے دل جو دین کی بے حرمتی، عصمتوں کی پامالی اور شریعت کی تحقیر پر خون کے آنسو روتے تھے۔یہ سب کچھ ایک ایسے ملک میں ہوا جو فاسدوں اور مفسدوں کے کھیل تماشوں کی نظر ہو چکا ہے۔جس پر دین کو ترک کر دینے والے مرتد مسلط ہیں اور خواہشات و شہوات کے پجاریوں نے جس سے مردانگی چھین لی ہے۔

ہم سب نے اس زخمی پاکستان کے شہر اسلام آباد میں واقع جامعہ حفصہؓ کے حالات سنے۔ایک ایسا مدرسہ جس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ وہ واقعتاً جامعہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کہلائے جانے کا مستحق تھا۔جہاں عصمت، عفت اور پاک دامنی نے بے حرمتی، بے حیائی و نفس پرستی کا مقابلہ کیا۔جہاں یہ صدا بلند ہوئی کہ ایمانی عزت سے جیو اور اپنے عقیدے پر فخر کرو تاکہ یہ جدید گھٹیا مغربی تہذیب تمہاری نگاہوں میں حقیر و ذلیل بن جائے؛ اور ''آزادی'' کا یہ بے حیا مغربی تصور بھی تمہارے لیے قابلِ نفرت بن جائے جس کی دعوت لے کر کچھ رذیل لوگ پاکستان میں بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی جدید جاہلیت کے قافلے میں شامل کر سکیں۔

پس یہ ایمانی پکار اتنے زور سے بلند کی گئی کہ زمین اس کی گونج سے کانپنے لگی اور اس بودے جاہلی نظام کی جڑیں ہل کر رہ گئیں۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ

''کیا یہ زمانۂ جاہلیت کے حکم (فیصلے) کے خواہش مند ہیں؟اللہ سے اچھا حکم (فیصلہ) کس کا ہے؟ان کے لیے جو یقین رکھتے ہیں''۔(المائدۃ:۵۰)

جی ہاں! یہ ایک ایسا مدرسہ ہے جس کی دی ہوئی شہادتیں(سندیں)شاید ان دنیاوی سندوں کے درمیان کوئی نمایاں مقام نہیں رکھتیں؛ حالانکہ کتنے ہی لوگ ان سندوں کے پیچھے مرے جاتے ہیں۔لیکن جو شہادت(سند) اس مدرسے نے اس مرتبہ دی ہے اور جو مؤقف اس نے اس مسئلے میں اختیار کیا ہے اس نے اسے عزت و وقار کی بلند ترین چوٹیوں پر پہنچ دیا ہے اور کامیابی کے اعلیٰ ترین مراتب پر اس کا نام لکھوا دیا ہے۔یہ ایک ایسا امر ہے جس کا اعتراف کرنے پر اپنے اور پرائے سب ہی مجبور ہو گئے کیونکہ حق، سچ اور ایمان کی گواہی کی یہی شان ہوتی ہے۔

یہ گواہی حق کی گواہی ہے کیونکہ اس مدرسے نے حق کہا اور ہدایت کا علم بلند کیا ایمان و یقین کی باتوں سے دلوں کے امراض کا علاج کیا۔عفت و حیا کی دعوت کا ساتھ دیا اور اس گھٹاٹوپ تاریکی کے عالم میں پکار کر کہہ ڈالا:

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

''اور یہ کہ یہی تو میرا سیدھا رستہ ہے تو تم اسی پر چلنا۔اور دوسرے رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو''۔(الأنعام:۱۵۳)

یہ گواہی حق کی گواہی ہے...کیونکہ دینی غیرت کا جذبہ ہی اس مدرسے کے لیے اصل محرک بنا۔عقیدے کی حفاظت کی تڑپ نے اسے اٹھنے پر مجبور کیا۔ذلت کی طرف بلانے والوں کے سامنے انکار کے جذبے نے اسے آگے بڑھایا۔اسلام سے سچے تعلق پر فخر اسے اس کے ضعف کے باوجود میدان میں لے آیا اور اس نے باطل کے ذلیل چہرے پر یہ حقیقت صاف دے ماری:

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا

''ہم نے اللہ پر جھوٹ (افترا) باندھا اگر ہم تمہارے مذہب میں لوٹ جائیں اس کے بعد کہ اللہ ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے''۔ (الأعراف:۸۹)

یہ گواہی حق کی گواہی ہے... کیونکہ اس نے دھوکے باز باطل کو رسوا کر کے رکھ دیا۔ اہلِ باطل کے سیاہ بد نما چہروں پر پڑی دجل کی نقابیں چاک کر ڈالیں۔ باطل کو دھوکہ دہی و فریب کی شیطانی لذتوں سے نکال کر تمام لوگوں کے سامنے یوں عریاں و رسوا حال لا کھڑا کیا کہ اس کے پاس اپنی قبیح شکل پر پردہ ڈالنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ اور پھر حق کی اس گواہی نے باطل کو حقارت کے ساتھ اٹھا کر وہیں پھینک دیا جہاں پھینکے جانے کا یہ مستحق تھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل لوگوں میں سے ہیں''۔ (المجادلۃ:۲۰)

یہ گواہی حق کی گواہی ہے... کیونکہ یہ اجلی و بے داغ فطرت سے پھوٹی ہے۔ تنہا اللہ کے سامنے جھکنے والے قلوب کی گہرائی سے اٹھی ہے اور پاکیزہ نفوس کے ضمیر سے نکلی ہے۔ یہ گواہی دینے والوں نے کسی جھوٹے کذاب سے اجازت لینے کا انتظار نہ کیا نہ ہی کسی مداہنت کرنے والے چاپلوس کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور نہ ہی کسی مفسد طاغوت کی سرپرستی میں چلنا گوارا کیا انہیں اجازت، حمایت اور سرپرستی دینے کے لیے تو فضل و عنایت والے کریم رب کا یہ ایک فرمان ہی کافی تھا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں''۔ (آل عمران:۱۰۴)

یقیناً مبارکباد کا مستحق ہے یہ گروہ جس نے اسلام کے عالی اخلاق کے سائے میں اپنی جگہ بنائی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے عزت و شرف کی بلند ترین چوٹی پر جا پہنچا۔ اور پورے یقین و اطمینان کے ساتھ داعیٔ حق کی پکار پر لبیک کہا۔ حالانکہ پسپائی اور ذلت کی طرف دعوت دینے والوں کے شور و غوغا نے انہیں ہر سمت سے گھیر رکھا تھا۔

؎ تو نے حق کی آواز پر بلا توقف لبیک کہا
اور جھوٹے فاجر کی بات ماننے سے انکار کیا
تو دشمن کی بد خلقی کا سامنا بھی عزت سے کرتی رہی
اور تو نے وہ اعلیٰ اخلاق اختیار کیے جس کا حکم تیرے مالک نے دیا تھا
تو نے ان کی پوشاک اور مال و اسباب سے نگاہیں پھیر لیں
اور اپنا مقصود و مطلوب بس آخرت ہی کو بنا لیا
اے بہنا! تجھے رضائے الٰہی والی راہ پر چلنے کی توفیق ملی
پس عاجزی کے ساتھ اس ذات کا شکر ادا کر جس نے تجھ پر یہ انعام فرمایا

آج جہاں ایک سمت جامعہ حفصہ تاریخ کے صفحات پر اپنا بے مثال کردار ثبت کر کے فخر و سربلندی کے عرش پر جا پہنچی ہے، وہیں اس جامعہ کے اساتذہ اور علما بھی اپنے شاگردوں کے مؤقف سے قدم بھر پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں۔ انہی علما و اساتذہ نے تو ان طالبات کو ایمان کے حقیقی معنی سمجھائے۔ ان کے دلوں میں عالی ہمتی اتاری بلندیاں پانے کی تڑپ ان میں پیدا کی اور قربانیوں کی راہ کو ان کے سامنے آسان کر کے دکھایا۔ پس ان اساتذہ کے سروں پر اللہ تعالیٰ نے عزت و شرف کا وہ تاج رکھا جو تاریخ کی پیشانی پر چمکتا ہوا صاف نظر آتا ہے۔ انہوں نے اپنے قول و فعل سے وہ شعار زندہ کر دکھایا ہے جس کے مضمون و معانی کی گہرائی کو صرف صبر و ہدایت اور یقین کے امام ہی سمجھ سکتے ہیں۔

؎ مجھے کچھ پروا نہیں جب میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں
کہ میں کس کروٹ گر کر اللہ کی خاطر جان دیتا ہوں
اور میری یہ قربانی محض ایک الٰہ کی خاطر ہے
اور اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے کٹے پھٹے ٹکڑوں ہی میں برکت ڈال دے

اہلِ حق و یقین کی زبانوں پر آج سے پہلے بھی یہی بول ہوتے تھے اور وہ یونہی دین کے معاملے میں ادنیٰ سی ذلت برداشت کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے۔ اور آج بھی اہلِ حق و یقین کی زبانوں پر یہی بول ہیں بلکہ آئندہ بھی یہی بول ہوں گے۔ اور یہ لوگ آج بھی ایسا کوئی لفظ اپنے منہ سے نکالنے سے انکاری ہیں جس سے باطل کا ذلیل نفس راضی و مطمئن ہو جائے۔

یہ وہ ایمانی پیغام تھا جو لال مسجد کے خونریز معرکے نے ہمیں دیا۔ یہ مسجد محض اپنے ظاہری رنگ اور نام کے اعتبار ہی سے لال مسجد نہ تھی بلکہ یہ تو واقعتاً لال مسجد کہلانے کی مستحق تھی؛ کیونکہ اس کے در و دیوار کو وفا شعار شہدا نے اپنے پاکیزہ خون سے سرخی بخشی اور اس کی زمین کو اپنے لہو سے سیراب کیا۔ ہم ان کے بارے میں ایسا ہی گمان رکھتے ہیں اور ان کا محاسب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس مسجد والوں نے اس مثالی کردار کا مظاہرہ کیا جو ابطال میں سے بھی خال خال ہی کوئی ادا کر پاتا ہے۔ اور یہ لوگ تاریخ کے صفحات میں اہلِ باطل سے مقابلے کا ایک ایسا منفرد قصہ رقم کر گئے ہیں جس کا دہرایا جانا مشکل نظر آتا ہے۔ پس جیسے اس عظیم مسجد کے حلقوں سے کبھی وہ علما و طلبا نکلا کرتے تھے جو بھلائی کی طرف بلاتے، نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے تھے اسی طرح آج

اسی مسجد سے وہ کھرے اور نادر و نایاب ہیرے فارغ التحصیل ہو کر نکلے ہیں جو لہو رنگ تمغے سینوں پر سجا کر سیدھا شہدا کے سرداروں کی صف میں جا کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں ایسا ہی گمان کرتے ہیں اور محاسب تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

شیروں کے اس دستے میں سرِ فہرست 'پیچھے نہ ہٹنے والے، امام، عالمِ با عمل، شہید باپ اور شہید ماں کے شہید بیٹے مولانا عبدالرشید غازی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے ذلت و پستی کے اس دور میں کلمۂ حق بلند کیا، اپنے ایمان کے بل پر بلندیوں کو عبور کیا، اس متکبر باطل کو ذلیل و رسوا کیا جس کا سارا اعتماد اپنی قوت و جبر پر تھا۔ اس شہید نے پورے یقین، وثوق اور اطمینان سے باطل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تمہارا غرور و تکبر تمہیں ہی پیارا ہو جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو صاف کہتا ہوں:

فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ

''تو میں تو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک کام (جو میرے بارے میں کرنا چاہو) مقرر کر لو اور وہ تمہاری جماعت (کو معلوم ہو جائے اور کسی) سے پوشیدہ نہ رہے۔ پھر وہ کام میرے حق میں کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو''۔ (یونس: ۷۱)

آپؒ نے محاصرے میں گھر جانے اور دشمن کی دھونس، دھمکیوں کی بوچھاڑ سن لینے کے بعد یہ کہا... میں موت کو اس بات پر ترجیح دیتا ہوں کہ میں نے جن باتوں کی دعوت دی ہے ان میں سے کسی ایک سے بھی پیچھے ہٹوں یا خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دوں۔ اور پھر آپ کے فعل نے آپ کے اس قول کی تصدیق کر دی۔

اس کے لیے موت سے بچنا بہت آسان تھا... لیکن اس کے مضبوط مؤقف اور اعلیٰ اخلاق نے یہ گوارا نہ کیا اور اس نے خود موت کے دلدل میں مضبوطی سے قدم جمایا اور اس سے کہا کہ: میرا حشر بھی اب اس نقشِ پا کے تلے سے ہو گا!

کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: ''سب سے افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے''

تو ذرا سوچئے کہ اس کلمۂ حق کا عنداللہ کیا بلند مقام ہو گا جو (محض ظلم ہی کے نہیں بلکہ) عالمی کفر و طغیان کے ایک اساسی رکن کے منہ پر کہہ ڈالا گیا ہو؟ بلکہ اس کی حکومت، فوج، جاسوسی اداروں اور سیکورٹی دستوں سب ہی کے منہ پر کہہ ڈالا گیا ہو؟ مولانا عبدالرشید غازیؒ نے کلمۂ حق صاف صاف اور صراحتاً کہہ ڈالا... بلا لچک، بلا مداہنت و بلا فریب۔ اور سب کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پر بات کی حالانکہ آپ ظلم و انتقام کی تلواروں کو اپنے سامنے چمکتا دیکھ رہے تھے لیکن آپ نے کچھ پروا نہ کی، کسی بات کو خاطر میں نہ لائے اور حق بات کھول کھول کر پہنچاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ موت سے جا ملے اور موت آپ سے آن ملی آپ رحمۃ اللہ علیہ شہید کر دیے گئے اور آپ کے ساتھ آپ کی والدہ رحمہا اللہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ اور یوں جھوٹے الزامات بکنے والی ہر زبان گنگ ہو گئی اور بغض و حسد سے لبریز ہر وہ دل سیاہ ہو کر بجھ گیا جو جھوٹے الزامات کو فروغ دینے اور افواہیں پھیلانے نکلا تھا۔ گویا یہ شہیدؒ زبانِ حال سے ان سب حاسدوں سے کہہ رہا ہے:

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

''(ان سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے''۔ (آلِ عمران: ۱۱۹)

آپؒ ان سب لوگوں کے لیے ایک نمونے کی حیثیت رکھتے تھے جو آپ کے ساتھ مل کر لڑے۔ اور اب تو آپ اپنی ذات میں خود ایک مدرسے کی حیثیت رکھتے ہیں... ان تمام لوگوں کے لیے جو ان شاء اللہ آپ کے بعد اس راستے پر چلیں گے۔ آپ کے بعد اس راہ پر آنے والے لوگ آپ ہی کے اُسوے کی روشنی میں اپنے عزائم بلند رکھیں گے۔ آپ ہی سے یہ سبق سیکھیں گے کہ اپنی تمام دوڑ دھوپ کا ہدف سعادت کے اعلیٰ مراتب کو بنایا جائے اور شہادت کا شرف بھی یوں حاصل کیا جائے کہ اس کی محترم ترین حالت اور اعلیٰ ترین درجہ انسان کے حصے میں آئے۔

؎ اگر تم عزتوں کی تلاش میں بے خوف و خطر کود ہی پڑو

تو پھر ستاروں سے کم کسی چیز پر راضی نہ ہونا

جب حقیر کاموں میں لگ کر بھی موت کا ذائقہ تو چکھنا ہی ہو گا

تو کیوں نہ عظیم کام کرتے ہوئے موت کا مزہ چکھا جائے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہدا کے سردار حمزہؓ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ شخص (بھی) ہے جو کسی جابر سلطان کے سامنے کھڑا ہوا پھر اسے (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے) منع کیا تو اس (سلطان) حاکم نے اسے قتل کر ڈالا''۔

تو کیا لال مسجد کے شہدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ یہ وصف نہیں پایا جاتا۔ وہ وصف جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدا کا سردار ہونے کی علامت بتلایا ہے؟ یہ شہدا جبر و استبداد کے سہارے قائم، اس غلیظ لادین طاغوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہو گئے، جب انہوں نے دیکھا کہ یہ طاغوت بستیوں اور آبادیوں کو ارتداد کے گڑھے کی طرف کھینچتا چلا جا رہا ہے، اخلاق سے عاری کر رہا ہے، اپنے مشرقی اور مغربی آقاؤں کی مکمل غلامی سکھلا رہا ہے، تاکہ یہاں کے مسلم عوام اپنی ثقافت، اخلاق، عقیدے اور عادات میں ان کفار کی ہو بہو نقل بن جائیں۔ پس اس موقع پر یہ ابطال اٹھ کھڑے ہوئے اس طاغوت اور اس کی ذلیل کٹھ پتلی فوج کا رستہ روکنے کے لیے اور

اس کے ان جاسوسی اداروں کی آنکھوں میں بھی آنکھیں ڈالیں جو صرف کمزوروں ہی کے سامنے شیر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ان شہدا نے ان سب طواغیت کے سامنے ڈٹ کر کہا کہ فساد کے اس سلسلے کو بند کرو جس نے بستیوں کو تباہ، اقدار کو پامال اور عزت و وقار کو روند کر رکھ دیا ہے۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان نے گائے کے پجاریوں کے تسلط سے اس لیے آزادی و خود مختاری حاصل نہیں کی تھی کہ اسے شہوات کے پجاری اور بے ہودہ و فاجر حکمران اپنا غلام بنالیں۔ایسے حکام جو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان اس لیے قائم نہیں ہوا تھا کہ یہ ایک اسلام دشمن ملک بن کر اہلِ اسلام کے خلاف جنگ کرے، احکامِ دین کو ایک طرف اٹھا پھینکے اور پھر ایسے ردی افکار کے سامنے سر جھکائے جو ان عقلوں کی پیداوار ہیں، جن پر اللہ نے لعنت فرمائی اور اپنا غضب برسایا اور انہیں بندر، خنزیر اور طاغوت کے بندے بنا دیا۔پھر یہاں انہی کفری افکار کی تعظیم و تکریم ہو، انہی کو مقدم جانا جائے، انہی کے مطابق ملک کا نظام چلایا جائے اور لوگوں کو تہذیب، جدیدیت اور ترقی کے نام پر یہی سب قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان اس لیے نہیں بنا تھا کہ یہ صلیب کے محافظ امریکہ اور اس کے پیروکاروں کا حلیف اور مددگار بن کر مجاہدین کو جلاوطن کرے، انہیں جیلوں میں ڈالے اللہ کے موحد بندوں کو عبرت کا نشان بنائے اور اپنی فضائیں اور بحر و بر ان کافروں کے لیے کھول دے جو صبح و شام کڑے حفاظتی انتظامات میں اور پوری طرح مسلح ہو کر یہاں (پاکستان) سے نکلیں اور افغانستان میں ہزارہا مسلمانوں کو قتل کر کے بحفاظت واپس لوٹ آئیں۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستانی فوج، جو جھوٹ بولتے ہوئے '' ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ '' کو اپنا شعار قرار دیتی ہے اس فوج کا اصل مقصد یہ نہ تھا کہ یہ صلیبیوں کا دفاع کرے، ان کے احکامات کو بلا چون وچرا نافذ کرے، مسجدوں کو گرائے، مدارس کا محاصرہ کرے اور گلی کوچوں میں مسلمانوں کا قتلِ عام کرے۔اس فوج کی اصل ذمہ داری تو یہ تھی کہ یہ بلا دجل و فریب اس شعار کی حقیقتاً پابندی کرے جس کا یہ صبح و شام دم بھرتی ہے۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کی اصل اقدار عزت، عصمت، عفت، حیا اور غیرت ہیں۔پس ان کے درمیان بدکاری، فسق و فجور اور بے حیائی و عریانی کے دلدادہ لوگوں کی کوئی جگہ نہیں۔نہ ہی ان لوگوں کے لیے یہاں کوئی گنجائش ہے جو اہلِ ایمان میں فحاشی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔

ان شہدا نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان مسلمانوں کی سرزمین ہے اور یہاں بسنے والے بھی مسلمان ہیں اس لیے یہاں حکومت بھی لازماً اسلام ہی کی ہوگی، یہاں کا نظام اسی کی شریعتِ عادلہ کے سائے میں چلے گا، یہاں کی فضاؤں میں صرف پرچمِ توحید ہی بلند ہو کر لہرائے گا اور لادینیت (سیکولرازم) اور صلیب کے پرچموں کو اس زمین میں خاک آلود کر دیا جائے گا۔اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر زمین کا پیٹ ہمارے لیے اس کی پشت سے کہیں بہتر ہوگا۔

تھے وہ اعلیٰ مقاصد جن کی خاطر وہ اٹھے انہی کی خاطر وہ لڑے انہی کی خاطر وہ قتل کیے گئے اور بلاشبہ وہ شہدا کے سرداروں میں شامل ہونے کے حق دار ہیں۔ ہم ان کے بارے میں ایسا ہی گمان رکھتے ہیں اور محاسب تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب: ۲۳)

''ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ''۔[ترجمہ شیخ الہندؒ]

مجھے یوں محسوس ہوتا ہے گویا میں ان کے ساتھ ساتھ ہوں اور وہ میری نگاہوں کے سامنے انتہائی سخاوت سے ایک ایک کر کے اپنی جانوں کی قربانی دے رہے ہیں اور باری باری موت کے سمندر میں کُود رہے ہیں، تاکہ اپنے رب کے سامنے کل کوئی عذر پیش کر سکیں۔ایمان کی بہاریں اور رب کی جنتیں پانے کا شوق ان کے وجدان میں سرایت کر چکا ہے اور گویا وہ بچھڑتے وقت وصیت کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں:

اے پیارے بھائی! اگر تو مجھ سے بچھڑنے پر آنسو بہا رہا ہے

اور رو رو کر تو نے میری قبر تک تر کر ڈالی ہے

تو ذرا میرے جسم کے ذروں سے بعد میں آنے والوں کے لیے کچھ شمعیں بھی روشن کر لے

اور ان کی روشنی میں عزت اور سربلندی کی سمت یہ سفر جاری رکھ

پس سخاوت کرنے والوں کو اس راہ میں خوب سخاوت کرنی چاہیے۔مال لٹانے والوں کو یہاں سب کچھ لگا دینا چاہیے۔اور اصحابِ جود و کرم کو اس میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہیے۔

ان شاء اللہ ان شہدا کا یہ طاہر و پاکیزہ خون ایک ایسا مینارۂ نور ثابت ہوگا جس کی روشنی میں اس راہ کے راہرو اپنی منزل صاف دیکھ پائیں گے۔یہ خون ایک ایسا ابلتا ہوا چشمہ ثابت ہوگا جو پاکستان میں شجرِ اسلام کو بھرپور سیراب کرے گا۔اور ان شاء اللہ ان شہدا کا یہ پرچم اس امانت کے حقیقی مستحقین تھام لیں گے، یعنی وہ لوگ جو انہی شہدا کی راہ پر

گامزن ہوں گے انھی کی سیرتوں کی پیروی کریں گے اور انھی جیسے کارنامے دہرائیں گے تاکہ اس محل کی تعمیر مکمل کر سکیں جس کی بنیادوں کو ان شہدا نے اپنے جسموں کے ٹکڑوں سے مستحکم کیا۔اور یوں یہ قافلۂ حق ان شاءاللہ چلتا چلا جائے گا۔

جہاں میں اہلِ ایمان صورتِ خورشید جیتے ہیں

اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے ادھر نکلے

یہ تو ممکن ہی نہیں کہ ایسی زبردست قربانی جس کی عظمت بیان کرنے پر کوئی زبان قادر نہ ہو یونہی رائیگاں چلی جائے۔اور جھوٹ کے اس سمندر میں گھل کر ختم ہو جائے۔اللہ کی سنت یہی ہے کہ پاکیزہ خون ضرور رنگ لاتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہو کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے"۔ (البقرۃ:۱۵۴)

اے شہید! تیرے ذریعے اللہ نے حق کی جبین کو تاابدالآباد بلند کیا

اور اب تو تُو ایک پرچم کی طرح ہماری صفوں کے لیے ایک علامت بنا رہے گا

سالاروں کا قائد بن کر قربانیوں کی مثال بن کر

اور ہم کبھی یہ بات نہ بھولیں گے

کہ تو نے ہی ہمیں سکھلائی موت کے منہ میں بھی مومن کی مسکراہٹ

پس اے پاکستان میں بسنے والے مجاہدو! اے قربانیاں دینے کے باوجود آگے بڑھتے چلے جانے والے شیرو! اے شہادت کے طالبو! حوروں کے عاشقو! انسان کو موت تو ایک ہی دفعہ آتی ہے پس شہادت کے اس باغ میں کود پڑو جس کا دروازہ اللہ نے تمہاری سرزمین پر کھول دیا ہے۔اور یوں ڈٹ کر کھڑے ہو جاؤ کہ اللہ تم سے راضی ہو جائے۔اٹھو اور سب مل کر اس مرتد، مفسد، طاغوت کو مٹا ڈالو۔اس کے لادین (سیکولر) طاغوتی نظام کو گرادو۔ اس کی احمق فوج کے قلعوں اس کے ناپاک جاسوسی اداروں کی کمین گاہوں اور اس کی جاہلی حکومت کے مراکز کو تباہ کردو۔اور اپنے پڑوسیوں یعنی افغانستان کے خوددار لوگوں کی اقتدا کرو جنھوں نے اپنے ثبات، عزیمت، صبر کی قوت اور اپنے رب پر سچے توکل کے ذریعے اپنی زمین کو جابر و متکبر سلطنتوں کا ایسا مقبرہ بنا دیا ہے کہ جو بھی یہاں گھستا ہے۔ذلیل و رسوا ہو کر شکست و ہزیمت کا دھبہ چہرے پر لگوا کر یہاں سے نکلتا ہے۔اور اس کے تمام ذلیل کٹھ پتلی آلہ کار بھی اس کے ساتھ ہی جلا ڈالے جاتے ہیں۔

پس اے اہلِ پاکستان تم بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کرو۔جان لو کہ اہلِ پاکستان کو جو قیمت اس مرتد حکومت کے سامنے ہتھیار ڈالنے اس کی پیروی کرنے اور اس کے سامنے سر جھکانے کی صورت میں مجبوراً ادا کرنا پڑے گی وہ اس قیمت سے کئی گنا زیادہ ہے جسے وہ برضا و رغبت ادا کر کے یہاں کے باسی حقیقی عزت پا سکتے ہیں۔یعنی ایک ایسے نظام کے تحت زندگی جہاں دین کا کلمہ بلند ہو، شریعت حاکم ہو، عقیدہ محفوظ ہو اور تمام انسانوں کی غلامی سے آزاد ہو کر تنہا ایک اللہ کی غلامی اختیار کی جا سکے۔

حق کبھی عزت کی بھیک مانگنے سے قائم نہیں ہوتا، نہ ہی ذلت کے ساتھ جھکنے سے اپنے حقوق ملتے ہیں اور نہ ہی ظلم کا خاتمہ کبھی سفارشوں سے ہو پاتا ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ پانے کے لیے شیروں کے سے عزائم، آسمان کو چھوتی ہمتیں، سنجیدہ جدوجہد اور پیہم قربانیاں درکار ہوں گی مشکلات کو ہلکا جاننا ہوگا اور خطرات سے بے پرواہونا ہوگا۔

لوگوں کو ان کے عزم و ہمت کے بقدر ہی ان پر مشکلات آتی ہیں

اور مرتبے، عزت مندوں کو اُن کے ظرف کے مطابق ہی ملتے ہیں

چھوٹوں کی نگاہ میں ان کا چھوٹا سا مسئلہ بھی بہت بڑا بن جاتا ہے

اور بڑوں کی نگاہ میں ان کے بڑے بڑے مسائل بھی چھوٹے ہو جاتے ہیں

آپ کے لیے ان سب باتوں سے بہتر اور نفع بخش اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

"تم ہلکے ہو یا بوجھل، نکل آؤ اور اللہ کے رستے میں مال اور جان سے لڑو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو"۔(التوبۃ:۴۱)

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان شہدا کی شہادتیں قبول کرے۔علیّین میں ان کے درجات بلند کرے۔ہمارے قیدی بھائی بہنوں کو رہائی اور تکلیف میں مبتلا لوگوں کو نجات دے۔ زخمیوں اور بیماروں کو شفا دے۔ان کے اہل و عیال کو خصوصی صبر عطا کرے۔اور ان سب کو بلا حساب ثواب دے۔بلاشبہ وہ ربِ کریم و وہاب ہے۔

و آخر دعوانا عن الحمد للہ رب العٰلمین

☆☆☆☆☆

"مسلمانوں کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ حقیقی اسلام اور "رینڈ کارپوریشن" کے متعارف کرائے گئے "اسلام" میں فرق کر سکیں، اور اپنے دشمن کو پہچان سکیں۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ رب تعالیٰ کے دین کو بدلنے والی ہر سازش کو ناکام بنا دیں"۔

شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

وانا آپریشن کے بارے میں پاکستان کے علما کا متفقہ فتویٰ

یہ وہ تاریخی فتویٰ ہے جس کی بنیاد پر صلیب کی محافظ فوج نے لال مسجد کے فرزندوں کو اپنے مذموم مقاصد کی راہ میں حائل جانا اور اُنہیں اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے شہید کر دیا...یہ فتویٰ کئی فوجیوں کو ارتداد سے ایمان کی طرف لانے کا باعث بنا...اس فتوے کے مندرجات آج بھی وزیرستان، سوات، اورکزئی، مہمند اور پاکستان بھر میں مجاہدین کے ساتھ جنگ لڑنے والے فوجی اور پولیس ملازمین کو 'دعوتِ فکر' دے رہے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امریکہ کے شدید دباؤ کی وجہ سے پاکستان کے فوجی وانا میں مجاہدین اور دیگر عوام کے خلاف دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر آپریشن کر رہے ہیں اور مزاحمت کرنے والے معصوم مسلمانوں کو گرفتار اور قتل کر رہے ہیں۔ دریں حالات علمائے کرام درج ذیل سوالات کے جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں:

سوال نمبر ۱: یہ کہ پاکستانی افواج کا اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف کارروائی کر کے ان کو گرفتار کرنا یا ان کو قتل کرنا یا کرانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۲: کیا حاکمِ وقت اگر کسی بے گناہ کے قتل یا گرفتار کرنے کا حکم اپنی رعایا یا اپنی فوج کو دے تو کیا اس حکم کی تعمیل ضروری ہے یا نہیں؟ کیا ایسی صورت میں پاکستانی فوج کے لیے اس قسم کی کارروائیوں میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۳: مذکورہ صورت میں جو فوجی آپریشن میں شریک ہیں تو ان کی موت کیسی موت ہے؟ آیا شہید ہیں یا حرام موت مارے جائیں گے؟ ایسی موت کی صورت میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھانا یا اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ٤: ان مجاہدین اور دیگر معصوم مسلمانوں، جن پر جنگ زبردستی مسلط کی گئی ہے ان کے مارے جانے کا کیا حکم ہے؟

کرنل (ریٹائرڈ) محمود الحسن

جواب:

الجواب باسم ملہم الصواب

(۱) موجودہ حالات میں پاکستانی فوج کا وانا (وزیرستان) میں مجاہدین اور ان کے حامی مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر کارروائی کر کے ان کو گرفتار کرنا یا ان کو قتل کرنا، کرانا قرآن وسنت کی صریح نصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام اور سخت گناہ ہے، خواہ یہ کارروائی امریکہ کے شدید دباؤ کی وجہ سے ہو یا بغیر دباؤ کے ہو، دونوں صورتوں میں کافروں کو خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی، خواہ وہ ان کو شہید کرنے کی صورت میں ہو یا ان کو گرفتار کر کے کسی کافر کے حوالے کرنے کی صورت میں، متعدد آیات واحادیثِ مبارکہ اور عباراتِ فقہاء کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے۔ ان صریح آیات کی پیشِ نظر شریعت نے کسی مسلمان کے لیے کسی دوسرے مسلمان کے خلاف کارروائی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ نیز اگر مسلمانوں کو یہ اندیشہ بھی ہو کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہیں مانا تو غیر مسلم خود ہمیں قتل کر ڈالیں گے یا کسی شدید نقصان میں مبتلا کر دیں گے تب بھی ان کا یہ مطالبہ ماننا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں۔

(۲) حاکمِ وقت کے کسی ایسے حکم کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا جو شریعت کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں، حرام ہے۔ لہٰذا حاکمِ وقت اگر کسی بے گناہ کے قتل یا گرفتار کرنے کا اپنی رعایا یا اپنی فوج کو حکم دے تو اس حکم کی تعمیل ہرگز جائز نہیں۔ وانا میں مسلمانوں کے خلاف حکومتی کارروائی چونکہ شریعت کے خلاف ہے اس لیے فوج کے لیے اس کارروائی میں شریک ہونا جائز نہیں۔ لہٰذا مسلمان فوجیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف اس قسم کی کسی بھی کارروائی میں شریک ہونے سے انکار کر دیں ورنہ وہ بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(۳) مذکورہ صورت میں حاکمِ وقت یا کمانڈر کے خلافِ شرع حکم پر عمل کرتے ہوئے جو فوجی اس کارروائی میں شریک ہوگا تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور اگر اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ ہرگز شہید نہیں کہلائے گا۔ جہاں تک ایسے لوگوں کی موت واقع ہونے کی صورت میں نمازِ جنازہ پڑھانے اور اس میں لوگوں کے شریک ہونے کا تعلق ہے تو ایک مسلمان کی غیرت، حمیت اور دینی جذبے کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی نمازِ جنازہ میں بھی کوئی شریک نہ ہو اور نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کوئی آگے ہو۔

(٤) ایسے تمام افراد جو ان ظالمانہ فوجی کارروائیوں میں مارے جائیں چونکہ شرعاً وہ معصوم اور بے گناہ ہیں لہٰذا شرعاً وہ شہید ہوں گے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ:

(۱) وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء: ۹۳)

"رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے"

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ (الممتحنہ: ۱)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو، حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس کو ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں"۔

(۳) بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء:۱۳۹،۱۳۸)

اور جو منافق اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں انہیں یہ مژدہ سنادو کہ ان کے لیے دردناک سزا تیار ہے۔کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔

(٤) وفی الحدیث عن البراء ﷺ بن عازب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لزوال الدنیا وما فیھا اھون عند اللہ تعالیٰ من قتل مؤمن ولو ان اھل السمٰوٰت واھل الارض اشترکوا فی دم مؤمن لادخلھم اللہ تعالیٰ النار (روح المعانی، جلد: ۳، ص: ۱۱٦)

حدیث میں حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ: دنیاومافیہاکاتباہ ہونااللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کے قتل کیے جانے سے زیادہ ہلکی بات ہے۔اگر آسمانوں اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تواللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں پھینک دے گا

(٥) عن ابن عمر ﷺ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ(الی عدوہ)الخ (متفق علیہ، ریاض الصالحین: ۱۰۸)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اسے اس کے دشمن کے حوالے کرتا ہے...

(٦) وفی احکام القرآن للجصاص(۴۰٦/۲) وھذا یدل علی انہ غیر جائزللمومنین الاستنصار بالکفار علی غیرھم من الکفار اذ کانوا متی غلبوا کان حکم الکفر ھوالغالب

احکام القرآن للجصاص میں درج ہے کہ: یہ بات دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کے لیے کافر دشمنوں کے مقابلے میں دیگر کافروں کی مدد طلب کرنا ایسی حالت میں جائز نہیں جب (یہ معلوم ہو کہ) فتح یاب ہونے کی صورت میں کافروں کی حکومت غالب آجائے گی)

(٧) عن ابن عمر ﷺ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ حتی مالم یؤمر بمعصیۃ فان امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ (بخاری، جلد:۱ص: ۴۱۵)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور ماننا ضروری ہے خواہ اس کی بات اسے پسند ہو یا ناپسند ہو، بشرطیکہ وہ کسی نافرمانی کا حکم نہ دے۔پس اگر وہ معصیت کا حکم دے تو نہ بات سنی جائے، نہ مانی

(۹) وفی شرح السیر جلد:۳،ص:۲۴۲:وان قالوا لھم قاتلوا معنا المسلمین والاقتلناکم لم یسعھم القتال مع المسلمین لان ذلك حرام لعینہ فلا یجوز الاقدام علیہ بسبب تحدید بالقتل کما لو قال لہ اقتل ھذا المسلم والاقتلتك۔

شرح السیر میں عبارت اس طرح ہے: جب کفار کہیں کہ "ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے"،تو مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ کفار سے مل کر مسلمانوں کو قتل کریں اس لیے کہ یہ حرام لعینہ (بالذات حرام) ہے، چنانچہ قتل کی دھمکی کے باوجود اس قسم کا اقدام حرام ہے... بالکل اسی طرح جیسے یہ جائز نہیں کہ اگر کسی مسلمان فرد کو دھمکی دی جائے کہ "فلاں مسلمان کو قتل کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا"اور وہ عملاً ایسا کر گزرے

(۱۰) وکذٰلك من . . . عدا علی قوم ظلما فقتلوہ لایکون شھیدا لانہ ظلم نفسہ۔ (بدائع، جلد: ۲ص: ٦٦)

اسی طرح...وہ شخص جس نے کسی گروہ کے خلاف ظالمانہ طور پر چڑھائی کی اور ان لوگوں نے اس (حملہ آور) شخص کو قتل کر ڈالا تو وہ (مقتول) شہید نہیں کہلائے گا کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے مرا

(۱۱) ومن قتل مدافعا عن نفسہ اومالہ اوعن المسلمین او اھل الذمۃ بایّ آلۃ قتل، بحدید اوحجراو خشب فھو شھید، کذا فی محیط السرخسی (ہندیہ، جلد:۱، ص:۱٦۸)

جو شخص اپنی جان، مال، مسلمانوں یا اہلِ ذمہ کا دفاع کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے، خواہ وہ کسی بھی آلۂ قتل ...لوہے پتھر، لکڑی وغیرہ ...سے قتل ہوا ہو

واللہ اعلم بالصواب

عبدالدیان عفااللہ عنہ

دارالافتاء، مرکزی جامع لال مسجد (اسلام آباد)

اس فتوے پر پاکستان بھر کے مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ۵۰۰ سے زائد مفتیانِ عظّام، علمائے کرام اور شیوخ الحدیث کے دستخط ثبت ہیں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے صرف چند علما کے نام و دستخط ذیل میں دیے جا رہے ہیں:

(۱) مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، شیخ الحدیث جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۲) مولانا ظہور الحق صاحب، مدیر دار العلوم معارف القرآن، مدنی مسجد، حسن ابدال۔

(۳) مولانا عبد السلام صاحب، شیخ الحدیث اشاعت القرآن، حضرو، اٹک۔

(٤) قاری چمن محمد، مدرس اشاعت القرآن، حضرو۔

(۵) مفتی سیف اللہ حقانی صاحب، رئیس دار الافتاء، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔

(٦) مولانا عبد الرحیم صاحب، خطیب جامع مسجد ۳۳، جنوبی سرگودھا۔

(۷) فتح محمد صاحب، مدیر جامعہ صدیقیہ، واہ کینٹ۔

(۸) مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر صاحب، مہتمم جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۹) مفتی حمید اللہ جان صاحب، جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

(۱۰) مفتی شیر محمد صاحب۔

(۱۱) مفتی زکریا صاحب، دار الافتاء جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

(۱۲) مولانا محمد اسحاق صاحب، مہتمم مدرسہ تدریس القرآن وخطیب مرکزی جامع لالہ رخ، واہ کینٹ۔

(۱۳) مولانا عبد القیوم حقانی صاحب، مہتمم جامعہ ابوہریرہؓ زڑہ میانہ، نوشہرہ۔

(۱۴) مفتی حبیب اللہ صاحب۔ دار الافتاء والارشاد ناظم آباد، کراچی۔

(۱۵) مولانا محمد صدیق صاحب، مہتمم جامعہ تعلیم القرآن مدنی مسجد، لائق علی چوک، واہ کینٹ۔

(۱۶) مولانا عبد المعبود صاحب، جامع مسجد پھولوں والی، رحمن پورہ، راولپنڈی

(۱۷) قاری سعید الرحمٰن صاحب، مدیر جامعہ اسلامیہ صدر، راولپنڈی۔

(۱۸) قاضی عبد الرشید صاحب، مہتمم دار العلوم جامعہ فاروقیہ، دھمیال کیمپ، راولپنڈی۔

(۱۹) مولانا محمد صدیق اخونزادہ صاحب۔

(۲۰) مفتی ریاض احمد صاحب، دار الافتاء دار العلوم تعلیم القرآن، راجہ بازار، راولپنڈی۔

(۲۱) مولانا محمد عبد الکریم صاحب، مدیر جامعہ قاسمیہ، ایف سیون فور، اسلام آباد۔

(۲۲) مفتی محمد اسماعیل طورو صاحب، دار الافتاء جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی۔

(۲۳) مولانا محمد شریف ہزاروی صاحب، خطیب جامع مسجد دار الاسلام، جی سکس ٹو، اسلام آباد۔

(۲۴) مولانا فیض الرحمٰن عثمانی صاحب، رئیس ادارۂ علوم اسلامیہ، سترہ میل، بہارہ کہو، اسلام آباد۔

(۲۵) مولانا عبد اللہ حقانی صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ وجامعہ خدیجۃ الکبریٰؓ، اسلام آباد۔

(۲۶) مولانا محمود الحسن طیب صاحب، مفتی مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ۔

(۲۷) مولانا محمد بشیر سیالکوٹی صاحب، مدیر معہد اللغۃ العربیۃ ومدیر بیت العلم، اسلام آباد۔

(۲۸) مولانا وحید قاسمی صاحب، جنرل سیکرٹری عالمی مجلس ختم نبوت ومدیر مدرسہ فاروقیہ، اسلام آباد۔

(۲۹) مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ، شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔

(۳۰) مولانا مفتی مختار الدین صاحب، کربوغہ شریف، خلیفۂ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔

(۳۱) مولانا فضل محمد صاحب، استاد الحدیث جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۳۲) مولانا سعید اللہ شاہ صاحب۔ استاد الحدیث۔

(۳۳) مولانا سبحان اللہ صاحب، مفتی جامعہ امداد العلوم، صدر، پشاور۔

(۳۴) مولانا محمد قاسم ابن مولانا محمد امیر بجلی گھر، پشاور۔

(۳۵) مفتی غلام الرحمٰن صاحب، رئیس دار الافتاء جامعہ عثمانیہ، صدر، پشاور۔

(۳٦) مولانا مفتی سید قمر صاحب، دار الافتاء دار العلوم سرحد، دار العلوم آسیا گیٹ، پشاور۔

(۳۷) مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ، شاھو وام، ہنگو۔

(۳۸) مولانا شیخ الحدیث محمد عبد اللہ صاحب۔

(۳۹) مفتی دین اظہر صاحب۔

(۴۰) مولانا مفتی عبد الحمید دین پوری صاحبؒ۔

(۴۱) مفتی ابو بکر سعید الرحمٰن صاحب۔

(۴۲) مفتی محمد شفیق عارف صاحب۔

(۴۳) مفتی انعام الحق صاحب۔

(٤٤) مفتی عبد القادر، جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۴۵) مولانا سید سلیمان بنوری صاحب، نائب مہتمم جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۴٦) مفتی جمال احمد صاحب، دار العلوم فیصل آباد۔

(۴۷) مولانا محمد زاہد صاحب، جامعہ امدادیہ، فیصل آباد۔

(۴۸) پیر سیف اللہ خالد صاحب، مدیر جامعہ المنظور الاسلامیہ، لاہور۔

(۴۹) مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، مفتی جامعہ المنظور الاسلامیہ، لاہور۔

(۵۰) مولانا احمد علی صاحب مدرسہ الحسنین، گرین ایریا، فیصل آباد۔

(۵۱) مفتی محمد عیسیٰ صاحب، دار العلوم اسلامیہ، کامران بلاک، لاہور۔

(۵۲) مولانا رشید احمد علوی صاحب، مدیر دار العلوم اسلامیہ۔

(۵۳) قاضی حمید اللہ صاحبؒ، مرکزی جامع مسجد شیرا ں والا باغ، گوجرانوالہ

(۵۴)مولانا فخر الدین صاحب، جامعہ اشرف العلوم، گوجرانوالہ۔

(۵۵)مفتی عبد الدیان صاحب، مفتی مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد۔

(۵۶)مفتی محمد فاروق صاحب، رئیس دار الافتاء جامعہ فریدیہ، اسلام آباد۔

(۵۷)مولانا محمد عبد العزیز صاحب، خطیب مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد۔

(۵۸)مفتی سیف الدین صاحب، جامعہ محمدیہ، ایف سکس فور، اسلام آباد۔

مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کا فتویٰ:

اگر کسی فوجی کو ''ایک مسلمان کے قتل''اور ''پھانسی یا کورٹ مارشل'' کے درمیان (کسی ایک چیز کے اختیار کرنے کا) فیصلہ کرنا پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ کے قانون میں اس کے لیے اخروی لحاظ سے آسان، سہولت دہ اور جائز یہی ہے کہ وہ اپنے لیے ''کورٹ مارشل'' اور ''تختۂ دار'' کا راستہ اختیار کرلے۔

کوہاٹ کے مفتیان کا فتویٰ:

''شریعت کی رو سے مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے فوجی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں اور ان کا مرنا حرام موت ہے اور ان کا حکم ''قطاع الطریق''، یعنی راہزن اور ڈاکو کا ہے۔ نمازِ جنازہ کے لیے جو حکم راہزن اور ڈاکو کا ہے وہی ان کا ہے''۔

دار العلوم اکوڑہ خٹک کے مفتیانِ کرام کا فتویٰ:

''فقہ کی معتبر اور مشہور کتب در مختار ورد مختار میں ہے کہ عصبی (جو وطن یا قوم کی عصبیت میں لڑتا ہوا مارا جائے) پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی جائے گی''۔

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: اسلامی موسم بہار

2۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی اہم خصوصیات کیا ہیں؟

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی اہم خصوصیات یہ ہیں کہ شریعت کی حاکمیت ہو، اور جس کو بھی شریعت کی حاکمیت کی طرف بلایا جائے، اس کے لیے سمع و اطاعت واجب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی عملی صورت ہے:

''جب مومنین کو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان (مومنین) کا کہنا یہ ہوتا ہے ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔

ایسی ''خلافت''، جس کے کارپرداز ان کو جب شریعت کی حاکمیت کی طرف بلایا جائے اور وہ اس سے فرار کا راستہ اختیار کریں تو علما نے اس بات پر متفق ہیں کہ یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تو بیعت کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

جماعت قاعدۃ الجہاد کی جانب سے خائن پاکستانی فوج کی جانب سے مجاہدین مہاجرین کے اہل خانہ کو گرفتار کرنے کی بابت بیان

بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وآلہ وصحبہ ومن والاہ

جماعت قاعدۃ الجہاد اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ پاکستانی خائن حکومت (اور فوج) نے امریکی استخباراتی (خفیہ) اداروں کے حکم پر تقریباً ڈیڑھ سال سے درج ذیل خاندانوں کو گرفتار کر رکھا ہے۔

۱۔ محترمہ سمیہ مروان سالم زوجہ شہید عدنان شُکری جمعہ رحمہ اللہ کو اُن کے بچوں سمیت جنوبی وزیرستان میں پاکستانی فوج کی جانب سے اُن کے گھر پر چھاپہ مار کارروائی میں گرفتار کیا گیا۔

۲۔ محترمہ فاطمہ ایمن الظواہری زوجہ شہید ابی بصیر الاردنی رحمہ اللہ' کو ان کے ۷ بچوں سمیت پاکستان سے گرفتار کیا گیا، جب وہ وزیرستان میں مسلسل ڈرون حملوں کے بعد نقل مکانی کر رہی تھیں۔

۳۔ محترمہ امیمہ ایمن الظواہری زوجہ شہید ابی دجانہ پاشا رحمہ اللہ' ان کے ۵ بچوں سمیت پاکستان سے گرفتار کیا گیا، جب وہ وزیرستان میں مسلسل ڈرون حملوں کے بعد نقل مکانی کر رہی تھیں۔

پاکستانی فوج نے ان کمزور خواتین اور بچوں کو اپنے امریکی آقاؤں کے حکم پر قید کر رکھا ہے اور ان کی رہائی سے متعلق تمام درمیانی واسطوں سے کی گئی کوششیں ناکام رہی ہے۔ ہم خائن پاکستانی حکومت، اس کی فوج اور ان کے آقا امریکیوں کو ان کی مجرمانہ کاروائیوں کا ذمہ دار گردانتے ہیں!

بے شک ہم اللہ کی مدد اور طاقت کے ساتھ پاکستانی حکومت، اس کی خائن فوج اور ان کے امریکی آقاؤں کو ان کے حد سے بڑھے جرائم کا مزہ چکھائیں گے

وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون

''اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ اُلٹتے ہیں!''

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

جماعة قاعدة الجهاد

رمضان ۱۴۳۷ھ/جون ۲۰۱۶ء

☆☆☆☆☆

وہ سانحہ جس نے سب کچھ بدل دیا!

حمزہ خان فدائی

مجھے آج بھی گرمیوں کے وہ دن یاد ہیں جب لال مسجد و جامعہ حفصہ میں ہماری بہنوں اور بھائیوں پر مسلسل آگ اور فاسفورس برسائی جارہی تھی اور میں آنکھوں میں آنسو اور دل میں شدتِ انتقام کے جذبات لیے سرکاری ٹی وی کی نشریات دیکھتے ہوئے کڑھ رہا تھا کہ کاش میرے پاس کوئی فدائی جیکٹ ہوتی تو میں ان ظالم فوجیوں کے اوپر جاکر پھٹ پڑتا... جبکہ اس وقت میری عمر فقط بارہ برس تھی۔ یہ پہلی بار تھا کہ فدائی حملے کی خواہش میرے دل میں جاگی اور وہ بھی اس فوج کے خلاف جس میں جانے کے لیے میں بچپن سے تڑپتا آیا تھا، جب میرا ہر خواب فوج کے نام تھا، میری زندگی کی تمام آرزوئیں (نا) پاک آرمی کے لیے تھیں، کبھی چشم تصور میں اپنے آپ کو پاکستانی فضائیہ کا طیارہ اڑاتے ہوئے دیکھتا تو کبھی فرنٹ لائن مورچوں پر بھارت کے خلاف جنگ کرتے ہوئے...فوج ہی میرا واحد سپنا تھی اور فوجی بننا ہی میری منزل! مگر کب اور کیسے یہ سب کچھ بدل گیا کہ آج سب سے بڑی خواہش اسی فوج کے خلاف لڑتے بھڑتے مرجانے کی ہے! مگر بچپن کی طرح راحتِ نفس کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لیے... مظلوموں کے دفاع کے لیے!

اگرچہ لال مسجد سانحہ ہماری ملی واسلامی غیرت پر بدنما داغ ہے جو ہمارے تمام جذباتی نعروں اور دعووں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا مگر ان مظلوم بہنوں اور بھائیوں کی عظیم الشان قربانیوں نے کئی خبثا کے چہروں سے نقاب اٹھا دیا... کئی گروہوں کی حقیقت واضح کر دی... انہی گروہوں میں سے ایک فوج بھی ہے جو اُسی 'رائل انڈین آرمی' کا تسلسل ہے جس کے ذریعے انگریز نے پورے اسلامی ہند پر قبضہ جمائے رکھا بلکہ انہی مقامی ہندی فوجیوں کی مدد سے وہ جنگ عظیم اول و دوم میں فاتح رہا... اسی فوج کے فکری و تنظیمی آباؤاجداد نے ہی صلیبیوں کو بیت المقدس اور بغداد فتح کر کے دیے...

اس فوج کا بھیانک چہرہ لال مسجد سانحے کے وقت ہی سامنے آیا...حالانکہ ان کے جرائم کی ایک طویل داستان دہائیوں سے رقم ہوتی چلی آرہی تھی... کشمیری مجاہدین کو دھوکہ یہ ۱۹۹۹ء کارگل جنگ میں ہی دے چکے تھے... یہ سیکورٹی ادارے ہزاروں علماو صلحا کا قتل، تحریک ختم نبوت میں ہی کر چکے تھے... قلات (موجودہ بلوچستان) کی اسلامی ریاست پر غاصبانہ قبضہ یہ ۱۹۴۸ء میں ہی کر چکے تھے... وزیرستان و قبائل پر بمباری کا آغاز بھی انہوں نے ۱۹۴۸ء میں ہی کر دیا تھا...امریکہ کی گود میں یہ ۷۰،۶۰ء کے عشروں میں ہی بیٹھ چکے تھے... غیر اسلامی و کفریہ مزاج شروع ہی سے ان کا خاصہ تھا...اسلام کے خلاف جنگ کا آغاز انہوں نے نائن الیون کے بعد ہی کر دیا تھا...مجاہدین و عامۃ المسلمین کی پکڑ دھکڑ، شہادتیں، تشدد وغیرہ کا سلسلہ بھی برسوں سے جاری تھا...

مگر پاکستانی مسلمانوں کے سامنے اس ادارے کا اصلی چہرہ جامعہ حفصہ اور اس کی ہزاروں طالبات کی شہادت کے بعد ہی سامنے آیا...اگر یہ قربانیاں نہ لگتیں تو شاید آج تک ہم اس مقدس گائے کو پوجتے آرہے ہوتے... نفاذ شریعت کی جدوجہد کی آرزوئیں پہلے آرزوئیں ہی تھیں مگر اس واقعے کے بعد اس آرزو نے منزل کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیے...اس سے قبل پاکستان میں نفاذ شریعت کے حصول کے لیے جان دینا اور جان لگانا ایک تصور ہی تھا، جس نے حقیقت کا روپ دھار لیا...ان کی مبارک قربانیوں نے جہادی میادین کو غیور نوجوانوں سے بھر دیا اور انہیں شریعت یا شہادت کا ایسا نعرہ مستانہ سکھایا جس نے طواغیت کے ایوان لرزا دیے...ان طلبہ کی شہادت نے مسلم امہ میں کٹنے مرنے کا وہ جذبہ پیدا کیا کہ جس کے بعد ہر تکلیف اٹھانا ان کے لیے گوارا تھا مگر اس مقصد سے پیچھے ہٹنا گوارا نہیں تھا!

تم کو دیکھا تو جذبے مچلنے لگے
ہم جگر آزمانے کے قابل ہوئے

> ان شہدا کی قربانیوں میں ایسی تاثیر تھی کہ جس نے وطن پرستی میں ڈوبے لوگوں کو خدا پرستی سکھلا دی ...ان کے جہاد میں وہ جذبہ تھا جس نے ہم ایسے بزدلوں کو بھی توانا کر دیا...ان کی شہادت ایسی دعوت تھی جو ہزاروں لاکھوں دلوں کو پلٹا گئی...جو نتائج دہائیوں کی دعوتی محنتوں سے بھی حاصل نہ ہوتے وہ شریعت یا شہادت کے اس مبارک معرکے کے چند دنوں میں حاصل ہو گئے...

پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سانحہ یا اگر یوں کہہ لیں کہ مسلمانوں کی تاریخ کے سب سے اندوہناک سانحوں میں سے ایک شہادتِ جامعہ حفصہ و لال مسجد ہے تو بے جا نہ ہوگا... اور یہ سانحہ ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہو گیا اور ہم دیکھتے رہ گئے، آخر کیوں؟؟؟ کیونکہ ہم آخر تک اس فوج کے حوالے سے خوش گمان رہے، کہ ہماری فوج...ہرگز نہیں! ہماری فوج ایسا ہرگز نہیں کر سکتی...یہ تو مسلمانانِ پاکستان کی محافظ فوج ہے! اور اس حوالے سے اس فوج کی تاریخ کو یکسر بھول گئے، یا ہم نے تاریخ کے اس بھیانک رُخ کو دیکھا ہی نہیں تھا...جب ''ہماری فوج'' بنگال میں عام مسلمانوں پر ظلم و سربریت کی وحشت ناک داستان رقم کر رہی

تھی تب بھی ہم اسے "پاک فوج" اور را کے ایجنٹوں کی لڑائی سمجھتے رہے... حالانکہ ان مظلوم بنگالی مسلمانوں کا کیا قصور تھا جن کی بہنوں، بیٹیوں کی حرمت کو ان ہوس کے پجاریوں نے پامال کر دیا؟ انہوں نے وزیرستان تا بلوچستان اور بنگال تا قبائل خونِ مسلم کے دریا بہا دیے مگر ہماری اس طاغوتی ادارے سے عقیدت ختم نہ ہوئی! وہی عقیدت اور محبت جو اسلام کے لیے ہونی چاہیے تھی اس کا حق دار یہ خائن ٹولہ ٹھہرا!...

نفاذ شریعت کی جدوجہد کی آرزوئیں پہلے آرزوئیں ہی تھیں مگر اس واقعے کے بعد اس آرزو نے منزل کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیے... اس سے قبل پاکستان میں نفاذ شریعت کے حصول کے لیے جان دینا اور جان لگانا ایک تصور ہی تھا، جس نے حقیقت کا روپ دھار لیا... ان کی مبارک قربانیوں نے جہادی میادین کو غیور نوجوانوں سے بھر دیا اور انہیں شریعت یا شہادت کا ایسا نعرہ مستانہ سکھایا جس نے طواغیت کے ایوان لرزا دیے...

ان حالات میں جب ہماری زمین کفر اور اہلِ کفر کی معاونت کے لیے استعمال ہو رہی تھی، سیاسی و عسکری ادارے اس خطے میں عالمی طواغیت کے مقامی غلاموں کا روپ دھار چکے تھے، شریعت کو مذاق اور شریعت کا نعرہ لگانے والوں کو عبرت کا نشان بنایا جا رہا تھا... تو اس وقت اللہ نے ان معصوم طلبہ و طالبات کو ہماری غیرت جگانے کے لیے فرعونیت کے سامنے کھڑا کیا... اگرچہ اس مرحلے کو بھی ان ننھے طلبہ و طالبات کو فرعونِ وقت نے کُچل کر اور لال مسجد و جامعہ حفصہ کو نابود کر کے بظاہر "ناکام مہم "میں بدل دیا اور آگے کے مراحل میں بھی یہ قوم بحیثیت مجموعی "طاغوت کے انکار" کی جرأت اپنے اندر پیدا نہ کر سکی!... لیکن ایک راستہ معین ہو گیا، اہلِ بصیرت وبصارت کے سامنے ایک واضح راہ عمل عیاں ہو گئی۔ "سحر ٹوٹا خدا خدا کر کے" کے مصداق امت کے غداروں کی صفوف بھی واضح ہوئیں...

ایک وہ وقت تھا کہ جب (نا) پاک آرمی کی گاڑیوں کے لوگ ٹائر چوما کرتے تھے اور پھولوں کے ہاروں سے لادا کرتے تھے... پھر یہ وقت بھی آیا کہ ان فوجی گاڑیوں کو بموں سے اڑایا جانا مظلوم مسلمانوں کی فرحت کا سامان بننے لگا... پہلے جن کے لیے جانیں حاضر تھیں پھر انہی کی جانیں لی جانے لگیں... یہ سب کچھ پہلے جیسا تو نہ تھا!... یقیناً بہت کچھ بدل گیا تھا!... مکر و فریب کی تاریکیاں کم ہوئیں اور سچ کے اجالے چھانے لگے... مگر ابھی بھی فتح کا سورج طلوع نہیں ہوا... کیونکہ اب باری ہے ہماری آزمائش کی، ہمارے امتحان کی!... لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے شہدا اپنی آخرت تو بنا گئے اور کیا خوب بنا گئے... مگر اب ہمارے لیے راہ متعین کر گئے!... اور جس کسی نے بھی اس راستے پر چلنا ہے اسی طریق عمل کو اختیار کر کے چلنا ہو گا... کیونکہ اس سے کم ہر گز منظور نہیں... اور طریق عمل کیا ہے؟؟؟ شریعت یا شہادت!

ان شہدا کی قربانیوں میں ایسی تاثیر تھی کہ جس نے وطن پرستی میں ڈوبے لوگوں کو خدا پرستی سکھلا دی... ان کے جہاد میں وہ جذبہ تھا جس نے ہم ایسے بزدلوں کو بھی توانا کر دیا... ان کی شہادت ایسی دعوت تھی جو ہزاروں لاکھوں دلوں کو پلٹا گئی... جو نتائج دہائیوں کی دعوتی محنتوں سے بھی حاصل نہ ہوتے وہ شریعت یا شہادت کے اس مبارک معرکے کے چند دنوں میں حاصل ہو گئے! خود میری فکری و نظریاتی آبیاری میں بھی میرے ان شہید بھائیوں بہنوں کی قربانیوں کا ہاتھ ہے، اور صرف میں نہیں بلکہ لاکھوں، کروڑوں مسلمان کئی حوالوں سے ان مبارک شہدا کے احسان مند اور رہینِ منت ہیں اور رہیں گے... ان کی شہادتوں نے ہمیں سر اٹھا کر چلنے کا حوصلہ دیا اور یقیناً ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہی تھا کہ ہم ایسی قوم کو جینے مرنے کا ڈھنگ سکھلا گئے!...

اب ہمارے سامنے راستے کھلے ہیں، منزل بھی واضح ہے! بس ہمت کر کے قدم اٹھانا ہمارا کام ہے... پاکستان میں نفاذِ شریعت کی تحریک کا سارا تمام تر سہرا ان شہدا کے سر سجتا ہے اور یقیناً آج اس مقصد کے لیے لگنے والی ہر قربانی میں ان کا پورا پورا حصہ ہے... اللہ ہم سب کو ان شہدا کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

آخر میں اپنے بھائیوں اور اپنے دل سے یہی کہوں گا ہے کہ شریعت یا شہادت کا یہ مبارک راستہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے شہدا کا راستہ ہے... اس راستے کی آزمائشوں سے گھبرا کر اسے چھوڑ دینا شہدا کے خون سے غداری کے مترادف ہے...۔ ظالم کا ظلم اور غالیوں کا غلو ہمیں اپنے راستے سے ہر گز نہیں روک سکتا جب تک کہ ہم اللہ سے کیے گئے اپنے وعدے میں سچے ہوں... ہمارے آئیڈیل تو لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے شہدا ہیں... ہم تو شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ، امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہدؒ اور شہید امیر المومنین ملا اختر منصورؒ کے روحانی وارث ہیں... جس طرح حکومتی رِٹ کے نام پر امت پر ظلم کرنے والوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اسی طرح جہاد کے نام پر عام مسلمانوں کا لہو بہانے والوں سے بھی کوئی رشتہ نہیں!... ہمیں ایسے تمام گروہوں اور افراد سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے صلیبی مغربیوں اور ان کے مقامی پاکستانی وافغانی حواریوں سے جہاد جاری رکھنا ہے... ان شاءاللہ!

☆☆☆☆☆

مجرمین جامعہ حفصہ کا پیچھا کیجیے!

عثمان یوسف

''آپریشن سائلنس'' ختم ہو چکا تھا، فوجی چھاؤنی میں قائم سی ایم ایچ میں پاگل اور ابنارمل فوجیوں کا علاج جاری تھا...ایک فوجی نے قیامت کا سا سماں بنایا ہوا تھا، اس کی چیخیں سب کے لیے عذاب بنی ہوئیں تھیں...وہ چیخ چیخ کر کہتا تھا ''یہ بچیاں مجھے مار دیں گی''... مگر وہاں کوئی بچیاں نہیں تھیں، جو کسی کو نظر آتی...اس سے جب پوچھا گیا کون سی بچیاں؟ تو اس نے بتایا ''لال مسجد آپریشن میں جب میں تاک تاک کر نشانہ لے رہا تھا اور معصوم طالبات پر کسی ماہر نشانہ باز کی طرح گولیاں برسا رہا تھا تو میرے ٹارگٹ پر دو بچیاں آئیں''... ''ہائے! معصوم بچیاں مار دیں گی مجھے، بچالو مجھے!''...اس پر دوبارہ ہذیانی کیفیت طاری ہو گئی اور دوبارہ چیخنا چلانا شروع ہو گیا...جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو پھر بولنے لگا ''چھوٹی بچی جس کی عمر آٹھ نو سال ہو گی، بڑی بچی جس کی عمر گیارہ بارہ سال ہو گی، وہ کلام پاک ہاتھ میں لیے بیٹھی اس کی تلاوت میں مصروف تھی، اندھا دھند فائرنگ اور گولیوں کی بوچھاڑ میں چھوٹی بچی بھاگی کہ اپنی بڑی بہن کی اوٹ لے لے...جب دونوں کے سر برابر ہوئے اور بڑی بچی نے مجھے دیکھا، وہ مسکرائی اور میں نے ٹریگر دبا دیا!... گولی دونوں کا سر چیرتی ہوئی گزر گئی!... اب وہ لڑکیاں مجھے مارتی ہیں میرے گرد گھومتی ہیں اور میرا گلا دباتی ہیں''...آخر کار اس فوجی کو زہر کا ٹیکہ لگا کر واصل جہنم کر دیا گیا ایسے نجانے کتنے واصل جہنم ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے...

''شریعت یا شہادت'' کی آواز کو ''آپریشن سائلنس'' کی گھن گرج میں دبانے والوں نے اپنے تئیں تو دبا ہی دیا تھا، جب سات دنوں تک مسلسل اس صدا کو بلند کرنے والوں پر قیامتیں توڑی گئیں...لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر ''خاموشی کے وار'' ہوئے، ہزاروں طلبہ و طالبات فاسفورس بموں کا نشانہ اس حال میں بنے کہ اُن کی ارواح تو خلد بریں کو سدھار گئیں لیکن جسم و جان کو قربان کر کے شریعت اسلامیہ کے نفاذ کی ایسی جدوجہد کی بنیاد ڈال گئیں جو اُن کے مطہر خون کی برکت سے کامیابی کے مراحل کو طے کرتی چلی جا رہی ہے!

حقیقت یہ ہے کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ سے بلند ہونے والی ''شریعت یا شہادت'' کی پکار اس خطے میں نفاذ شریعت کی پہلی صدا ہے جو خون دے کر عام کی گئی! اور خونِ شہدا کی فطرت میں تو اللہ تعالیٰ نے سدا سے پھلنا پھولنا اور برگ و بار لانا لکھا ہے! اسی وجہ سے آج سات سال گزر گئے، لیکن صدائے ''شریعت یا شہادت'' دبنے کی بجائے توانا تر ہوتی چلی جا رہی ہے! جابرِ وقت نے عجب نخوت و گھمنڈ میں کہا تھا ''باہر آ جاؤ! ورنہ میں یہاں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ مارے جاؤ گے!''... وہ بھلا ''مارے گئے''؟...آج تو فیصلہ کرنا زیادہ آسان ہو چکا ہے! لمحہ لمحہ کون مر رہا ہے اور حیاتِ جاوداں کون پا گیا؟ کون بزدل ہے جو ''ڈرتا ورتا کسی سے نہیں'' کی بڑھکیں مارتا تھا لیکن وقت آنے پر دنیا کے ایک ادنیٰ عدالتی کٹہرے میں کھڑے ہونے سے بھی تھر تھر کانپتا رہا اور مہینوں ''بیماری کا لبادہ اوڑھے'' فوجی ہسپتال میں دُبکا بیٹھا رہا بالآخر بزدلی اور بے حمیتی کا استعارہ بن کر فرار ہو جاتا ہے...اس رزیل کے مقابلے میں جرات و عزیمت والے کون ٹھہرے! وہ جو بلا خوف جانوں سے گزر کر اپنے ربِ اعلیٰ کے دربار میں پیش ہو گئے! جو اس بات کو جان گئے تھے کہ اُس کے راستے میں اُن کے جسم و روح کا تعلق ٹوٹے گا تبھی اُن کا رب راضی ہو گا! یہی رضائے رب ہی تو تھی جو اُنہیں فاسفورس بموں سے پگھلنے کے باوجود اپنے رب کے راستے سے ذرہ برابر ہٹا نہ سکی! اُنہوں نے اس حقیقت کو پا لیا تھا کہ ''بچا بچا کر نہیں رکھنا بلکہ لٹا دینا ہے!'' بقول اقبال مرحوم:

> ؎ تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
> کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

وہ تو اُدھڑے جسم، پگھلے وجود اور شکستہ اعضا لے کر اُس ''آئینہ ساز'' کے ہاں جا پہنچے! پھر ''وہاں'' جو اکرام ہوا ہو گا، جو نوازشات اور مراتب اعلیٰ مقدر ہوں گے، جس رضا اور خوش نودی کے مقام کو پایا ہو گا...یہ سب ''مگر تیرے تصور سے فزوں تر ہے وہ نظارہ'' کے مصداق ہے! لیکن اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں لٹ جانے اور کٹ جانے والوں کے برسر حق ہونے کی نشانیاں یہاں بھی کسی نہ کسی صورت دکھا دیتے ہیں! لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے شہدا کی قبروں سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبوئیں! ننھے منے شہید حفاظ کی قبروں سے سنائی دیتی تلاوت قرآن کی مدھم و لطیف آوازیں! غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ کا بعد از شہادت مسکراتا اور خوشیاں مناتا چہرہ! یہ مظاہر اور کرامات 'کیا اہل حق کی پہچان کروانے کو کافی نہیں؟؟؟

پھر یہ بھی کیا ہوا کہ شریعت یا شہادت کا نعرہ بظاہر تو جامعہ حفصہ کی منہدم عمارت کے نیچے دبا دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس صدا کو اہل ایمان کے دلوں کی صدا بنا دیا...آج اس ملک کی گلی گلی اور چپے چپے پر اس نعرے کو لگانے اور اس صدا کو بلند کرنے والے اسے زمرہ ہائے 'نعرہ جات' سے نکال کر عملی نظام کی شکل میں نافذ کرنے کے لیے وزیرستان سے کراچی تک برسرپیکار ہیں! جامعہ حفصہ نہ رہی تو کیا ہوا! ہماری بہنوں کا مطہر خون اس تحریک کی بنیادوں میں گھر کر گیا، یہ پہاڑوں جیسا غم اپنی جگہ لیکن اسی خون نے ان بنیادوں کو ایسا مضبوط کر دیا ہے کہ ''آپریشن سائلنس'' سے ''ضرب کذب'' تک ہر آزمائش کے بعد اس تحریک میں مزید نکھار آتا چلا جا رہا ہے! واقعی کیا خوب کہا کہ

> ''شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں!''

آج نو سال بعد جہاں اپنی شہید ہو جانے والی بہنوں اور بھائیوں کے خون کا بہت سا قرض ہمارے کندھوں پر ہے وہیں اپنی اُن سیکڑوں بہنوں کی تار تار عزتوں کو بدلہ لینا بھی فرض ہے جو ''آپریشن سائلنس'' کے بعد غائب کر دی گئیں اور نظام پاکستان کے خبیث خاکی کارندوں کے خفیہ عقوبت خانوں میں آج تک قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر رہی ہیں! اپنی ایک ایک بہن کے ایک ایک مجرم کو نہ چھوڑیں گے اور نا ہی کسی طرح کا رحم کریں گے! اکابر مجرمین کی نشان دہی پہلے بھی کی جاتی رہی ہے، ان سطور میں یاد دہانی اور ان اہداف کو اذہان میں تازہ رکھنے کی غرض سے اکابر مجرمینِ جامعہ حفصہ کی فہرست دی جا رہی ہے! ان مجرمین کے علاوہ اس وقت کی حکومت میں موجود ہر وزیر، مشیر، خاکی وردی میں ملبوس ہر فوجی افسر اور جوان اور سول بیورو کریسی میں موجود ہر افسر' مجاہدین کا اولین ہدف ہونا چاہیے... ان میں سے کوئی خواہ ریٹائر ہو گیا ہو یا اپنی ''خدمات'' کے ذریعے نظام سے تا حال منسلک ہو، وہ بہر حال ہمارے ہدف پر ہونا چاہیے!

> اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں لٹ جانے اور کٹ جانے والوں کے بر سر حق ہونے کی نشانیاں یہاں بھی کسی نہ کسی صورت دکھا دیتے ہیں! لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے شہدا کی قبور سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبوئیں! ننھے منے شہید حفاظ کی قبروں سے سنائی دیتی تلاوت قرآن کی مدھم ولطیف آوازیں! غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ کا بعد از شہادت مسکراتا اور خوشیاں مناتا چہرہ! یہ مظاہر اور کرامات' کیا اہل حق کی پہچان کروانے کو کافی نہیں؟؟؟

پرویز مشرف، شوکت عزیز، اشفاق پرویز کیانی (ڈی جی آئی ایس آئی)، طارق مجید (کور کمانڈر راولپنڈی)، شجاع پاشا (ڈی جی ملٹری آپریشنز)، ندیم اعجاز (ڈی جی ملٹری انٹیلی جنس)، وحید ارشد (ڈی جی آئی ایس پی آر)، طارق پرویز (ڈی جی 'ایف آئی اے)، بریگیڈیئر اعجاز شاہ (آئی بی چیف)، کمال شاہ (سیکرٹری داخلہ)، ڈاکٹر سید اظہر حسن ندیم (آئی جی پنجاب پولیس)، افتخار احمد (آئی جی اسلام آباد پولیس)، شجاعت حسین، خورشید قصوری (وزیر خارجہ)، آفتاب احمد شیر پاؤ (وزیر داخلہ)، محمد علی درانی (وزیر اطلاعات)، پرویز الٰہی، خالد مقبول (گورنر پنجاب)، اعجاز الحق، شیخ رشید، فیصل صالح حیات، جاوید اشرف قاضی، جہانگیر ترین، اویس لغاری، غلام سرور، مشاہد حسین، ہمایوں اختر، شہباز حسین، وصی ظفر، بابر غوری، فاروق ستار، طارق عظیم، ریاض پیرزادہ، زاہد حامد، وسیم سجاد، ایس ایم ظفر، امیر حسین، میاں محمد سومرو......

ان بے ایمان وبے حمیت سیاسی مداریوں اور شریعت دشمن ذرائع ابلاغ کا علاج اللہ تعالیٰ نے ''لوہے'' میں ہی رکھا ہے! حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی ہلکی سی چنگاری بھی جس دل میں جل رہی ہو، اُس کے لیے ماہ جولائی کے ابتدائی ایام آتے ہی نو سال پرانے زخم پھر سے تازہ ہو جاتے ہیں... بے بسی کے وہ ایام اور معصوم بچوں کے سات دن تک فاقوں میں رہنے کے بعد جنت کے باغوں کو سدھارنا یاد آتا ہے تو دلوں میں اس متعفن اور طاغوتی نظام سے عداوت، بیر اور نفرت کے بھڑکتے شعلے' الاؤ میں تبدیل ہونے لگتے ہیں...

اے پاکستان کے مسلمانو! ان 'زخموں' کو مندمل مت ہونے دیجیے گا! اگر وہ [لال مسجد و جامعہ حفصہ کے شہدا] جسم وجاں پر گھاؤ کھا کر اپنے رب کی اعلیٰ جنتوں کے ابدی مکین بن سکتے ہیں تو میں اور آپ بھی ان چرکوں کو قلب وروح پر سہہ کر اور اعداء اللہ سے ان کا قرار واقعی انتقام لے کر ہی رب کے حضور سرخ روئی سے سرفراز ہو سکتے ہیں! ان زخموں کی ''تازگی'' ایمان کی بڑھوتری کا باعث ہے، اور یہی جذبہً ایمانی' دشمنانِ دین کے خلاف ہمارا واحد ہتھیار ہے! اپنے ہتھیار کو ان دشمنوں کے سینوں پر آزماتے رہیے اور اپنی بہنوں کے بدلے اتارتے رہیے! تاکہ قیامت کے دن اُن میں سے کوئی بھی بہن اٹھ کر ہمارے خلاف کھڑی نہ ہو اور ہمیں اس فرض سے غفلت برتنے پر گریبان سے پکڑ کر اللہ کے دربار میں مجرموں کی صفوں میں نہ دھکیل دے... اعاذنا اللہ من ذالک

☆☆☆☆☆

> ''وزیرستان، پاکستان اور افغانستان کی جنگ قبائلیت، نسلیت، زمین کے ٹکڑے، ایک براعظم یا ایک ملک کی جنگ نہیں۔ یہ تو ایمان اور کفر کی جنگ ہے۔ یہ جنگ وطن پرستی کی جنگ نہیں بلکہ اسلام اور ایمان کی جنگ ہے اور یہ جنگ ہے شریعت کی مفرور افواج اور اس کی معاون ومددگار اس سیکولر وطن پرستی کے خلاف! بلکہ جب تو جنگ ہے دنیا کے تمام کمزوروں اور مظلوموں کی مجرموں کے خلاف! یہ جنگ ہے آزادی، عزت، عظمت، انصاف اور خود مختاری کی غلامی، ذلت، ظلم اور اسیری کے خلاف... یہ تو جنگ ہے اسلام کی عزت کی یہود ونصاریٰ کے سازشیوں سے بھیک مانگنے کے خلاف... تمام مسلمانوں کو یہ جان لینا چاہیے! اُنہیں سمجھ لینا چاہیے کہ یہ بہادر مجاہدین جو پاکستانی فوج کو وزیرستان میں اور امریکی ونیٹو افواج کو افغانستان میں ضربیں لگا رہے ہیں' وہ صرف اسلام کی عزت اور مسلمانوں کی عظمت کا دفاع کر رہے ہیں''۔
>
> شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

سانحہ لال مسجد کے نو سال!

حذیفہ خالد

سانحہ لال مسجد کو نو سال مکمل ہوئے...اس عرصہ میں پاکستان میں بہت کچھ بدل گیا...وہ لوگ جو لال مسجد سانحے کی ذمہ داری پرویز مشرف کے غلط فیصلوں پر ڈال کر پاکستانی افواج کو بری الذمہ قرار دینے پر تلے ہوئے تھے آج ان کی زبانیں گنگ ہیں کیونکہ جن جرائم کی کھلم کھلا ابتدا پرویز مشرف نے کی، کیانی سے ہوتے ہوئے آج راحیل شریف کے دور میں پچھلے تمام ریکارڈ توڑے جا رہے ہیں...اسلام دشمنی کی حدوں کو عبور کرتے ہوئے ایسے کون سے اقدام رہ گئے تھے جو موجودہ حکومت اور اس کی پشت پر موجود فوج نے نہ کیے ہوں...اگر اب بھی کوئی یہ سمجھے کہ یہ پالیسی اور اسلام دشمنی صرف چند جرنیلوں اور شخصیات تک محدود ہے اور ان کے ہٹ جانے سے معاملات سدھر جائیں گے تو ایسا سوچنا کسی دیوانے کا خواب ہی ہو سکتا ہے...سچ پوچھئے تو لال مسجد سانحہ کے وقت سے لے کر ایک عرصے تک دجالی میڈیا کے پھیلائے گئے پروپیگنڈے اور شکوک و شبہات نے نہ صرف عام عوام بلکہ دینی سوچ اور فکر کے حامل ذہنوں کو بھی ماؤف رکھا لیکن بالآخر اس دھند نے چھٹنا ہی تھا...

لال مسجد کی تحریک کے خلاف کیے گئے پروپیگنڈہ کے جواب میں پہلی مدلل تحریر جو نظر سے گزری وہ ایک کتابچہ 'سانحہ لال مسجد ہم پر کیا گزری' تھا جو ام حسان صاحبہ کی تحریر تھی...بظاہر پاکستانی میڈیا نے حتی الامکان کوشش کی کہ تصویر کا ایک ہی رخ دکھایا جائے لیکن پھر بھی کبھی کبھار کوئی خبر، کوئی انٹرویو یا کوئی تحریر فوج اور حکومت کے پھیلائے گئے جھوٹ کے پردے چاک کرتی رہی...کچھ عرصہ قبل مولانا ابوالحسن ہزاروی صاحب کی کتاب 'جامعہ حفصہ کی کہانی طالبات کی زبانی' پڑھنے کا اتفاق ہوا... مصنف نے نہایت عرق ریزی سے تقریباً ہر تحریر کالم مضمون، خبروں اور اس کے علاوہ شہید ہونے والے طلبہ و طالبات کے حالات زندگی اور وصیتوں کو جمع کیا ہے...کتاب پڑھتے وقت بار بار آنسوؤں کا جاری ہونا کسی آزمائش سے کم نہ تھا اس لیے کتاب کا مطالعہ تنہائی میں ہی کرنا پڑا...

اس گئے گزرے دور میں لال مسجد و جامعہ حفصہ کے طلبہ و طالبات 'صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت کو زندہ کر کے ہمارے لیے ایسی مثالیں چھوڑ گئے اور عزیمتوں کی ایسی داستان رقم کر گئے جس سے ہر اہل ایمان شخص کے قلب کو حرارت ملتی رہے گی...پاکستان پر مسلط شیطانی نظام کے محافظین اور مددگاروں کے لیے آج تک لال مسجد کے طلبا و طالبات کی تحریک کسی ڈراؤنے خواب سے کم نہیں جو تواتر سے ان کا پیچھا کرتی ہے...

چند سال قبل حیدرآباد کے رہائشی ایک دوست کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کے اہل محلہ نے ایک مسجد کی تعمیر کے دوران فیصلہ کیا کہ مسجد کا رنگ لال مسجد سے مماثلت رکھتا ہو تاکہ لال مسجد والوں سے اپنی محبت کا اظہار کیا جا سکے...اس منصوبے کی بھنک کہیں سے علاقے میں موجود ایم کیو ایم کے غنڈوں کو ہو گئی جس پر پولیس والوں کی مدد سے مسجد کی تعمیر رکوائی گئی اور اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ مسجد کی تعمیر میں لال مسجد سے کسی بھی طرح کی مماثلت اختیار نہ کی جائے...

پاکستان میں موجود غیر ملکی فنڈز پر پلنے والی این جی اوز جو خواتین کو آزادی دلوانے کے لیے کوشاں رہتی ہیں ان کا معیار بھی عجیب ہے...ایک عورت اگر فحاشی کی دعوت دینے کے لیے گھر سے نکلے تو وہ ان تنظیموں کی آنکھ کا تارا بن جاتی ہے لیکن اگر جامعہ حفصہ کی طالبات معاشرے کو فحاشی سے پاک کرنے کے لیے صرف دعوتی مہم چلائیں تو یہ تنظیمیں کمر کستے ہوئے میدان میں کودتی ہیں اور حکومت کو یاد دلاتی ہیں کہ شدت پسندی کو فروغ دیا جا رہا ہے اور ریاست کی رٹ چیلنج ہو رہی ہے...

واضح رہے کہ اس دعوتی تحریک میں سی ڈیز سنٹر مالکان کو خطوط و پمفلٹ کے ذریعے ان کے مکروہ کاروبار کے معاشرے پر اثرات کو بیان کیا گیا...طلبا و طالبات کی دعوت سے متاثر ہو کر جن اشخاص نے آزادی اور اپنی مرضی سے اس کاروبار سے توبہ کی اور دوسرے لوگوں کی حوصلہ افزائی کے لیے خود لاکھوں روپے مالیت کی سی ڈیز نذر آتش کیں، شیطان کے پیروکاروں کو یہ بات کہاں ہضم ہو سکتی تھی...لہٰذا یہ عمل جس میں کسی طرح کی بھی زور زبردستی شامل نہیں تھی، اس کو ریاست کی رٹ چیلنج کرنا قرار دیا گیا جبکہ یہ تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وہ فریضہ تھا جس کے لیے قرآن و حدیث میں بار بار تاکید کی گئی ہے اور جس سے غفلت اور کوتاہی بدترین عذابوں کی وعیدیں دی گئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے...میری امت کے کچھ لوگ اپنی قبروں سے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں نکلیں گے (یہ وہ لوگ ہوں گے) جنھوں نے گناہ کرنے والوں کے ساتھ مداہنت سے کام لیا (ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی) اور نہی عن المنکر کرنے سے خاموش رہے، باوجود طاقت کے''...

[تفسیر الدر المنثور فی تاویل بالماثور الجز ۳، فی تفسیر سورہ المائدہ ۸۷، ۸۹]

ایک حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اولاً جو کمزوری رونما ہوئی یہ تھی کہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتا اور اس کہتا: اے بندۂ خدا! تو اللہ سے ڈر اور جو کام تو کر رہا ہے اس کو چھوڑ دے، یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے پھر دوسرے دن اس کو اسی حالت میں پاتا تو اس کو نہ روکتا بلکہ وہ اس کے ساتھ کھانے پینے میں شامل ہو جاتا، جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ پاک نے ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا...(یعنی ان کے دل زنگ آلود اور سخت ہو گئے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارشاد خداوندی ہے ''جو لوگ بنی اسرائیل میں

کافر ہوئے ان پر داؤد علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی...یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے بلاشبہ برا کرتے تھے تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں انہوں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے برا ہے (وہ یہ) کہ اللہ ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے اور اگر وہ اللہ پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے بلکہ ان میں اکثر بدکردار ہیں''...پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر گز نہیں خدا کی قسم تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو اور ظالم کے ہاتھ کو روکو اور اس حق بات پر آمادہ کرو اور اس پر پابندی کرو و گرنہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کے دلوں کو یکساں کردے گا پھر تم پر لعنت اتار دے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر لعنت کی...(ابوداؤد و ترمذی)۔

آج پاکستان میں سیاسی جماعتیں اپنے شیطان صفت رہ نماؤں کی ادنیٰ ترین گستاخیوں پر بھی پورے شہر کو جام کرنے اور یرغمال بنانے سے گریز نہیں کرتیں اور جس سے ریاست کی رٹ بھی چیلنج نہیں ہوتی لیکن اگر جامعہ حفصہ کی طالبات سات مسجدوں کی شہادت اور ۸۰ سے زائد مساجد کو سیکورٹی رسک قرار دے کر انہدام کے نوٹس دیے جانے کے جواب میں ایک لائبریری کو احتجاجاً یرغمال بناتی ہیں تاکہ مسئلہ کو ملکی سطح پر اٹھایا جاسکے اور مسجدوں کی شہادت رکوا کر شہید ہونے والی مساجد کی دوبارہ تعمیر کا مطالبہ منوایا جاسکے تو کیا یہ ایسا ناقابل معافی جرم تھا جس کی پاداش میں ان کو آگ و خون میں نہلا کر ان کی لاشوں کو قرآن و احادیث کے جلے ہوئے اوراق سمیت نالوں میں بہا دیا جائے...

کیا مساجد کی شہادت رکوانا صرف غازی عبدالرشید رحمہ اللہ، غازی عبدالعزیز اور جامعہ حفصہ کی طالبات کی ذمہ داری تھی؟ کلمہ کے نام پر وجود میں آنے والے ملک پاکستان میں اس بھولے وعدے شریعت کے نفاذ کی یاد دہانی کرانے سے ریاست کی رٹ چیلنج ہوگئی؟ اگر انصاف پسندی سے صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو گیارہ ستمبر کے بعد افغانستان پر امریکی حملوں نے جس طرح صلیبی ایجنٹوں کے نقاب کو نوچ پھینکا، لال مسجد کے سانحے نے بھی اسی طرح رہی سہی کسر پوری کی اور اس حقیقت کو واضح کیا کہ پاکستان میں شریعت کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ پاکستانی فوج ہی ہے...ملک ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جائے، معاشی دیوالیہ ہوتا ہے تو ہو جائے لیکن جس نظام کو عالمی استعماری طاقتوں نے دجال کی راہ ہموار کرنے کے لیے پاکستان میں مسلط کیا ہے، یہ نسل در نسل غلام ٹولہ اس کی حفاظت پر مر مٹنے کی قسم کھائے بیٹھا ہے...

شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہو جس دن اخبارات ایسی خبروں سے خالی ہوں، کہ ماں نے غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر بچوں سمیت زہر کھا کر خودکشی کرلی، اجتماعی زیادتی، چوری ڈکیتی، قتل و غارت گری غرض معاشرہ کسی جنگل سے کم نہیں لگتا...دوسری طرف ان مسائل کے حل اور مظالم کی روک تھام نہ تو حکومت اور سیکورٹی اداروں کی ترجیحات میں شامل ہے اور نہ ہی عدلیہ کا کردار اس ضمن میں تسلی بخش ہے...نتیجتاً جن حالات کا شکار آج پاکستانی عوام ہے وہ کسی عذاب سے کم نہیں...شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''یہ بدحالی اور عذاب جس طرح انفرادی سطح پر حق سے منہ پھیرنے والوں کا مقدر ہوتا ہے اسی طرح معاشروں اور حکومتوں کی سطح پر بھی اگر اسلامی شریعت سے اعراض و انحراف کیا جائے اور ہلاکت و بربادی اور اتباعِ نفس کی راہ اختیار کی جائے تو اس کا نتیجہ بھی تنگی و عذاب اور ذلت و انحطاط کی صورت میں ہی ظاہر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جب آپ آسمان و زمین کے خالق اور عالم الغیب جل جلالہ کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ کر لاعلم و جاہل انسان کے بنائے ہوئے قوانین و نظام رائج کرینگے تو زمین میں فساد ہی برپا ہو گا''...

(شمشیر بے نیام)

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ جس پاکیزہ مقصد کے حصول کی خاطر ہماری بہنوں نے وقت اے فرعونوں کے سامنے جھکنے کی بجائے شہادت کو ترجیح دی، شریعت یا شہادت کے اس عظیم مقصد اور اس کی دعوت کو عوام میں عام کیا جائے...یہ شیطانی نظام جو آج اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے، اور آج نہیں تو کل اس نے ٹوٹ کر بکھرنا ہی ہے اور اس کی جگہ اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام نے ہی لینی ہے تو کیا یہ مناسب نہیں کہ مستقبل کی اس یقینی فتح میں ہمارا ابھی حصہ شامل ہو جائے!!!

☆☆☆☆☆

مال غنیمت بعد از فتح لال مسجد و جامعہ حفصہ (۳تا۱۰ جولائی مشرف آپریشن)

جامعہ حفصہ آپریشن کے بعد ڈپٹی کمشنر اسلام آباد نے جامعہ کی طالبات سے کہا کہ جامعہ کی طالبات کی امانتیں سپورٹ کمپلیکس میں رکھی ہیں آ کر لے جائیں، جب طالبات وہاں پہنچی تو تباہ شدہ سامان پڑا تھا۔اس موقعہ پر ایک طالبہ نے حکومت سے کہا:

> ''جب حکومت نے جامعہ حفصہ فتح کیا ہے۔فوج وکٹری کا نشان بناتے ہوئے جامعہ کے کھنڈرات سے باہر آئی۔پرویز مشرف نے مبارکباد دی تو اصولی طور پر یہ سارا سامان مال غنیمت ہے۔اسے بہادر فوج میں تقسیم کرنا چاہیے جنہوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر لال قلعہ فتح کیا ہے۔مختصر لباس میں گھومنے والی ان کی بہنوں بیٹیوں اور بیویوں کو شائد ستر ڈھانپنے کو کوئی چادر مل جائے''۔
>
> ''کم از کم بچیوں کے خون آلود جوتے، کپڑے، چادریں، برقعے اور دوسرا سامان اپنے ڈرائنگ روم میں سجا کر رکھ سکتے ہیں تاکہ آنے والی نسلیں انہیں دیکھ کر اپنے اجداد کے اس عظیم کارنامے کو یاد رکھ سکیں۔جیسا کہ بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ کے میوزیم میں سجیلے جوانوں کے عظیم کارنامے محفوظ ہیں''۔

خاموش، خاموش، خاموش!

حافظ محمد محسن

ہم نے نو سال قبل لال مسجد و جامعہ حفصہ میں خوب مزے لے لے کر چن چن کر طلبا طالبات کا قتل عام کیا، وجہ یہ تھی کہ وہ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملکِ پاکستان میں شریعت کا نفاذ چاہتے تھے...اس لیے ان کا قتل عام کر کے ابلیس کو خوش کرنا تھا... لہٰذا خبردار! سب خاموش رہو، خاموش خاموش خاموش!!!

ہم نے نو سال قبل دارالحکومت اسلام آباد کی سات مساجد کو شہید کیا...ان میں سے کچھ ضیاءالحق کے دور کی بنی تھیں اور کچھ تو صدیوں پرانی تھیں...اس لیے ہمیں اور تو کوئی وجہ سمجھ نہ آئی بس ہم نے گلا پھاڑ پھاڑ کر شور ڈال دیا کہ غیر قانونی مساجد تعمیر کی گئیں ہیں اس لیے ان کو شہید کرنا ناگزیر ہو چکا ہے...اب وہ الگ بات ہے کہ صدیوں پرانی مساجد کس طرح غیر قانونی بنائی گئیں شاید اس وقت کے حکمران پاگل تھے جن کو غیر قانونی نہیں لگیں...اسی طرح ضیاءالحق، بینظیر اور نواز شریف نے اپنے دور حکومت میں چپ سادھے رکھی، وہ بھی پاگل تھے ...بس سمجھ تو ہمیں آئی! اس لیے ہم نے سات مساجد کو شہید کر دیا...بس کیا کریں امریکہ کو خوش کرنا تھا! ڈالر جو وصول کرنے تھے...اس لیے خبردار! سب خاموش رہو، خاموش خاموش خاموش!!!

ہم نے افغانستان میں ملا عمر کی قیادت میں قائم ہونے والی اسلامی حکومت کو بہت سمجھایا کہ اسلامی حکومت کو ختم کرو، اور اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دو اور چپ چاپ ڈالر کماؤ...لیکن ان پہ تو مسلمانی کا بھوت سوار تھا، اب دیکھو ناں! ملا عمر کہتا تھا میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ کسی مسلمان کو کافروں کے حوالے کروں! ظاہر ہے ہم تو ازل کے غیرت سے عاری تھے، رنگین مزاج، زانی شرابی تھے...اس لیے ملا عمر جیسے غیرت مند کو کیسے سمجھاتے...سو ہم نے مزید ڈالر وصول کرتے ہوئے افغانستان کی اسلامی حکومت کو ختم کروا دیا تاکہ ہماری غداری سب پر واضح ہو جائے! اس لیے خبردار! سب خاموش ہو جاؤ، خاموش خاموش خاموش!!!

☆☆☆☆☆

ہم نے ۲۰۰۱ء میں ایسی گھٹیا حرکت کی کہ ساری دنیا دنگ رہ گئی...طالبان کے پاکستان میں سفیر ملا عبدالسلام ضعیف کو زدوکوب کرتے ہوئے گرفتار کیا اور چند ہزار ڈالر وصول کر کے ان کو گوانتاناموجیل پہنچا دیا، ہم نے یہ گھٹیا حرکت صرف تاریخی ریکارڈ بنانے کے لیے کی، کہ اس سے قبل پوری تاریخ میں کسی نے اتنی گھٹیا حرکت کرنے کی جرات نہیں کی تھی لیکن ہم نے اس طرح بے حمیتی کی ایک تاریخ رقم کر دی...اس لیے خبردار! سب خاموش ہو جاؤ، خاموش خاموش خاموش!!!

کیا آپ نے کبھی سنا؟ کسی غیر مسلم یا مسلم ملک نے اپنی قوم کی کسی خاتون کو ڈالروں کے عوض فروخت کیا ہو؟ نہیں ناں! تو ہم نے یہ ''سنہرا کارنامہ'' سرانجام دیا...ہم نے پاکستان کی اپنی ہی اسلام پسند اعلیٰ تعلیم یافتہ بیٹی "ڈاکٹر عافیہ کو پکڑا اور پانچ ہزار ڈالر کے عوض امریکہ کو فروخت کر دیا، تاکہ ہماری گندی فطرت سب پہ عیاں ہو جائے...اس لیے خبردار! سب خاموش ہو جاؤ، خاموش خاموش خاموش!

کیا کوئی ملک اپنے ہی بے گناہ شہریوں کو سڑکوں پر گولیوں سے بھونتا ہے؟ نہیں ناں! لیکن ہم نے کراچی میں پچاس وکلا کو زندہ جلوا ڈالا، بڑے تیس مار خاں سمجھتے تھے خود کو چوہدری افتخار کا سپورٹر بن کر، ہم نے بھی تیس مار خاں سمجھ کر ان کو زندہ جلوا ڈالا اور ٹی وی پہ مکا لہراتے ہوئے قوم سے مخاطب ہو کر کہا دیکھا ہماری طاقت! ہماری اس حرکت پر تو شیطان بھی سر پیٹ کر رہ گیا تھا...اس لیے خبردار! سب خاموش ہو جاؤ...خاموش خاموش خاموش!

ہم نے سات سو پاکستانی پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیے اور خوب ڈالر کمائے، ہماری اس حرکت پر تو خود امریکی سر پیٹ کر رہ گئے تھے، یہ جو ایک امریکی پراسیکیوٹر نے کہا تھا پاکستانی ڈالر کے عوض اپنی ماں تک فروخت کر ڈالتے ہیں اس کی بات کو عملی جامہ پہنا کر ہم نے اپنا شیطانی اور دلالی چہرہ واضح کیا، اس لیے خبردار! سب خاموش ہو جاؤ...خاموش خاموش خاموش!

ہم نے امریکہ کے تلوے چاٹتے ہوئے اس حد تک جی حضوری کی کہ امریکہ کو پاکستان میں ڈرون حملوں کی اجازت دی، تاکہ بے گناہ پاکستانیوں کو قتل کر سکے، اب ایسی قبیح حرکت بھلا کسی ملک نے کی ہو گی؟ نہیں ناں! لیکن ہم نے سب کا ریکارڈ توڑ ڈالا، کیونکہ ہم غدار تھے، اس لیے خبردار! سب خاموش ہو جاؤ...خاموش خاموش خاموش!

منجانب:

آپ سب کے مجرم 'غدارِ دین، غدارِ انسانیت، ننگ ملت، ننگ دین، غدارِ وطن

پرویز مشرف اور اس کے حواری

''ایک مسلمان جو اپنے وطن کا دفاع کرتا ہے، جو جارحیت کو رد کرتا ہے، ایسا مسلمان جو اپنی زندگی شریعتِ محمدی کے مطابق گزارنا چاہتا ہے وہ ''شدت پسند'' ہے۔ اور ''معتدل مسلمان'' کہلانے کا حق دار صرف وہ ہے، جو امریکہ کو اپنی سرزمین پر جارحیت کی دعوت دے، جو انسان کے بنائے قوانین کے مطابق زندگی گزار کر خوش ہو، اور جو ظالم کے خلاف اپنے دفاع کے لئے درکار غیرت دینی سے مکمل عاری ہو''۔

شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

اُن سے جا ملو!

عبداللہ جعفر

یہ کیا ہے؟

ملبے کا ڈھیر!

یہاں پہلے کیا تھا؟

"لال مسجد"

یہ اس قدر لال کیوں ہے؟

یہاں خون گرا ہے

کس کا خون؟

حفاظِ قرآن کا، معلماتِ دین کا، برقعہ پوش بچیوں کا، علمائے حق کا....

یہ خون کس نے گرایا ہے؟

امریکی صدر کا کہنا ہے کہ یہ میرے دوستوں نے گرایا ہے،

برطانوی طاغوت کہتا ہے درست گرایا ہے،

نیٹو کا سربراہ کہتا ہے مزید گرنا چاہیے

خون تو سامنے کی سڑک پر بھی گرا ہے؟

وہ دوسرا خون ہے

وہ کس کا ہے؟

وردی والوں کا

وہ کیا چاہتے ہیں؟

جو امریکہ چاہتا ہے

امریکہ کیا چاہتا ہے؟

مساج سنٹر، قحبہ خانے، ویڈیو سنٹر، آغا خانی سکول، اور بہت کچھ!

کیا کچھ؟

خاندانی منصوبہ بندی (اور اسقاطِ حمل) کے مراکز، این جی اوز کے جال، ٹی وی و کیبل چینلز

انٹرنیٹ کلب، مخلوط تعلیم، میراتھن ریس!

امریکہ یہ سب کچھ کیوں چاہتا ہے؟

امریکہ کے دوستوں سے پوچھو

اس کے دوست کون ہیں؟

جو اس کی خاطر اپنی وردیاں لال کروا رہے ہیں

یہ وردی والے خون میں نہا کر کہاں جا رہے ہیں؟

کم از کم وہاں نہیں جا رہے جہاں وہ برقعہ پوش بچیاں شہید ہو کر جا رہی ہیں!

کیوں؟

یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے!

پھر وردی والے ایسا کیوں کرتے ہیں؟

آرڈر آرڈر ہوتا ہے!

آرڈر جہنم میں لے جائے تو؟

پھر بھی وہ آرڈر ہی رہتا ہے!

کیوں؟

بڑے کا آرڈر ہے

بڑا تو خدا ہے

وہ بھی بڑا ہے

کون؟

جو کہتا ہے انا ربکم الاعلیٰ

تو کیا یہ وردی والا حرام موت مرا ہے؟

مفتیانِ کرام سے پوچھو

مفتیانِ کرام تو قبروں میں چلے گئے

پھر جیو ٹی وی والوں سے فتویٰ لے لو

وہاں تو مذمتی بیان چل رہا ہے؟

کس کا؟

سیاست دان کا

کس کی مذمت میں؟

دونوں کی مذمت میں

کون دونوں؟

بُش کے دوستوں، دشمنوں دونوں کی مذمت میں

دوستوں کی مذمت کیوں؟

جمہوریت کا تقاضا ہے

دشمنوں کی مذمت کیوں؟

قانون کی پاس داری ضروری ہے

قانون تو انگریز کا ہے، کافروں کا ہے؟

قانون.... قانون ہوتا ہے، جیسے آرڈر.... آرڈر ہوتا ہے!

اچھا تو یہ سیاست دان حق کیوں بیان نہیں کرتے؟

ابھی زیرِ تربیت ہیں

کہاں؟

یو ایس ایڈ اور پلڈیٹ والوں کے ہاں

پھر مجاہدین کدھر ہیں؟

کشمیر کے سرد خانوں میں

طالبان کہاں گئے؟

تعذیب خانوں کی نذر ہو گئے

حق گو علما کہاں گئے؟

شامزئیؒ اور غازیؒ کدھر گئے؟

قبروں میں

ان کے جانشین کہاں کھو گئے؟

''لاپتہ'' ہیں

پتہ کہاں سے چلے گا؟

پنٹاگون سے

مسلمان کہاں ہیں؟

مسلمان کمزور ہیں!

کیا مسلمان کھانا کھاتے ہیں؟

جی ہاں!

پانی پیتے ہیں؟

جی ہاں!

ہل چلاتے ہیں؟

جی ہاں!

قرآن پڑھتے، پڑھاتے ہیں؟

جی ہاں!

پھر کیوں کمزور ہیں؟

جہاز نہیں ہیں، میزائل نہیں ہیں، دشمن مضبوط ہے

کیا دشمن کے پاس ایمان ہے؟

نہیں!

شوقِ شہادت ہے؟

نہیں!

شہیدی حملے کرنے والے ہیں؟

نہیں!

پھر دشمن کیسے مضبوط ہوا؟

ہم کمزور ہیں!

کیا کمزوری ہے؟

موت سے ڈر لگتا ہے!

اصل بات یہ ہے!

یہ ڈر کیسے دور ہو گا؟

جو موت سے نہیں ڈرتے، ان سے جا ملو!

☆☆☆☆☆

کور کمانڈرز نہیں! چور کمانڈرز!!!

افواجِ پاکستان اور اُس کے ماتحت اداروں کی زیرِ نگرانی چلنے والے کاروبار کی ایک جھلک

۱۔ پاکپتن اور اوکاڑہ میں گھوڑوں کے فارم ۲۔آرمی شوگر مل، بدین

۳۔ عسکری شوز ۴۔آرمی ویلفئیر میس ولبیولا گون ریسٹورانٹ، راولپنڈی

۵۔آرمی ویلفئیر ہاوسنگ سوسائیٹیز، لاہور، بڑابیر اور سنگجانی

۶۔ عسکری جنرل انشورنس ۷۔ عسکری ایوی ایشن لمیٹڈ، کراچی

۸ ۔ایم اے ایل پاکستان لیمٹڈ کراچی ۹۔ عسکری گارڈز، راولپنڈی

۱۰۔ عسکری سی این جی، راولپنڈی ۱۱۔ عسکری سیڈز

۱۲۔ عسکری انٹرپرائزز ۱۳۔ فوجی سیکورٹی سروسز

۱۴۔ عسکری اپیرلز ۱۵۔ عسکری لاگون، فیصل آباد

۱۶۔ فوجی سیریلز ۱۷۔ فاونڈیشن گیس ۱۸۔ فوجی فرٹیلائزرز

۱۹۔ فوجی سیمنٹ ۲۰۔ فوجی آئل ٹرمینل ۲۱۔ فوجی پاور

۲۲۔ فاونڈیشن پاور کمپنی ۲۳۔ عسکری سیمنٹ ۲۴۔ فاونڈیشن وِنڈ ایز جی

۲۵۔ نُون پاکستان ۲۶۔ عسکری میٹ ۲۷۔ فوجی میرین ٹرمینل

۲۸۔ شاہین ایرپورٹ سروسز ۲۹۔ شاہین ایرو ٹریڈرز

۳۰۔ شاہین نٹ وئیر ۳۱۔ شاہین کمپلکس

۳۲۔ شاہین میڈیکل سروسز ۳۳۔ پاک ایڈورٹائزنگ

۳۴۔ ایس اے پی ایس ۳۵۔ ائیر ایگل ۳۶۔ شاہین ویلفئیر ہاوسنگ پشاور

۳۷۔ ڈی ایچ اے وغیرہ وغیرہ

مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے روزنامہ 'ڈان' ۲۱ جولائی ۲۰۱۶ء

http://www.dawn.com/news/1272211/50-commercial-entities-being-run-by-armed-forces

غیرت کی داستان اور پہچان لال مسجد

کرڈالی ابرہہ نے ویران لال مسجد
بیٹوں سمیت ہو گئی قربان لال مسجد

سرکار نے تو کھینچا نقشہ مہیب تیرا
پہلے سے بڑھ کے ہو گئی ذی شان لال مسجد

ظلمت کی گھاٹیوں میں اقوام کا سہارا
آتی ہوئی سحر کا اعلان لال مسجد

متلاشیان حق کو صحیح سمت پر چلایا
کیسے بھلائیں تیرا احسان لال مسجد

قرآں کے ماسوا کوئی دستور تو نہ مانی
غیرت کی داستان اور پہچان لال مسجد

محمود کی جو صف ہوا ایاز ہو اسی میں
بھایا نہ شاہ کو تیرا فرمان لال مسجد

مزدور کو بھی تو نے سینے سے جب لگایا
سمجھے مقام تیرا دہقان لال مسجد

حفصہ کی بیٹیوں میں زندہ ہے دین تجھ سے
بہنوں کا بیٹیوں کا ارمان لال مسجد

احسان مند ہیں تیرے اسلام کے مجاہد
ان پاسبان حق کا دل جان لال مسجد

شہدائے دیں کا مدفن احیائے دیں کا مرکز
نور خدا کی تجھ پہ بارانِ لال مسجد

وسیم حجازی

....

شہیدوں کی یادیں بسی ہیں دلوں میں
وفائیں شہیدوں کی یاد آ رہی ہیں

ہوئے دین پہ قرباں لُٹا کر جوانی
ادائیں شہیدوں کی یاد آ رہی ہیں

اُحد کی فضا میں اعضا کٹ رہے ہیں
صدائیں صحابہؓ کی یاد آ رہی ہیں

عجب تھی مثالیں ثبات و صبر کی
جواب تک بھی دشمن کو دِہلا رہی ہیں

وہی جُراتیں اور عزیمت کی راہیں
ہمارے لہو کو وہ گرما رہی ہیں

تمنا ہے دل میں شہادت کی ہر دم
دعائیں سعیدوں کی یاد آ رہی ہیں

پرندوں کی صورت میں روحیں سبھی کی
تلے عرش رحمٰن وہ لہرا رہی ہیں

☆☆☆☆☆

رمزِ اکابر؛ حضرت مولانا مفتی عبید اللہ القاسمی علیہ الرحمہ کی رحلت

محمد مثنی حسان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید الأنبیا و المرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین و من اتبعھم بإحسان إلی یوم الدین، أما بعد

جمادی ثانیہ ۱۴۳۷ھ میں ہمارے استادِ محترم، یادگارِ سلف، رمزِ اکابر حضرت مولانا مفتی عبید اللہ قاسمی زندگی کے نوے سال سے زائد گزارنے کے بعد رحلت فرما گئے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون!

حضرت علیہ الرحمہ کی رحلت کی خبر نے آپ کی صحبت میں گزرے ایام کی یاد تازہ کر دی، اور دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان یادوں کو قرطاس پر منتقل کروں۔ ہمارے استادِ محترم 'حضرت مفتی محمد حسن امر تسری علیہ الرحمہ کے بیٹے تھے۔ مفتی محمد حسن امر تسری علیہ الرحمہ کے نام سے طبقہ علماوطلبہ بخوبی واقف ہے، تاہم ممکن ہے کہ بہت سے قارئین نہ جانتے ہوں تو بتاتا چلوں کہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن امر تسری علیہ الرحمہ 'حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے اجل خلفا میں سے تھے اور آپ نے اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات کو 'الکلام الحسن' کے نام سے جمع بھی کیا ہے جو ایک جلد میں مکتبہ اشرفیہ کی طرف سے مطبوعہ ہے۔ مفتی محمد حسن صاحبؒ ابتدا میں طبقۂ اہلِ حدیث سے تعلق رکھتے تھے، حتیٰ کہ جب آپ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت آپ علومِ دینیہ میں فارغ التحصیل تھے۔ البتہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے پر حضرت نے دورۂ حدیث کے لیے دوبارہ دار العلوم دیوبند بھجوایا اور آپ نے وہاں سے دوبارہ دورۂ حدیث کیا۔

دیکھیے؛ ہمارے خطے کے علما میں فروعی اختلافات کے سبب باہم منافرت نہ ہوا کرتی تھی۔ انہی مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ کے مولانا داود غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے جو خطے کے معروف اہلِ حدیث عالم گزرے ہیں۔[1]

جامعہ اشرفیہ کا اہتمام اور تدریس

قیامِ پاکستان کے بعد مفتی محمد حسن صاحب لاہور منتقل ہو گئے اور آپ نے یہاں 'جامعہ اشرفیہ' کی بنیاد رکھی۔ آپ کی وفات کے بعد اس مادرِ علمی کا اہتمام حضرت مفتی عبید اللہ صاحب کے سپرد ہو گیا۔ حضرت مفتی عبید اللہ صاحب اس مدرسے میں مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر و حدیث کی کتب پڑھاتے رہے، جب کہ آخری کئی سالوں سے آپ بس امام طحاوی رحمہ اللہ کی کتاب 'شرح معانی الآثار' پڑھایا کرتے تھے۔ ہمیں بھی آپ سے یہی کتاب پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ خود امام طحاویؒ نابغۂ روزگار، پھر آپ کی کتاب شرح معانی الآثار انتہائی نادر کتاب اور پھر حضرت مفتی صاحبؒ کا پڑھانے کا اسلوب سونے پر سہاگہ۔ بہت خوش اسلوبی سے ایک ایک مسئلہ، اس کی بابت اقوال و آرائے ائمہ اور ہر ایک کے متدلّات بیان فرماتے اور اس انداز میں امام طحاوی رحمہ اللہ کی روانی کے ساتھ طلبہ کو رواں رکھتے۔ ائمہ احناف پر قلتِ اعتناء بالحدیث کا جو الزام لگایا جاتا ہے، وہ شرح معانی الآثار کے پڑھنے اور حضرت مفتی صاحب کی تقریر سے طلبہ کے سامنے خوب خوب رفع ہو جاتا۔

چونکہ آخری کئی سالوں سے پیرانہ سالی کے باعث علالت کا شکار رہتے تھے لیکن جیسے جیسے افاقہ ہوتا درس دینے آیا کرتے تھے اور پوری کرشش کرتے تھے کہ جو نصاب ہے، وہ پورا کریں۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی تعلیم:

استادِ محترم مفتی عبید اللہ صاحبؒ نے ابتدائی کتب اپنے والد مفتی محمد حسن صاحبؒ سے ہی پڑھی تھیں۔ ایک دن دورانِ درس طلبہ نے اصرار کیا کہ آج پڑھائی کرنے کو جی نہیں چاہ رہا، بلکہ آپ کی باتیں سننے کا دل کر رہا ہے تو اپنے بارے میں بتائیے۔ طلبہ کا اصرار دیکھ کر مفتی صاحب بتانے لگے کہ جب ان کی عمر چودہ برس ہوئی اور اس وقت وہ درجہ سادسہ تک کی کتب اپنے والد صاحب سے پڑھ چکے تھے، والد صاحب نے دار العلوم دیوبند بھجوایا کہ وہاں داخلے کے لیے امتحان دوں۔

فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں پہنچا تو بہت سارے طلبہ موجود تھے۔ دار العلوم دیوبند میں طریقہ کار یہ تھا کہ وہاں داخلے کے وقت طالبِ علم نے جس درجے میں داخلہ لینا ہوتا تھا اس سے پچھلے درجوں کی کتب کا زبانی امتحان لیا جاتا تھا۔ چنانچہ مفتی صاحب جب گئے تو وہاں

---

[1] یہی نہیں، بلکہ یاد آیا کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ منقول ہے کہ حضرت کی خدمت میں ایک اہلِ حدیث بھی مرید ہو گئے۔ نماز کا وقت آیا تو ان اہلِ حدیث صاحب نے نماز میں رفع یدین نہ کیا تو حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے انھیں بلایا اور فرمایا کہ بھائی صاحب! اگر تو آپ کی تحقیق بدل گئی تو پھر تو آپ کا رفع یدین چھوڑنا ٹھیک ہے، لیکن اگر میری وجہ سے ایسا کیا تو کیوں مجھے گنہگار کرتے ہو، بلکہ اپنی تحقیق کے مطابق کرو۔ اسی طرح مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی مرتب کردہ 'سوانح قاسمی' میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور مولانا حسین احمد بٹالوی رحمہ اللہ کا ایک مناظرہ منقول ہے جو انتہائی خوشگوار ماحول میں ہوا۔ پھر یہی نہیں، حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی تحریک میں تو ہر طبقے کے افراد شامل رہے اور دینی جدوجہد میں شریک رہے۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اکابر علماء فروعی اختلافات کے باب میں کس درجے ایک دوسرے کی رعایت کرتے تھے اور انھیں تفرقے کا باعث نہ بناتے تھے۔ لیکن بعد میں دونوں طبقات میں ایسے افراد آ گئے جنھوں نے ان فروعی مسائل میں اختلاف کو تفرقے کی بنیاد بنا ڈالا اور باہم گتھم گتھا ہو گئے۔ کاش کہ وہ ان فروعی اختلافات میں باہمی تعلق محض علمی مناقشے اور مناظرے تک رکھتے، لیکن بات آگے بڑھا دی گئی۔ آج ایک طرف فروعی اختلافات میں تفرقہ ہے تو دوسری طرف قومی و وطنی بنیاد پر اتفاق کی ایسی دہائیوں ہیں جو اہل السنۃ والجماعۃ کی حدود سے ہی باہر نکلے جا رہے ہیں کہ روافض سے بھی اتحاد کی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ علمائے حق کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ کی حدود میں اتفاق کو یقینی بنائیں اور اس کے اندر تعصب کے نعروں کی بنیاد پر تفرقہ اور اس سے باہر جدید جاہلی نعروں کی بنیاد پر اتحاد سے خود بھی بچیں اور عوام الناس کو بھی بچائیں۔

دو اساتذہ امتحان لینے مقرر ہوگئے۔ ایک کا نام شاید انہوں نے ذکر نہیں کیا تھا یا مجھے بھول گیا، البتہ دوسرے استاد تھے مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ، دار العلوم دیوبند کے شیخ الأدب والفقہ۔ کہتے ہیں کہ مجھے وہاں موجود طلبہ نے بتایا کہ جو طالبِ علم امتحان کے لیے مولانا اعزاز علی صاحب کے پاس حاضر ہوگیا تو اس کی خیر نہیں، کیونکہ مولانا اعزاز علی صاحب امتحان لینے میں کافی سخت تھے، قریباً ہر کتاب سے ہی امتحان لیتے تھے۔ مفتی صاحب بتاتے ہیں کہ اتفاق سے میرا امتحان بھی مولانا اعزاز علی صاحب کے یہاں مقرر ٹھہرا۔ جیسے ہی میں مولانا صاحب کے پاس حاضر ہوا تو میری صغر سنی دیکھتے ہی کہنے لگے کہ آج کل طلبہ کو کیا ہوگیا کہ کتب پوری پڑھی نہیں ہوتیں کہ اگلے درجوں میں داخلہ لینے کے لیے آجاتے ہیں، اے لڑکے! تم نے بھی مجھے لگتا ہے کہ کتب پوری نہیں پڑھی ہیں اور آگئے ہو، اگر ایسا ہی ہے تو چلے جاؤ، اگلے سال آنا، ورنہ میں یہاں ہر ایک کتاب کا امتحان لوں گا۔ مولانا اعزاز علی صاحب کی بات سن کر میں نے کہا: میں نے کتب پڑھی ہیں، آپ امتحان لے لیجیے۔ مولانا اعزاز علی صاحب نے جب یہ سنا تو کہا کہ ٹھیک ہے، تیار ہو جاؤ۔ اس کے بعد مولانا اعزاز علی صاحب نے کئی کتب سے میرا امتحان لیا اور میں درست جوابات دیتا رہا۔ اتنے میں مولانا اعزاز علی صاحب نے 'تفسیرِ جلالین' کھولی، میں نے دیکھا کہ وہ بار بار اس کے شروع کے صفحات پلٹ رہے ہیں۔ ان کے پاس جو تفسیرِ جلالین موجود تھی، اس کے شروع کے تین صفحات نہیں تھے۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ آپ جس آیت کی بابت پوچھنا چاہ رہے ہیں، اس سے ملتا جلتا مسئلہ بائیسویں پارے کے آخر میں بھی موجود ہے۔ (دراصل مفتی صاحب سمجھ گئے تھے کہ مولانا اعزاز علی صاحب سورۂ بقرہ کی چھٹی آیت میں (أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ) کے حوالے سے امتحان لینا چاہ رہے ہیں جس میں تفسیرِ جلالین میں ہمزہ کی پانچ حالتوں کا ذکر ہے، لیکن مولانا اعزاز علی صاحب کے پاس موجود تفسیرِ جلالین میں سے وہ صفحہ غائب ہے، جبکہ یہی الفاظ سورہ یٰس میں بھی آئے ہیں اور اس کے تحت بھی تفسیر جلالین میں ہمزہ کی پانچ حالتیں مذکور ہیں)۔ مولانا اعزاز علی صاحب نے یہ سن کر ایک مرتبہ مفتی صاحب کو گھورا اور پھر فرمایا کہ بتاؤ۔ یوں یہ مرحلہ بھی طے ہوا اور ابھی تک آدھے گھنٹے کے قریب وقت گزر چکا تھا، حالانکہ مولانا صاحب نے باقی طلبہ سے دس منٹ سے زائد امتحان نہ لیا تھا۔ آخر میں مولانا اعزاز علی صاحب نے کتاب 'مقامات حریریہ' نکالی اور اس میں سے ایک صفحہ مجھے حل کرنے کو دیا۔ میں نے کافی دیر اس میں غور کیا لیکن حل نہیں کر پایا۔ میں نے کتاب یونہی انھیں واپس کر دی اور انھیں میں نے بتایا کہ دراصل میں نے مقامات حریریہ نہیں پڑھی ہے۔ یہ سنتے ہی مولانا اعزاز علی صاحب برس پڑے اور کہنے لگے کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ کتب پوری نہیں پڑھی ہوتیں اور آجاتے ہیں اگلے درجوں میں داخلے کے لیے۔ لہٰذا واپس گھر چلے جاؤ۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں کمرے سے باہر نکلا، باقی طلبہ نے پوچھا کہ کیا ماجرا ہوا؟ میں نے انھیں قصہ سنایا اور اسی دن کی ٹرین سے امرتسر واپسی کے لیے سوار ہوگیا۔ گھر پہنچا تو والد صاحب نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ کیوں واپس آگئے ہو۔ میں نے کہا کہ مجھے وہاں امتحان لینے والے مولانا اعزاز علی صاحب نے کہا ہے کہ کتب پوری نہیں پڑھی ہیں، واپس چلے جاؤ۔ اس پر والد صاحب نے پوچھا کہ سارا قصہ بتاؤ۔ میں نے انھیں سارا قصہ سنایا۔ والد صاحب نے سارا قصہ سنتے ہی مجھے فرمایا کہ اگلے دن کی ٹرین لو اور واپس دیوبند چلے جاؤ، تمہارا داخلہ ہوگیا ہے۔ میں نے والد صاحب سے کہا کہ کیسے ہوگیا جبکہ انھوں نے مجھ سے صاف کہہ دیا ہے۔ والد صاحب نے کہا کہ تم ضرور چلے جاؤ۔ چار و ناچار واپس اگلے دن دیوبند کے لیے نکل گیا۔ دار العلوم پہنچا تو امتحان میں کامیاب طلبہ کی فہرست لگ چکی تھی، کل پچاس (۵۰) نمبر کا امتحان تھا۔ میں نے ہچکچاتے ہوئے فہرست دیکھی کہ نجانے میرا نام کہاں ہے اور کتنے نمبر ہیں؟ تو کیا دیکھتا ہوں کہ سب سے پہلا نام عبید اللہ لکھا ہے اور اس کے آگے حاصل کردہ نمبر باون (۵۲) لکھے ہوئے ہیں۔ میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی اور اسی وقت والد صاحب کی بات یاد آئی کہ تمہارا داخلہ ہوگیا ہے۔

کاتبِ سطور کہتا ہے کہ اُس وقت دراصل علم کی صحیح قدر و قیمت تھی اور طلبہ کی استعداد دیکھی جاتی تھی، جس طالب علم میں استعداد ہوتی تھی تو اسے ضرور داخلہ ملتا تھا اور وہ آگے بڑھتا تھا۔ اس طریقہ امتحان کا یہ سب سے بڑا فائدہ تھا۔ جبکہ آج بارہا ایسے فاضلین مل جاتے ہیں جن کے پاس فراغت کی سند تو ہوتی ہے، لیکن انھیں عربی کی ایک عبارت تک پڑھنی نہیں آتی۔ ظاہر ہے کہ منصب مل گیا تاہم اہلیت نہیں تو اس کا مآلِ کار کیا ہوگا، خاص طور پر جب کہ معاملہ دین کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حالوں پر رحم فرمائے، آمین۔

یوں مفتی عبید اللہ صاحب نے حدیث کی کتب دار العلوم دیوبند میں پڑھیں۔ صحیح بخاری آپ نے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے پڑھی اور سنن ابی داود مذکورہ بالا شیخ الأدب والفقہ مولانا اعزاز علی صاحب سے پڑھی۔ ایک دن ہمارے ساتھ ایسا ہوا کہ جو طالب علم شرح معانی الآثار کی عبارت پڑھ رہا تھا، وہ بہت خراب عبارت پڑھ رہا تھا، یعنی اس کی لغت بہت کمزور تھی جس کی وجہ سے وہ غلطیاں کر رہا تھا۔ اس پر مفتی صاحب نے بہت ناگواری کا اظہار کیا۔ دراصل مفتی صاحب کو عبارت پڑھنے میں غلطی بالکل گوارا نہ ہوتی تھی، خود فرماتے تھے کہ دورۂ حدیث میں پہنچ جانے کے بعد عربی عبارت میں غلطی کی گنجائش نہیں نکلتی۔ خیر، اس دن جب طالبِ علم نے کئی غلطیاں کیں تو فرمایا کہ کوئی دوسرا طالبِ علم عبارت پڑھے، دوسرے نے پڑھی تو اس نے بھی غلطیاں کیں، یوں تیسرے سے چوتھے طالبِ علم پر بات چلی گئی۔ پھر مفتی صاحب بتانے لگے کہ ان کے دورۂ حدیث کے سال جب سنن ابی داود کا پہلا دن تھا تو مولانا اعزاز علی صاحب آئے، طالب علم نے عبارت پڑھنا شروع کی، ایک غلطی ہوگئی تو مولانا اعزاز علی صاحب نے فرمایا کہ کوئی اور پڑھے، یوں دوسرے، تیسرے سے ہو کر چوتھے نمبر پر میری باری آئی۔ میں نے جب

عبارت پڑھی تو مولانا اعزاز علی صاحب کو پسند آئی، انھوں نے نام پوچھا اور فرمایا کہ عبید اللہ! آئندہ تم ہی عبارت پڑھا کرو۔ اس کے بعد مولانا اعزاز علی صاحب کے درس میں سنن ابو داود کی قرات میں ہی کرتا تھا۔

یوں مفتی عبید اللہ صاحب نے کتبِ حدیث دارالعلوم دیوبند میں پڑھیں اور آپ اپنے طلبہ کو اجازتِ حدیث حضرت مدنی رحمہ اللہ کی سند سے دیتے تھے۔ یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ مفتی عبید اللہ صاحب کو بلا واسطہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے بھی تلمذ کا شرف حاصل تھا۔

حضرت مفتی صاحب کے شخصی اوصاف:

کسی بھی شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا مشکل بلکہ قریباً ناممکن ہے۔ پھر میری حیثیت تو ویسے بھی ان کے ایک ادنی طالبِ علم کی ہے جس نے کچھ وقت ان سے تلمذ کیا ہے۔ بس اس مختصر عرصے میں، میں نے ان کی جو شخصیت دیکھی، اسی حوالے سے یہاں ذکر کروں گا۔ حضرت مفتی صاحب کی شخصیت بلاشبہ کئی اوصاف کی جامع تھی، البتہ تین اوصاف کا ذکر میں خصوصیت سے کروں گا جو میں نے ان میں دیکھے، اور آج کے دور میں ان کا اتنے بڑے عالم میں پایا جانا اسلاف کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔ وہ تین اوصاف یہ تھے کہ ۱) آپ اپنے طلبہ پر کمال شفقت فرماتے، ۲) انتہائی تواضع کے حامل اور ۳) دنیا اور شہرت سے کنارہ کش رہنے والے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ شرح معانی الآثار میں کتابِ طہارت میں نجاستِ ماء کا باب چل رہا تھا اور سلسلہ احادیث میں حدیثِ قلتین کا ذکر آیا اور حضرت مفتی صاحب نے اس پر تقریر فرمائی اور اس تقریر میں حدیثِ قلتین کی تضعیف کے حوالے سے امام علی بن المدینی رحمہ اللہ کا قول بھی نقل کیا۔ جب درس کے بعد واپس جا رہے تھے تو راستے میں، میں نے اس قول کا مصدر دریافت کرنے کے لیے انھیں روکا اور ان سے گفتگو شروع کی۔ انھوں نے ٹھہر کر بہت شفقت سے میرا ہاتھ پکڑا اور تسلی سے مجھے جواب دیا۔ جتنی دیر گفتگو رہی، انھوں نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا۔ یہ ان کی شفقت تھی۔ پھر اسی واقعے میں آگے یہ ہوا کہ جب ہماری گفتگو ختم ہوئی اور میں نے دیکھا کہ اب ہمارا ہاتھ جدا ہو جائے گا تو میں نے جھٹ سے ان کا ہاتھ بلند کر کے چومنا چاہا، لیکن انھوں نے مجھ سے زیادہ سبک رفتاری سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور مجھے چومنے نہ دیا۔ ان کی یہ تواضع دیکھ کر مجھے بہت حیا بھی آئی اور دل میں ان کی عظمت بیٹھ گئی۔ اتنے علم اور اتنی منزلت کے ساتھ کسی عالم میں یہ تواضع بہت ہی نادر صفت ہے۔

پھر ایک دن درس کے بعد میں اور کچھ طلبہ دار الحدیث سے باہر آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور آپ سے گفتگو کرنے لگے۔ اس وقت ملک کی ایک دینی سیاسی جماعت کے جلسے ہو رہے تھے اور اساتذہ و طلبہ اس میں شریک ہو رہے تھے، ایک طالبِ علم نے حضرت مفتی صاحب سے فرمایا کہ آپ کیوں نہیں ان میں شریک ہوتے اور ان کے جلسوں وغیرہ کی صدارت کرتے (جب کہ انہی میں سے ایک جلسے کی صدارت آپ کے چھوٹے بھائی کر رہے تھے)۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب فرمانے لگے کہ میں اس طبیعت کا فرد نہیں ہوں، یہ جلسے اور شہرت وغیرہ کہاں اور میں کہاں؟ یہ فرماتے ہوئے آپ آبدیدہ ہو گئے اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

بلاشبہ ہم نے مفتی صاحب کو ایسا ہی پایا کہ آپ زندگی بھر شہرت سے دور رہے، خود جامعہ اشرفیہ کی نسبت سے عام لوگ ؛آپ کے دوسرے بھائیوں کو زیادہ جانتے ہیں، جب کہ آپ سے بہت کم لوگ واقف رہے۔

اللہ تعالیٰ استاذِ محترم کی مغفرتِ تام فرمائیں، آپ نے جو علمِ دین سے طلبہ کو بہرہ ور کیا، اس کے بدلے آپ کو فردوس میں بہترین مقام عطا فرمائیں اور سید الکونین آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائیں، آمین۔

علمائے کرام سے درخواست:

اس تذکرے کے آخر میں ضروری ہے کہ ایک بات میں علمائے دین کی خدمت میں عرض کروں۔

وہ بات یہ ہے کہ اس وقت فتنوں کا دور دورہ ہے۔ پوری دنیا میں سیکولرازم اور لبرل ازم کا نقارہ بج رہا ہے۔ خود مسلم دنیا میں مغرب کا عطا کردہ سیکولر نظام رائج ہے۔ اسی سیکولر نظام کو سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے اسلام سے ہم آہنگ ثابت کیا جا تا رہا ہے، حالانکہ جب تک یہ نظام رائج ہے، اسلام کا نفاذ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن و مستحیل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نظام میں دین 'اجتماعیت' کا موضوع ہی نہیں بنتا۔ لہٰذا ایسے میں علمائے امت کے سامنے دو ہی راہیں بچتی ہیں:

اول: استطاعت کے ہوتے ہوئے اس نظام کے انہدام کی راہ اپنائی جائے۔ اس نظام کا غیر اسلامی و کفری ہونا مسلمانوں کے سامنے واضح کیا جائے اور اس کے مقابلے میں اسلامی نظام یعنی دین و شریعت کے نفاذ کی بات کی جائے، جو زبان سے کر سکتا ہے، وہ زبان سے کرے اور جو ہاتھ سے کر سکتا ہے تو وہ ہاتھ سے کرے۔

دوم: جو مذکورہ بالا استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ اس نظام کو دل سے برا جانے اور اس نظام سے یکسر لاتعلق ہو جائے۔ اور اس بات کو خوب ملحوظ رکھے کہ کہیں اس کا کوئی قدم اس نظام کی تقویت کا باعث نہ بن جائے۔ کہیں وطن کی محبت یا ایسا کوئی دوسرا جذبہ اس نظام لادینی کو تقویت دلانے کا سبب نہ بن جائے۔ موجودہ وقت میں دین و شریعت کی نظر میں کوئی تیسرا راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ اور یہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا شرعی حکم ہے[2] جس کی ادائیگی کو اللہ تعالیٰ نے علمائے امت پر واجب کیا ہے۔

---

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے ہاتھ سے روک دے، جو کوئی اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو پھر زبان سے روکے، اور جو کوئی اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو پھر دل میں اسے برا جانے، اور یہ کمزور ترین ایمان ہے"۔ (مسلم)

ان دو راہوں میں سے پہلی راہ علمائے امت سے جرأت مانگتی ہے، حق کے لیے کھڑا ہونا مانگتی ہے اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل جہاد قرار دیا ہے[3]۔ لیکن ظاہر ہے کہ انسانی دنیا میں ہر انسان ایک سا نہیں ہوتا اور نہ ہر وقت حالات ایک سے ہوتے ہیں اور شریعت کے احکامات افراد اور حالات کے لحاظ سے متوجہ ہوتے ہیں۔ اس لیے جو کوئی جرأت نہ رکھتا ہو اور نہ اس کے حالات اسے اس کی اجازت دیتے ہوں تو دوسرا راستہ خلوت و کنارہ کشی کا ہے۔ اور اس کے لیے علما میں تواضع، زہد اور دنیا سے بے رغبتی کی صفات درکار ہیں۔

اس سے کم تر درجہ علما کو سزاوار نہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ مشکل یہی ہے کہ وہ بڑے علما، جنھیں اللہ تعالی نے ان کے علم کی بدولت ایک مقام عطا فرمایا ہے، انھیں مسلم خطوں پر مسلط اغیار کی غلام حکومتیں اپنے جبر سے مجبور کرتی ہیں کہ وہ ان کی تائید کرتے ہیں۔ ایسے میں خوش نصیب ہیں وہ علمائے امت جو یا تو حق بیان کرتے ہیں، ظالم کو ظالم کہتے ہیں، اسلام سے عاری حکمرانوں کی مخالفت کرتے ہیں اور اسی طرح خوش نصیب ہیں وہ علمائے امت جو اگر اس کا حوصلہ نہیں پاتے تو ان سب سے کنارہ کش ہو کر رہتے ہیں، ہر اس قول و عمل سے ڈرتے ہیں جس سے ان کی تائید ہو اور انھیں دل سے برا جانتے ہیں۔ لیکن وہ علما جو ان حکمرانوں اور ان کے محافظین کی کھلی تائید کرتے ہیں، یا کھلی تائید تو نہیں کرتے لیکن ان کے سامنے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور ان کے سامنے خود کو بے ضرر دکھاتے ہیں، تو یقیناً ان لوگوں سے منصبِ علم کی توہین سرزد ہوتی ہے اور انھی کی بدولت عام مسلمان غلط روش پر پڑتے ہیں۔

ملکِ پاکستان اس وقت نازک مرحلے سے گزر رہا ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر لیا گیا تھا، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام حضرت شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے تقسیمِ ہند کے وقت پاکستان بننے کی تائید محض اس بنیاد پر کی تھی کہ ایک علیحدہ ملک چاہیے جہاں دینِ اسلام کی بالادستی ہو، شریعت کے احکامات کا نفاذ ہو، کیونکہ استعمار کے زیرِ تسلط اور ہندوؤں کی حکومت کی صورت میں یہ بات مفقود تھی۔ ان دونوں بزرگوں کے پیشِ نظر کسی وطن کی محبت تھی، نہ کسی جغرافیائی حدود سے پیار تھا، بلکہ ایک نظریہ اور عقیدہ تھا کہ اسلام محض نجی زندگی کا معاملہ نہیں ہے (کہ اتنا اسلام تو برطانیہ کے زیرِ تسلط بھی موجود تھا) بلکہ پورا دین ہے، ضابطہ حیات ہے، نظامِ زندگی ہے، اجتماعیت پر پورا غلبہ چاہتا ہے، سیاسیات میں بالادستی مانگتا ہے۔ اسی بات نے انھیں پاکستان کی تائید پر مجبور کیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان بننے کے بعد یہ مقصد حاصل ہوا؟ یا پھر اجتماعیت 'بدستور اسی نظام کے تحت رہی جو برطانیہ کے وقت میں غالب تھا؟ کوئی دو صاحبِ عقل بھی اس سے اختلاف نہ کریں گے کہ عملی طور پر کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، گو تحریری طور پر ضرور لکھ دیا گیا کہ 'اقتدارِ اعلیٰ اللہ کے پاس ہے' اور 'کوئی قانون قرآن وسنت کے منافی نہیں بنے گا'۔ اور یہ

بات تو تمام علما کے نزدیک مسلم ہے (چاہے وہ ائمہ اربعہ میں سے کسی بھی امام کے متبع ہوں اور چاہے وہ اشاعرہ، ماتریدیہ یا تیمیین میں سے کسی گروہ کی طرف بھی انتساب رکھتے ہوں) کہ العبرۃ بالمعانی لا بالمبانی اور اگر کوئی شخص اسلام کا کلمہ تو پڑھے لیکن ضروریاتِ دین اور قطعیات کا منکر ہو تو اسی کو تو 'زندقہ' کہتے ہیں۔ یہ تو ان حضرات کے لیے لکھ دیا جو 'شخصِ قانونی' کے واہمے سے اتفاق کرتے ہیں اور 'ریاست' کو بھی ایک 'شخصِ قانونی' جانتے ہیں۔ اسی مناسبت سے ان کے نزدیک شخصِ ریاست کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتی ہے، تو پھر کلمہ پڑھنے کے بعد منافی اسلام اعمال کرنے سے مرتد وزندیق بھی تو ہو جاتی ہے۔ فقہِ اسلامی کو جدید پیراؤں میں منتقل کرنے والوں کے لیے اشارتاً لکھ دیا۔

باقی شریعت اسلامیہ کے مطابق کسی خطۂ زمین میں اسلام کی بالادستی تو اجرائے احکامِ اسلام سے ہوتی ہے، اور اسی مناسبت سے فقہِ اسلامی میں دار الاسلام اور دار الکفر کی تقسیم موجود ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان بننے کے بعد یہ مقصد حاصل ہو گیا۔ یقیناً جواب نفی میں ہے اور اس میں کسی صاحبِ عقل کو مجالِ اختلاف نہیں کہ پاکستان میں اجرائے احکامِ اسلام نہیں۔ اب وجہ کیا ہے؟ تو ہو سکتا ہے کہ اس کا الزام افراد پر لگایا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ بلاشبہ افراد اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں اور اس کا سبب ضرور ہیں، تاہم یہ ذیلی سبب ہے۔ اس کے سوا بنیادی سبب ہمارے سروں پر مسلط وہ نظام سلطانی ہے، جسے مشرق و مغرب 'جمہوریت' کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ یہ جمہوریت ہی بنیادی سبب ہے کہ اُنتّر (۶۹) سالوں میں یہاں اسلام کے احکامات نافذ نہ ہو سکے، کیونکہ خود جمہوریت دین کو اجتماعیت اور سیاسیات سے جدا کرتی ہے، سیکولرازم کی علم بردار ہے اور لبرل ازم کو معاشرے میں راستہ فراہم کرتی ہے۔

آج ہر دین دار کو دکھائی دے رہا ہے کہ مملکتِ پاکستان میں مقتدر طبقہ (چاہے وہ حکمران خاندان ہوں جو قیامِ پاکستان کے بعد سے مستقل اقتدار پر مسلط ہیں یا فوجی ٹولہ ہو جس کے ہاتھ میں حکمرانوں کی باگیں ہیں) اسلام مخالفت میں کسی بھی قدم سے گریز نہیں کر رہا۔ مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن، علما کی گرفتاریاں، دین داروں کی جبری گم شدگیاں، مجاہدین کی پھانسیاں اور ماورائے عدالت قتل...... یہ سب جرائم اس مقتدر طبقے کی حقیقت خوب واضح کر رہے ہیں۔ یہ لوگ دین بیزار لوگ ہیں۔ یہ معاشرے میں اس مسلمان کو رہنے کا حق دیتے ہیں جو ان کے سیکولر نظام کا حصہ بن جائے کیونکہ انھیں اس سے کوئی خطرہ نہیں رہتا ہے کہ وہ اب اس نظام کو مانتا ہے جس کی باگیں ان کے ہاتھ میں ہیں اور ان کے ذریعے عالمی کفری طاقتوں کے ہاتھ میں ہیں۔ جب معلوم ہو گیا کہ اس ملک میں موجودہ سیاست کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اس کی بنیاد انہدامِ اسلام ہے۔ تو علمائے پاکستان کے سامنے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں جنھیں ہم نے نقطہ (الف) میں بیان کر دیا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۹ پر)

---

[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے۔ (ابو داود، ترمذی)

امریکہ سے افغانستان تک کا سفرِ ہجرت!

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے 'ری سر جنس' کا شمارہ نمبر ۲/ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنھوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلب منیب کے حامل اس بندہ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا۔ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر وطاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت وفجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا۔ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق ومالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے۔ پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت وسعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے۔ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پر کٹھن اور پر صعوبت راستے 'پر عزم اور ایمان وعمل کے جذبے سے پر جوش 'آدم' کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی واخروی فلاح وکامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا 'مہربان اور قدر دان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔

کے اس انگریزی شمارے کا ترجمہ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہو گا، ان شاءاللہ [ادارہ]۔

ریسر جنس: آپ نے ایک سال جو امریکہ میں گزارا، اس کے متعلق کچھ بتائیں۔

آدم: کچھ چیزیں جو میرے ذہن میں محفوظ ہیں، ان میں سے ایک مختلف میڈیا پر شیخ اسامہ اور ان کے امریکہ کے خلاف جنگ شروع کرنے کا اعلان کے متعلق رپورٹیں پڑھنا ہے۔اسی میں ریڈرز ڈائجسٹ کے ۱۹۹۸ء کے شروع کے ایک شمارے میں آنے والا ایک مضمون بھی شامل ہے جس کے شروع میں شیخ کی ایک تصویر (جس میں انہیں وحشی اور خون آشام دکھانے کے لئے تبدیلیاں بھی کی گئی تھیں)۔ ہیڈلائن ''یہ وہ آدمی ہے جو آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے'' تھی یا اسی سے ملتی جلتی کوئی سنسنی خیز سی ہیڈلائن تھی۔

امریکہ میں میری موجودگی میں امریکہ کے خلاف جنگ کے اہم واقعات میں سے ایک نیروبی اور دارالسلام میں قائم امریکی سفارت خانوں میں ہونے والے حملے تھے جن کو ظاہر ہے کہ میڈیا میں بہت کوریج ملی۔اس کے جواب میں افغانستان اور سوڈان میں ہونے والے امریکی کروز میزائلوں کے حملے تھے۔

مجھے درپیش مشکلات میں سے ایک اپنے خاندان کے سامنے یہ ظاہر کرنا تھا کہ مجھے بھی ان واقعات میں محض اتنی ہی دلچسپی ہے جتنی ایک عام فرد کو ہو سکتی ہے۔ حالانکہ میں پہلے تو بم حملوں اور پھر میزائل حملوں کے بارے میں ہر نئی اور انتہائی چھوٹی سی چھوٹی معلومات بھی جاننے کے لئے شدت سے منتظر تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میرے پاس ایک جہادی بھائی آیا اور ہم اس کی گاڑی میں بیٹھ کر دیر تک زاور معسکر کے ان نقشوں اور سیٹلائٹ کے ذریعے لی جانے والی تصویروں کو دیکھتے رہے جنہیں ایک مقامی اخبار نے حملوں کے بعد شائع کیا تھا۔ بلاشبہ میں ان تصویروں میں موجود مختلف عمارات اور نشانیوں جو پہچان سکتا تھا جنہوں نے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ میرے خیال میں یہ پہلی بار تھی جب مجھے یہ احساس ہونا شروع ہوا کہ میں اسلام اور کفر کے درمیان چھڑی ایک جنگ کا حصہ ہوں۔

دراصل جب میں نے امریکی صدر کلنٹن کو یہ اعلان کرتے سنا کہ امریکی فورسز نے شیخ اسامہ (اس لفظ کی ادائیگی وائٹ ہاؤس میں موجود اجڈ ''یو-سامہ'' کہہ کر کرتا تھا) کے تحت چلنے والے معسکرات پہ میزائل حملے کئے ہیں تو میں غصے سے بھر گیا اور میں نے سنجیدگی سے اپنے دادا کی بندوق لے کر مقامی حکومتی عمارات (خصوصاً کیلیفورنیا کی فیڈرل بلڈنگ، سانتا آنا اور احاطہ عدالت) پہ فائرنگ کرنے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ لیکن چونکہ مذکورہ بندوق تو بس ایک بائیس بور کا ریوالور تھی، میں نے فوراً یہ اس خیال کو چھوڑ دیا۔اس خیال کو ترک کرنے کی وجہ غالباً کوئی بڑا کام کرنے کی خواہش تھی کیونکہ اگر میں اسی منصوبے پہ عمل کرتا تو یہ ایک موثر کارروائی نہ ہوتی جس میں اموات بھی بہت کم ہوتیں۔

ریسر جنس: آپ نے افغانستان اور پاکستان کے علاقے میں واپس آنے کے لئے کچھ پیسے بچا کر جمع کیے۔آپ اس سفر کے بارے میں ہمیں کیا بتا سکتے ہیں؟

سفارت خانوں پہ ہونے والے بم حملوں کی وجہ سے تبدیل ہونے والی سیکورٹی کی صورت حال کی وجہ سے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں تبلیغی جماعت کے رائیونڈ میں ہونے والے سالانہ اجتماع سے کچھ پہلے ہی پاکستان کی طرف سفر کروں گا۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ اس موقع پر پوری دنیا سے لوگ پاکستان آرہے ہوں گے اور میری آمد کو مشکوک نہیں سمجھا جائے گا۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ میرے پاس ابو عائذ سے رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا کیونکہ انہوں نے اپنی جگہ اور فون نمبر تبدیل کر لیا تھا اور نیا نمبر تلاش کرنے کی کوششیں مجھے کچھوے کی رفتار سے رینگتے ہوئے نظر آرہی تھیں۔ لہٰذا مجھے اس وقت تک انتظار کرنا تھا جب تک مجھے نمبر نہ مل جائے۔ مگر چونکہ میرے لئے مزید صبر کرنا دشوار ہوتا جا رہا تھا اور میں پہلے ہی اجتماع سے پہلے پہنچنے کا ارادہ کر چکا تھا، تو میں نے نومبر کے پہلے ہفتے کی تاریخ روانگی کا لاہور کا یکطرفہ ٹکٹ خرید لیا۔اس طرح میں بالآخر بغیر کسی پیشگی رابطے اور رہنے کے لئے جگہ کے انتظام کے، پاکستان جانے میں کامیاب ہوا۔

ریسر جنس: اچھا تو آپ لاہور پہنچ گئے۔ پھر کیا ہوا؟

آدم: اگرچہ میں تبلیغی اجتماع کے شروع ہونے کے تقریباً دو یا تین دن قبل لاہور پہنچا تھا مگر حقیقت میں میرا اجتماع میں شرکت کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔اس کے بجائے میں نے اس

امید پر فوری طور پہ اسلام آباد جانے کا سوچا کہ ادھر کسی جاننے والے سے ملاقات ہو جائے گی اور میں وہاں سے پشاور چلا جاؤں گا۔

لہٰذا میں نے لاہور کے ہوائی اڈے سے اسلام آباد کے لئے ایک ٹیکسی کرائے پر لے لی۔ جب میں اسلام آباد پہنچا تو میں بری طرح تھک چکا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے ایک مدرسہ میں چھوڑا جہاں میں کچھ آرام اور اپنے آپ کو بحال کرنے کے قابل ہوا۔ اگلے دن اس مدرسے میں موجود لوگوں نے مجھے راولپنڈی کے تبلیغی مرکز بھیج دیا جہاں ہر کوئی رائیونڈ جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

لہٰذا میرے پاس ان کے ساتھ رائیونڈ جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ اس طرح میں لاہور سے نکلنے کے دو دن بعد واپس لاہور پہنچ گیا۔ میں نے اپنا سامان راولپنڈی مرکز میں موجود تبلیغی بھائیوں کے حوالے کیا اور تبلیغی مرکز کی طرف سے بک کروائی گئی ایک بس پہ سوار ہو گیا۔ چند گھنٹوں بعد ہم رائیونڈ پہنچ گئے۔ میں نے اپنا پاسپورٹ اجتماع کے ذمہ داران کے حوالے کیا اور اس کے بعد مجھے مرکز کے غیر ملکیوں کے لئے مختص ایک حصے لے جایا گیا۔ اجتماع کے اختتام تک مجھے یہیں رہنا تھا۔

رسر جنس: اجتماع کیسا رہا؟

اجتماع کوئی خاص واقعہ ہوئے بغیر ختم ہو گیا۔ اس کی یکساں روٹین کو کبھی نماز توڑتی، کبھی کھانا جس کا غیر ملکی پاکستانیوں کے لئے مفت انتظام کیا گیا تھا، پاکستانی صدر رفیق تارڑ کا ہونے والا دورہ اور کبھی کچھ تبلیغی عادات اور ان کی بہت سی آیات اور احادیث کی تطبیق خصوصاً جہاد سے متعلق کے بارے ہونے والی بحثیں اس یکسانیت کو توڑتیں۔

مجھے لگتا ہے کہ اجتماع کے ذمہ داروں تک بار بار میرے بارے میں شکایت کی گئی جس کی وجہ سے وہ ایک کویتی بھائی کو بطور نمائندہ مجھ سے بات کرنے کے لئے بھیجنے پر مجبور ہو گئے۔ مجھے ہمارے درمیان ہونے والی بات چیت کے بارے میں زیادہ معلوم نہیں، مگر میری بات سے وہ مطمئن ہوتے دکھائی دیئے کیونکہ کچھ دیگر بھائیوں (جن سے بعد میں افغانستان میں میری ملاقات ہوئی) کی طرح مجھے وہاں سے باہر نہیں نکالا گیا! میرے خیال میں میرے خلاف شکایت لگانے والوں نے تھوڑی بہت مبالغہ آرائی سے بھی کام لیا تھا۔ کیونکہ ان کویتی بھائی نے مجھے بتایا کہ آتے ہوئے ان کا خیال تھا کہ ان کی ملاقات ایک انتہائی نامعقول۔۔ یا ایک ''بڑے دشمن'' یا اس طرح کے کسی شخص سے ہو گی۔ لیکن جب انہوں نے مجھے اس کا الٹ پایا جیسا انہیں میرے بارے میں بتایا گیا تھا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اس طرح میں اجتماع کے اختتام تک وہاں رکنے میں کامیاب ہو گیا۔

رسر جنس: پھر آپ اسلام آباد واپس آ گئے؟

آدم: جی ہاں، اور یہ بھی ایک دلچسپ قصہ ہے۔ آخری دن جب ہر کوئی اپنا سامان تیار کر کے واپسی کی تیاری میں تھا، مجھے دو صومالی لڑکے مل گیے جو کہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے طالب علم تھے۔ وہ دو بسوں میں بھر کر آنے والے جامعہ کے دیگر طالب علموں کے ہمراہ اجتماع میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ جب ان صومالی بھائیوں کو یہ پتا چلا کہ میرے پاس رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے تو انہوں نے مجھے اپنے ہاسٹل میں آکر رہنے کی دعوت دی۔ میں نے ان کی دعوت قبول کر لی اور یونیورسٹی کی ایک بس میں سوار ہو کر ان کے ساتھ ہو لیا۔ ہاسٹل کا نام کویت ہاسٹل تھا جو کہ یونیورسٹی کے مین کیمپس کی طرح مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں فیصل مسجد کے قریب واقع تھا۔ اگر واضح انداز میں بات کی جائے تو ہاسٹل میں رہنے والے طلبہ کو اپنے ساتھ مہمان رکھنے کی اجازت نہیں تھی، مگر ان صومالی بھائیوں (جزاھم اللہ) نے میری خاطر اس ضابطہ کی خلاف ورزی کی بھی پرواہ نہ کی۔

میں دو مہینہ ان کے ساتھ رہا۔ میرے وہاں قیام کے دوران انہوں نے مجھے اسلام آباد ہجرت کر کے آنے والے صومالی خاندانوں سے تعلق رکھنے والے کئی دوستوں سے ملوایا اور مجھے یاد ہے کہ مجھے ان کی طرف سے کئی بار ان کے گھر کھانے پر آنے کی دعوت بھی ملی جہاں میں صومالیہ کے پسندیدہ کھانوں سے واقف ہوا جس میں چاول کے ساتھ کیلے (یا کیلے کے ساتھ چاول، جس طرح بھی کہہ لیں) کی ڈش بھی شامل ہے۔

رسر جنس: جب آپ ہاسٹل میں رہ رہے تو کوئی آپ کے بارے میں شک میں پڑا یا آپ سے کسی قسم کے مشکل سوالات پوچھے؟

آدم: نہیں، کم از کم ابتداً تو ایسا کچھ نہیں ہوا۔ میرے خیال میں ہاسٹل مختلف قومیتیں رکھنے والے لوگوں سے اس قدر بھرا ہوا تھا کہ کم از کم شروع کے دنوں میں تو کسی کی توجہ میری طرف مبذول نہیں ہوئی۔ دراصل ہاسٹل میں رہنے والوں میں سے صرف ایک ہی شخص ایسا تھا جس سے میں پچھلے سال معسکر الفاروق یا معسکر جہاد وال میں مل چکا تھا۔ میں نے اسے بلکہ کسی کو بھی یہ نہیں بتایا تھا کہ میں کیا کرنا چاہ رہا تھا اور کدھر جانا چاہ رہا تھا مگر آخر کار میرے میز بانوں نے مجھے بتایا کہ اس جگہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہو رہی ہے کہ میں کوئی ''افغان عرب'' ہوں یا اس سے ملتی جلتی کوئی ہستی ہوں۔ یہ میرے وہاں سے جانے کے کچھ دن پہلے کی بات ہے۔

رسر جنس: اور آپ نے اس جگہ کو کیسے چھوڑا؟

آدم: اسلام آباد آنے کے بعد، تقریباً ہر دن میں امریکہ میں موجود ایک بھائی کو کال کرتا اور اس سے پوچھتا کہ اس کو ابو عائذ کا نمبر مل گیا یا نہیں۔

آخر کار ابو عائذؒ سے ربطہ ہو گیا اور اس نے دو پاکستانی بھائیوں کو مجھے ہاسٹل سے لینے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کا تعلق مولانا مسعود اظہر کے گروپ سے تھا جو کہ اس وقت بھارت کی قید میں تھے۔ مجھے بعد میں پتا چلا کہ ان میں سے ایک نے بذات خود فہد مسالم بھائی (اسامہ الکینیؒ) کو تربیت کروائی تھی۔ مگر جب وہ مجھے ہاسٹل سے لینے کے لئے آئے تو آتے ہی انہوں نے پہلی بات یہ کی ''کیا تمہارا دماغ کام نہیں کرتا؟ یہی وہ علاقہ ہے جہاں

سے رمزی یوسف کو حراست میں لیا گیا تھا اور یہ جگہ انٹیلی جنس ایجنسیز کی مستقل نگرانی میں ہے!'' یہاں یہ کہاوت صادق آتی ہے کہ کم علمی بھی ایک نعمت ہے۔ بہر حال مجھے لینے کے بعد یہ بھائی مجھے بحفاظت پشاور میں ابو عائذ کے پاس لے گئے اور یہاں سے طور خم بارڈر کے ذریعے افغانستان کا راستہ کھلا تھا۔

رسر جنس: آپ نے بتایا کہ آپ نے افغانستان کے اپنے پہلے چکر کے دوران کچھ زیادہ تربیت حاصل نہیں کی تھی۔ تو دوسری بار کیا معاملہ رہا؟

آدم: جب میں دوسری بار افغانستان آیا تو میری صحت جسمانی اور نفسیاتی دونوں لحاظ سے کافی بہتر ہو چکی تھی اور مجھے کئی مختلف معسکرات میں تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا جن میں ڈرنتا (جلال آباد کے نزدیک) کے دو معسکرات بھی شامل ہیں۔

یہاں میں نے استاد ابو خباب المصریؒ اور کماندان ابو محجن الجزائری سے ڈھائی سے تین مہینے کی تربیت حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے خالدن معسکر میں بھی وقت گزارا۔ یہ معسکر اب مالی لحاظ سے کافی بہتر ہو چکا تھا۔ ادھر میں نے شیخ ابو عبداللہ المہاجر المصری کی شرعی علوم کی درسگاہ میں داخلہ لیا اور تقریباً تین سے چار مہینے کا عرصہ گزارا۔ ادھر بھی مرکزی معسکر کی طرح اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ عسکری اور جسمانی تربیت کو شامل کیا گیا تھا مگر ادھر فرق یہ تھا کہ یہاں باقیوں کے برعکس اسلامی تعلیم پہ زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ ہمیں اور چیزوں کے ساتھ ساتھ ہاون اور پستول کی تربیت بھی کروائی گئی۔

ہمارے ساتھ یہاں ایک تربیت دینے والے تیونسی بھائی بھی تھے جن کا نام موسیٰ تھا۔ یہ ہمیں صبح کی دوڑ کے لئے لے جایا کرتے تھے اور ہم میں سے جو جسمانی طور پہ زیادہ مضبوط نہیں تھے ان کے ساتھ انتہائی صبر سے کام لیتے تھے۔ وہ ہمیں سب سے آگے رکھتے تاکہ ہم رفتار کا تعین کر سکیں اور وہ ہمیں سکھاتے تھے کہ کیسے ایڑیوں کے بل چلا جا سکتا ہے اور ناک سے سانس لینے اور منہ سے چھوڑنے کی مشق کرواتے تھے۔

انہوں نے ہمیں جسمانی طور پہ فٹ کر دیا اور جب ہماری صبح کی دوڑ اور ورزش مرکزی معسکر کے ساتھ ہونا شروع ہوئی تو ہم بحمد للہ سب سے آگے ہوتے تھے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ مرکزی معسکر میں جسمانی تربیت کروانے والے ایک تاجک بھائی تھے جو اتنا تیز چلتے تھے کہ آپ کو ان کا ساتھ دینے کے لئے تقریباً بھاگنا پڑتا تھا۔ میرے خیال میں ہر معسکر ان لوگوں کے لئے جو جسمانی طور پہ مضبوط نہ ہوں ایک علیحدہ جسمانی تربیت کا نظام ہونا چاہیے۔ نہ یہ ہو کہ آرام پسند نوجوانوں کو فولادی آدمیوں کے ساتھ ورزش میں اکٹھا کر دیا جائے۔

یہ تو کسی ایسے کو جو تیرنا نہیں جانتا ہو، تیز بہتے دریا میں پھینک دیا جائے۔ نوے فیصد امکانات یہی ہیں کہ وہ مر جائے گا۔ اس طرح زیادہ امکان یہی ہے کہ ایک ایسا بھائی جو پہلے ایتھلیٹ نہ رہا ہو جلد ہی ورزش سے بددل ہو جائے گا۔ اس کا ورزش میں باقیوں کا ساتھ نہ دے پانا اسے یہ سوچنے پر مجبور کر دے گا کہ اسے جہاد کرنے کے لئے تخلیق ہی نہیں کیا گیا اور یہ سوچ اسے اس کے اپنے ملک یا جہاں سے وہ آیا تھا ادھر واپس لے جائے گی تاکہ وہ ادھر گردن جھکا کر محرومی اور ذلت بھری زندگی گزارے۔ میرا یہ بھی خیال ہے کہ ورزش کا نظام جسمانی تربیت کے قابل استادوں سے مشورے کے بعد ترتیب دینا چاہئے تاکہ تربیت حاصل کرنے والوں کے پٹھوں اور جوڑوں کو پہنچنے والے کسی بھی غیر ضروری نقصان سے بچا جا سکے۔

رسر جنس: خالدن کے بعد آپ کہاں گئے؟

آدم: خالدن چھوڑنے (کیونکہ وہ بند ہو رہا تھا) کے فوراً بعد، کابل کے شمال میں طالبان کی طرف سے ایک نیا حملہ کرنے کا اعلان ہوا۔ اور اس طرح میں نے خالدن معسکر کے دوسرے بھائیوں کے ہمراہ (جس میں شیخ اسامہ بن لادن کے ساتھ شہید ہونے والے ابو احمد الکویتی کے بڑے بھائی معاذ بھی شامل تھے۔ رحمھم اللہ اجمعین) ابو مصعب السوری (فک اللہ اسرہ) کے گروپ میں شرکت اختیار کر لی۔

یہ گروپ امارت اسلامی افغانستان کی وزارت دفاع سے الحاق شدہ تھا اور جب میں نے اس میں شمولیت اختیار کی تو اس نے بگرام کے نزدیک خط اول کو اپنا ٹھکانا بنایا ہوا تھا۔ چونکہ شیخ ابو مصعب نے ہم سب سے اس بات کا عہد لیا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس گروپ کو نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ ان کے ساتھ اچھا خاصا وقت گزار لے۔ لہٰذا میں نے ۱۹۹۹ کی گرمیوں میں ان کے ساتھ ڈیڑھ مہینے کا عرصہ گزارا۔ اس میں سے کچھ وقت تو محاذ جنگ پہ گزرا اور کچھ قارغاہ ملٹری بیس میں جہاں ان کا معسکر تھا۔ اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ میں ان کے ساتھ اور ان کے نائب شیخ ابو خالدؒ کے ساتھ وقت میدان جنگ میں لڑتے ہوئے گزارا تھا لہٰذا یہ وقت میری یادداشت میں چپک کر رہ گیا ہے۔

رسر جنس: شیخ ابو مصعب اور ان کے گروپ کی کونسی یادیں خصوصی طور پہ آپ کے ذہن میں محفوظ ہیں؟

آدم: مجھے یہ یاد ہے کہ شیخ بہت پر عزم تھے اور ان کے منصوبے بہت بلند و بالا تھے۔ مثال کے طور پہ ان کا قارغاہ معسکر کو تبدیل کر کے ان کے بقول ''ملٹری اکیڈمی'' کے قیام کا منصوبہ۔ مگر افسوس کہ وسائل کی کمی اور بعد میں درپیش آنے والے حالات کی وجہ سے وہ اپنے منصوبوں کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ ایک اور چیز جو مجھے یاد ہے کہ وہ اپنے گروپ کے ہر رکن سے محاذ پہ تشکیل کے دوران باقاعدگی سے تہجد ادا کرنے کی تلقین کرتے تھے اگرچہ دو رکعات ہی کیوں نہ ہوں تاکہ روحانی تربیت بھی ہو سکے۔ وہ حنفی مکتب فکر کا بہت احترام کرتے تھے۔ اس کو انہوں نے کئی سالوں تک اتنا پڑھا تھا کہ کچھ لوگ انہیں حنفی سمجھتے تھے جو کہ درست نہیں۔

جب میں شیخ ابو مصعب کے ساتھ تھا تو میں پہلی بار شیخ عیسیٰ (جن کا اصل نام مرجان سالم تھا اور وہ عبدالحکیم حسان کے نام سے بھی معروف تھے۔ رحمہ اللہ) سے ملا۔ شیخ ابو مصعب نے ان کا تعارف جماعت الجہاد مصر کے مفتی کی حیثیت سے کروایا۔ شیخ عیسیٰ ہمارے ساتھ کچھ وقت گزارنے آئے تھے، اگرچہ شیخ ابو مصعب نے ان کی سیکورٹی کے پیش نظر اس بات کو یقینی بنایا کہ وہ کسی بھی خطرناک جگہ میں ہمارا ساتھ نہیں ہوں گے۔

میرے پاس اور بھی کئی واقعات اور قصے ہیں مگر صاف بات یہ ہے کہ ان کو بیان کرنے کے لئے ایک الگ مضمون یا شاید مضامین کے ایک سلسلے کی ضرورت ہے۔

جہاں تک اس گروپ کی ساخت کا تعلق ہے تو شروع میں تو یہ مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے عربوں (یمنی، مصری، الجزائری، تیونسی، مراکشی وغیرہ) پہ مشتمل تھا۔ اس کے علاوہ کچھ غیر عرب بھی شامل تھے جس میں برطانوی نژاد پاکستانی، بنگالی اور جزائر غرب الہند کے شامل تھے۔ بعد میں جب میں نے اس گروپ کو چھوڑ دیا تھا اور القاعدہ میں شمولیت اختیار کرلی تھی تو قارغاہ میں اپنے ایک دورے کے درمیان میں نے محسوس کیا تھا کہ اب اس گروپ میں شامل ارکان، اکم از کم ادھر تربیت کی غرض سے آئے ہوئے لوگوں، کی زیادہ تر تعداد کا تعلق بحیرہ روم کے مشرقی کنارے پہ واقع عرب ممالک (شام، لبنان، اردن اور فلسطین) سے تھا۔

رسر جنس: یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے شیخ ابو مصعب کا گروپ کیوں چھوڑا اور کب، کیوں اور کیسے ایک ایسی تنظیم جو آپ کے آبائی ملک کے خلاف جنگ میں مصروف ہے یعنی القاعدہ میں شمولیت اختیار کی؟

آدم: مختصراً یہ کہ جب میں نے وہ وقت مکمل کرلیا جس کا میں نے شیخ ابو مصعب سے وعدہ کیا تھا تو میں ۱۹۹۹ کی گرمیوں میں پاکستان آگیا۔ آنے کا مقصد یہ تھا کہ میرے پاسپورٹ کی مدت ختم ہونے والی تھی اور میں اس کی تجدید کروانے کے لئے اسلام آباد میں واقع امریکی سفارت خانے گیا۔

رسر جنس: مداخلت کے لئے معذرت، لیکن اگر آپ نے اسلامی امارت افغانستان کی طرف ہجرت کرلی تھی تو آپ کو امریکی پاسپورٹ کی مزید کیا ضرورت تھی؟

آدم: یہ بات صحیح ہے کہ میں نے ہجرت کرلی تھی مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے مستقبل میں کبھی بھی اس کی ضرورت نہیں پڑ سکتی تھی۔ یہ ضرورت امریکہ واپس جا کر رہنے کی نہیں تھی۔ مگر ایسا ہو سکتا تھا کہ مثال کے طور پہ مجھے کسی جہادی کام کے سلسلے میں امریکہ یا کسی تیسرے ملک کا سفر کرنا پڑتا۔ اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ کوئی یہ نہیں جانتا کہ مستقبل میں کیا ہوگا؛ اسلامی امارت کا سقوط بھی ہو سکتا ہے۔۔ جیسا کہ افغانستان کے معاملے میں ہوا۔۔ اور آپ کسی اور جگہ جانے پر مجبور ہو جائیں۔ اس صورت میں آپ کا اصلی پاسپورٹ آپ کے بہت کام آسکتا ہے۔

میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ آج کل بہت سے مہاجر بھائیوں کی طرف سے ارض جہاد میں قدم رکھتے ہی اسلام اور مسلمانوں سے وفاداری اور قومیت اور شہریت کے بندھنوں کو توڑنے کا مظاہرہ کرنے کیلئے پاسپورٹ پھاڑنے کی جو ایک رسم چل پڑی ہے، یہ ناعاقبت اندیشانہ جذباتیت اور جوش کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ایک غلطی ہے۔

آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ کچھ بھائی ایسے بھی تھے جنھوں نے روس کے خلاف پہلے افغان جہاد کے دوران تقریباً انہیں وجوہات کی بنیاد پہ اسی طرح کی حرکت کی تھی۔ مگر جب حالات ویسے نہ رہے جیسا کہ وہ توقع کر رہے تھے تو انہوں نے اپنے پاسپورٹ جلانے پر افسوس کا اظہار کیا۔

رسر جنس: میں ایک بار پھر معذرت چاہوں گا مگر کیا آپ نے خود ۲۰۰۷ء میں ''عکس اور افسوس کی طرف ایک دعوت'' کے عنوان سے ایک ویڈیو میں کیمرے کے سامنے اپنا پاسپورٹ پھاڑا تھا۔

آدم: جی! بالکل میں نے یہ کیا اور مجھے اس پر فخر ہے اور اگر مجھے دوبارہ موقع ملے تو میں دوبارہ ایسا ہی کروں گا۔

تاہم میں یہاں اس بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میں نے یہ کام محض اس لئے کیا تھا کہ جب اس کی مدت ختم ہو چکی تھی اور میں ایک ''عالمی مفرور'' بن چکا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میرا پاسپورٹ کی حیثیت ''قید کے لئے ایک یکطرفہ ٹکٹ'' سے زیادہ کچھ نہ رہی تھی۔ لہٰذا جیسا کہ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ میرا پاسپورٹ پھاڑنا ایک علامتی عمل تھا جس کے میرے سفر کرنے اور دنیا کے دوسرے حصوں میں جہادی کام کرنے کی صلاحیت پر کوئی منفی اثرات نہیں تھے۔

ایسا کرنے اور ایک ایسے فرد کے پاسپورٹ پھاڑنے میں بہت بڑا فرق ہے جو کہ جہاں تک ہم جانتے ہیں، دشمن قوتوں کو مطلوب نہیں ہے۔ جب کہ پاسپورٹ پھاڑنے کا مقصد محض اپنی وفاداری کا ثبوت دینا اور اپنی شناخت کو مستحکم کرنا ہو۔ یہ بات درست ہے کہ اللہ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے مگر ایک کافر یا مرتد حکومت کی طرف سے جاری کردہ پاسپورٹ رکھنا آپ کے مسلمان ہونے میں کمی نہیں کرتا۔

رسر جنس: آپ نے اچھے نکتے کی طرف توجہ دلائی مگر صرف معلومات کے لئے یہ پوچھنا چاہوں کیمرے کے سامنے پاسپورٹ پھاڑنا کا خیال آپ کا اپنا تھا یا آپ کو کسی اور نے ایسا کرنے کا کہا تھا؟

آدم: یہ میرا ہی خیال تھا۔ دراصل جب میں نے السحاب میڈیا کے سربراہ کے سامنے یہ خیال پیش کیا تو شروع میں تو وہ کچھ تردد کا شکار تھے۔ شاید اس وجہ سے کہ ایسا کرنا ان کے خیال میں کچھ زیادہ ہی شدید ہو سکتا تھا یا شاید اس وجہ سے کہ ان کے خیال میں یہ پاسپورٹ سفری دستاویزات بنانے والے بھائیوں کے کام آسکتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۹ پر)

موجودہ حالات سے متعلق ترجمان امارت اسلامیہ افغانستان کا انٹرویو

بشکریہ: ماہنامہ 'شریعت'...امارت اسلامی افغانستان کا اردو ترجمان مجلہ

قارئین کرام! آپ کے علم ہے گزشتہ ماہ امارت اسلامیہ کے سربراہ امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا، جو امارت اسلامیہ کے لیے ایک بڑا دھچکا تھا۔ یہ سانحہ کیسے پیش آیا اور نئے سربراہ امیر المؤمنین شیخ ہیبت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کا انتخاب کس طرح عمل میں آیا؟ موجودہ جہادی صورت حال کیا ہے؟ ہم نے اس بارے امارت اسلامیہ کے ترجمان محترم ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ سے سوال وجواب کی ایک نشست ہوئی، جو قارئین کی نذر کی جارہی ہے۔

سوال: امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت کا سانحہ جہادی اور سیاسی میدان سمیت مجاہدین کی کارروائیوں پر کتنا اثر انداز ہوا ہے؟

جواب: منصور صاحب کی شہادت کے تین پہلو ہیں؛ ان کے لیے تو اعلیٰ سعادت اور ان کی ابدی زندگی کا آغاز ہوا ہے۔ اللہ کی رضا اور اللہ کی راہ میں جان دینے میں کامیابی حاصل کی، جو ہر مجاہد اور مسلمان کے لیے قابل فخر ہے۔ امارت اسلامیہ کے مسئولین، مجاہدین اور امت مسلمہ کے لیے منصور صاحب کی شہادت اس حساس وقت میں ایک المناک سانحہ اور ناقابل تلافی نقصان تھا۔ یہ ایک ایسا دردناک سانحہ تھا، جس کا غم اور درد بڑے عرصے تک مجاہدین کے دلوں میں موجود رہے گا۔ منصور صاحب رحمہ اللہ کی شہادت امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی کارروائیوں اور جنگی پالیسیوں پر ان شاءاللہ اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں:

امارت اسلامیہ افراد کے گرد گھومتی ایک تحریک نہیں کہ جس کی کامیابی اور ناکامی کا دارو مدار افراد سے تعلق رکھتا ہو، بلکہ امارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین اپنے رہبر سمیت شرعی اہداف سے منسلک لوگ ہیں۔ امارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین و مسئولین بغیر کسی دنیوی مفاد کے رضاکارانہ طور پر اس تحریک میں خدمات انجام دیتے ہیں۔ ان سب کا ہدف ایک ہی ہے اور اپنے ہدف تک پہنچنے کے لیے اس راہ میں وقت لگانے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ وہ صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے جہاد کرتے ہیں۔ اور مجاہدین میں باہمی محبت اور اخوت کی فضا قائم ہے۔

امارت اسلامیہ شریعت کی پابند تحریک ہے۔ یہاں فیصلے اور اقدامات 'دین الٰہی کے مطابق کیے جاتے ہیں۔ امارت اسلامیہ کے اکثر مجاہدین و مسئولین علمائے کرام اور دین کا علم رکھنے والے افراد ہیں۔ اس لیے وہ اپنی صف کی وحدت کا ہر حال میں خیال رکھ سکتے ہیں۔ اپنے رہنماؤں کی اطاعت شریعت کی روشنی میں کرتے ہیں۔ انہیں اپنے تمام رہنماؤں پر مکمل اعتماد ہے اور ان کے ہر فیصلے کو سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں۔ جب تک امارت اسلامیہ کا یہ مقدس قافلہ اللہ کے حکم سے اپنی شرعی حدود میں کام کرتا رہا اور اللہ نے اسے انحراف اور زوال سے بچایا تو مجھے یقین ہے، بیرونی عوامل؛ جیسے رہنماؤں کی شہادت، کفار کی جانب سے ظلم وستم، مختلف ممالک کی جانب سے مجاہدین پر دباؤ اور پابندیاں، اقتصادی اور مالی نقصانات، آمدورفت میں مشکلات، قید وبند کی صعوبتیں وغیرہ مجاہدین کو شرعی منہج سے نہیں ہٹا سکتیں اور نہ ان کے مؤقف میں ذرہ برابر تبدیلی لا سکتے ہیں۔ ان شاءاللہ

سوال: میڈیا نے دعویٰ کیا ہے کہ محترم منصور صاحب شہادت سے پہلے ایران میں تھے۔ اس دعوے میں کتنی حقیقت ہے اور کیا یہ صرف میڈیا کے پروپیگنڈے کا حصہ ہے؟

جواب: منصور صاحب تقبلہ اللہ کی عادت یہ تھی کہ ہر کام کرنے کے لیے خود ہی اقدام کرتے تھے۔ مجاہدین کے ساتھ ملاقاتیں اور مختلف اسفار وہ خود ہی کرتے تھے۔ دوسری اہم بات یہ تھی کہ منصور صاحب ایک امیر اور رہنما کے طور پر، جن کے پیچھے ایک بڑی صف کھڑی ہے، اس کی خیر اور مفاد کے لیے بہت کام کرنا چاہتے تھے۔ اسلامی سرزمین کی آزادی کے لیے بہت سے لوگوں سے روابط ضروری تھے اور جب ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک جانے کی ضرورت پیش آتی تو وہ سرحدی علاقوں کے ذریعے سفر کرتے تھے۔ اسی لیے منصور صاحب ایک جہادی سفر میں مصروفیت کے باعث حملے کا نشانہ بنے۔

سوال: کیا امارت اسلامیہ نے اپنے رہنما کی شہادت کے واقعے پر تحقیقات کی ہیں کہ دشمن ان کا پیچھا کرنے میں کیسے کامیاب ہوا؟

جواب: جی بالکل! امارت اسلامیہ نے اس واقعے کے بارے میں تحقیقات شروع کی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بات جو یہاں کہنا ضروری سمجھتا ہوں، جس کا ہمارے امیر کی شہادت سے گہرا تعلق ہے، وہ منصور صاحب رحمہ اللہ کا جہادی ضروریات کی خاطر الیکٹرانک وسائل کا استعمال تھا اور بہت حد تک یہی ان کی شہادت کی وجہ بنی ہوگی۔ آپ جانتے ہیں آج کل ان وسائل کے ذریعے کسی کی لوکیشن بہت آسانی کے ساتھ معلوم کی جاسکتی ہے، جس کے بعد اسے بہت آسانی سے نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔

سوال: امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ کے اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ منصور صاحب کو غیروں کے آگے نہ جھکنے کی وجہ سے شہید کیا گیا ہے، اس بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: جب امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد سربراہی کی ذمہ داری منصور صاحب کے کاندھوں پر ڈالی گئی تو امریکیوں سمیت دوسری قوتوں کی خواہش تھی کہ اب مجاہدین ان کے دباؤ میں آکر اپنی جدوجہد ترک کردیں گے اور ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر راضی ہوجائیں گے۔ مختلف اقدامات کے تحت کفار کے مطالبات کے سامنے سرتسلیم خم کریں گے، لیکن گزشتہ گیارہ ماہ میں منصور صاحب کے جہادی مؤقف نے

امارت اسلامیہ کے اصول کی مکمل پابندی دنیا کو دکھادی اور دنیا کو یہ باور کرایا کہ یہ ایک بہادر شخص ہے۔ وہ ایک قوی، تجربہ کار اور مضبوط اعصاب کے مالک جہادی رہنما کے ساتھ مقابلے میں ہیں۔ اس لیے انہیں شہید کرنے کے لیے دشمن نے دن رات ایک کیا۔ منصور صاحب 'کفار کے خلاف امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی تمنائیں بَرلانے کی راہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اگر خدانخواستہ منصور صاحب کفار کے حق میں نرمی اختیار کرتے یا دوسرے ممالک کے دباؤ کا شکار ہو جاتے یا وہ کسی خفیہ معاملات میں ملوث ہوتے تو دشمن ان کو کبھی اپنے لیے اتنا بڑا خطرہ نہ سمجھتا۔

سوال: منصور صاحب کی شہادت کا واقعہ ۲۲ مئی کو پیش آیا، لیکن مجاہدین کی جانب سے اس کی تائید ۲۵ مئی کو ہوئی کہ وہ شہید ہوئے ہیں، اس طویل خاموشی کی وجوہات کیا تھیں؟

جواب: منصور صاحب کی شہادت کی تائید میں تاخیر کی کچھ وجوہات تھیں۔ ہم اسباب کی وجہ سے اس نتیجے پر جلد پہنچنے سے قاصر تھے کہ وہ واقعی طور پر شہید ہوئے ہیں یا نہیں۔ کیوں کہ منصور صاحب کے ساتھ رابطے میں ہمیشہ وقت لگتا تھا۔ دوسری جانب ان کے اسفار بھی خفیہ رکھے جاتے تھے۔ اس لیے ساتھیوں تک واقعے کی مکمل اطلاعات پہنچنے میں وقت کی ضرورت تھی۔ جب ان کی شہادت کا مسئولین کو یقین ہوا تو پھر مجاہدین کے سامنے دوسرا بڑا مسئلہ نئے امیر کے انتخاب کا تھا، جو بہت ضروری تھا۔ کیوں کہ ان جیسے واقعات میں شرعی امر یہ ہے کہ مسلمانوں کے امیر کو بہت جلد منتخب کرنا چاہیے۔ اس لیے اس میں کچھ وقت لگا۔ جنگی حالات میں مجاہدین رہنماؤں کا اکٹھا ہونا بھی ایک مسئلہ تھا، اس لیے بھی اس میں وقت لگا۔

سوال: جس طرح ہر تنظیم اور تحریک کے لیے اس کے رہنما کی موت ایک صدمہ اور عظیم نقصان ہوتی ہے۔ کیوں کہ دنیا میں بہت سی کامیاب تحریکیں تب ناکامی سے دوچار ہوئیں، جب انہیں اپنے رہنما کی موت کا سامنا کرنا پڑا۔ امارت اسلامیہ کو ایک سال کے عرصے میں دو رہنماؤں کی رحلت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ کیا اس کا اثر مجاہدین کی جانب سے اعلان کیے گئے عمری آپریشن پر پڑ سکتا ہے؟

جواب: جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا کہ منصور صاحب کی شہادت امارت اسلامیہ کے لیے ایک بڑا صدمہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ دراصل انفرادی طور پر منصور صاحب کی شخصیت ہمارے لیے ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھی۔ جب کہ ان سے قبل امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی موجودگی امارت اسلامی کے لیے ایک بڑی نعمت تھی۔ یہ تو طبعی امر ہے کہ نعمت کے زوال پر انسان کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اسے افسوس ہوتا ہے، لیکن اجتماعی طور پر ان کی رحلت سے ہماری جدوجہد کمزور ہوئی ہے نہ صف انتشار کا شکار ہوئی ہے۔ کیوں کہ ہماری تحریک دوسری تحریکوں کی طرح افراد کے گرد نہیں گھومتی۔ ہم شخصیت پر جمع نہیں ہوئے، بلکہ اس صف میں موجود ہر شخص ایک خاص ہدف کے لیے شامل ہوا ہے۔ جب تک ہماری صف میں موجود تمام افراد کا ہدف مشترک اور ایک رہے گا، تب تک یہ صف محفوظ رہے گی۔ جب تک ہمارے اہداف میں مسئلہ پیدا نہیں ہوگا، اس وقت تک ہمارے جہادی آپریشن کا سلسلہ بھی ہدف کے حصول تک یونہی جاری رہے گا۔ مجاہدین کی کارروائیوں میں مزید تیزی آئے گی۔ دشمن کے خلاف مجاہدین کے جذبات بھڑک اٹھیں گے اور ان کی ایمانی قوت دشمن کو ناک رگڑنے پر مجبور کرے گی۔ ان شاءاللہ

سوال: کیا اس وقت امارت اسلامیہ سیاسی اور جہادی موضوعات پر مکمل کنٹرول رکھتی ہے یا اسے کچھ مسائل کا سامنا ہے؟

جواب: الحمدللہ! میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ امارت اسلامیہ کی قیادت اور دوسرے جہادی مسئولین جہادی اور سیاسی میدان میں مکمل طور پر سرگرم عمل ہیں، صف میں کوئی مسئلہ اور انتشار نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے مستقبل میں بھی کوئی مشکل سامنے نہیں آئے گی۔ ان شاءاللہ

سوال: امارت اسلامیہ کے مجاہدین اور امت مسلمہ کے لیے منصور صاحب کی شخصیت کتنی اہم تھی؟

جواب: یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ منصور صاحب رحمہ اللہ امارت اسلامیہ میں ایک تجربہ کار اور کامیاب امیر تھے۔ ماضی میں ملا صاحب رحمہ اللہ کی معاونت بڑے اچھے انداز سے کی۔ ملا برادر اخوند فک اللہ اسرہ کی گرفتاری کے بعد جہادی کارروائیاں بڑے اچھے اور منظم طریقے سے آگے بڑھاتے رہے۔ دشمن کو شدید نقصانات پہنچائے۔ اوباما کے منصوبوں کو یکے بعد دیگرے خاک میں ملایا۔ امریکی جنرلوں کو حواس باختہ کرکے استعفوں پر مجبور کیا۔ امریکی جنرلز کا بنایا ہوا 'ظالم افغان ملیشیا' کا منصوبہ ناکام ہوا۔ امارت اسلامیہ کے اتحاد کو نہایت نامساعد حالات میں کاندھا دیا۔ سیکورٹی اور اقتصادی مسائل کے باوجود امارت اسلامیہ کے تمام اداروں کو فعال بنایا۔ داعشی فتنے کا ابتدا میں ہی کام تمام کیا۔ سیاسی میدان میں امارت اسلامیہ کو ایک اونچا مقام دلایا۔ جہادی اور عسکری جدوجہد کے علاوہ امارت اسلامیہ کے دوسرے شعبوں مثلاً؛ میڈیا، عوامی نقصانات کے سدِباب کے لیے قائم کیے گئے کمیشن، فلاحی کاموں، صحت اور تعلیم کے شعبوں، اقتصادی اور دعوتی شعبوں میں مؤثر اور قابل ذکر خدمات انجام دیں۔ ان شعبوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اس پایہ کی نابغۂ روزگار شخصیت کی شہادت طبعی طور پر پوری امارت اسلامیہ کے مجاہدین، افغان عوام، بلکہ پوری مسلم امہ کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

سوال: نئے امیر کے انتخاب کا مرحلہ کیسے طے ہوا؟

جواب: نئے سربراہ کا انتخاب، حوصلے اور بہت غور و فکر کے بعد شرعی احکام کی روشنی میں انتہائی سنجیدگی اور بُردباری سے کیا گیا ہے۔ اگر آپ نئے امیر کے انتخاب کی روداد سن لیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے امارت اسلامیہ کو نہایت تجربہ کار، سنجیدہ اور دینی علوم

سے بہرہ مند، متقی اور مجاہد مسئولین عطا فرمائے ہیں، میں جسے امارت اسلامیہ کی اور عالم اسلام کے لیے ایک عظیم نعمت سمجھتا ہوں۔ گزشتہ جہادی تاریخ کے کچھ رہنما، جو امارت اسلامیہ کی تاسیس سے قبل جہاد کے ذریعے دنیاوی منصب حاصل کرنا چاہتے تھے، ہمارے یہاں امارت اسلامیہ کے مسئولین میں یہ خوبی ہے کہ وہ مسئولیت کا بوجھ اٹھانے سے حتیٰ الامکان گریز کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نئے سربراہ کے انتخاب کے دوران شوریٰ کے ہر رکن کی خواہش یہ تھی کہ امارت کا بوجھ ان کے کاندھے پر نہ ڈالا جائے۔ حتیٰ کہ کچھ ارکان کو امارت کی پیش کش کی گئی، جس سے انہوں نے معذرت اختیار کرلی اور اپنے آپ کو اس مسئولیت کے قابل نہیں جانا۔ یہاں تک شیخ ہبیت اللہ اخندزادہ صاحب حفظہ اللہ بھی اس بارِ گراں کے لیے تیار نہ تھے، لیکن شوریٰ کے تمام ارکان نے متفقہ طور پر ان کو سربراہ منتخب کرلیا۔ اس مجلس کے عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ مجلس کی فضا توکل علی اللہ، باہمی محبت اور تواضع سے بھری ہوئی تھی۔ اس اخلاص اور سچائی کی برکت ہی تھی کہ نئے سربراہ کا انتخاب بغیر کسی رکاوٹ کے عمل میں آیا۔ الحمدللہ! بڑے اچھے طریقے سے انہیں منتخب کیا گیا، جس کے بعد بڑے پیمانے پر ان کی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔

سوال: نئے سربراہ کے انتخاب کے بعد امارت اسلامیہ کے صف اپنی پرانی حالت میں واپس آگئی ہے یا اب بھی ہنگامی صورت حال پائی جاتی ہے؟

جواب: شہید منصور صاحب کی شہادت کی خبر آنے اور نئے سربراہ کے انتخاب کے صرف تین دن تک ہم جہادی کارروائیوں میں کچھ کمی محسوس کر رہے تھے۔ کیوں کہ افغانستان کے طول وعرض میں مجاہدین فاتحہ خوانی، تعزیت اور بیعت کے مراسم میں مصروف تھے۔ اس کے بعد مجاہدین کی کارروائیاں بالکل ماضی کی طرح جاری ہیں۔ ہلمند، قندھار، روزگان سمیت دوسرے علاقوں میں بڑے حملے شروع ہوگئے۔ آپ کے علم میں ہوگا دشمن حواس باختہ ہو چکا ہے۔ مجاہدین دشمن کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہیں اور یہاں کوئی مسئلہ درپیش نہیں۔

سوال: بین الاقوامی میڈیا میں امارت اسلامیہ کے مخالف فریق امریکہ اور ان کی کٹھ پتلیوں کی جانب سے یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ امارت کے امیر کو اس لیے نشانہ بنایا گیا کہ وہ امن مذاکرات کی راہ میں بڑی رکاوٹ تھے۔ افغان امن کے بارے میں امریکہ اور اس کی کٹھ پتلی حکومت کتنی سنجیدہ ہے۔ کیا وہ واقعی امن چاہتے ہیں یا امن کے نعرے صرف نمائشی ہیں؟

جواب: سب سے پہلے امن اور جنگ کے بارے میں فیصلے کا تعلق امارت اسلامیہ کی قیادت اور عسکری مسئولین سے ہے۔ امن اور جنگ کے بارے میں مؤقف منصور صاحب کا انفرادی مؤقف نہیں تھا۔ دوسری بات یہ کہ امریکہ ابھی تک امن کے لیے سنجیدہ نہیں ہے۔ وہ ایک جانب کابل ادارے کی کٹھ پتلیوں سے امن کے جعلی اور نمائشی نعرے لگوا رہا ہے اور دوسری جانب افغان عوام پر بمباری جاری رکھے ہوئے ہے۔ اپنے فوجیوں کے قیام میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔ جارحیت اور افغانستان پر ناجائز قبضے کے لیے مختلف بہانے ڈھونڈ رہا ہے۔ کابل ادارہ بھی امریکی اشاروں کے ماتحت کام کرنے پر مجبور ہے۔ وہ بھی امریکی جارحیت کے خاتمے کی طاقت نہیں رکھتا، اس لیے ان سے امن کی توقع کرنا بے وقوفی ہے۔ اس سے قبل کہ افغانستان کو جارحیت سے نجات دلائی جائے، افغانستان کے مظلوم عوام کا قتلِ عام بند کر دیا جائے۔ امن کے نام پر جعلی پروپیگنڈہ کرنا میرے خیال میں کوئی فائدہ نہیں دے سکے گا۔ یہ صرف امریکہ کی جانب سے دنیا کو دھوکہ دینے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔

سوال: مذاکرات کے بارے میں امارت اسلامیہ کا رسمی مؤقف کیا ہے اور کیوں مذاکرات کی میز پر آنے سے انکار ہو رہا ہے؟

جواب: افغانستان، امارت اسلامیہ کا گھر ہے۔ امریکہ اس پر قابض ہے۔ اگر کوئی شخص مسائل حل کرنے میں سنجیدہ ہے تو اسے چاہیے معقول طریقے سے بات کرے۔ امارت اسلامیہ کا مطالبہ ہے کہ ان کی سرزمین کو جارحیت پسند ممالک چھوڑ کر چلے جائیں۔ ان کا ایک فوجی بھی ہم اپنی سرزمین پر برداشت نہیں کرتے۔ افغانوں کا قتلِ عام بند کیا جائے۔ ہمارے رہنماؤں کے سروں کی قیمتیں لگانے سے گریز کیا جائے اور ان پر عائد سفری پابندیاں اٹھائی جائیں۔ اگر اس کے بعد امریکہ امارت اسلامیہ کے ساتھ برابری کی سطح پر کسی مسئلے پر بحث کرنا چاہتا ہے تو اسے سفارتی طریقے سے گفتگو کرنی چاہیے۔ افغان ظالم قوم نہیں ہے۔ دوسروں کے حق پر آج تک ڈاکا ڈالا ہے اور نہ کسی کی مال وجان اور عزت وآبرو کے لیے خطرہ بنی ہے۔ امریکہ کو تشویش کس بات کی ہے؟ کیوں یہاں بارود کی فصل اگا کر جنگ کو طول دینا چاہتا ہے؟ کیوں افغانوں کو اذیتیں دینا چاہتا ہے؟

یہ تمام وہ مسائل ہیں، جو امریکی جارحیت کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اُسے چاہیے وہ یہ مسائل خود ختم کرے۔ اگر امریکہ اب بھی اپنی حماقت پر قائم رہتا ہے تو ہم انہیں خبردار کرتے ہیں کہ ہماری قوم مرعوب ہونے والی نہیں ہے۔ اس قوم کی تاریخ بڑی شاندار ہے۔ یہاں دنیا کے بڑے بڑے طاقت وروں کی کھوپڑیاں دفن ہیں۔ امریکہ بھی انہی کی راہ پر گامزن ہے۔

سوال: امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے درمیان باہمی اتحاد کس درجے کا ہے؟ کیا اس حوالے سے کوئی مسئلہ ہے؟

جواب: ہم نے اس سے قبل بھی اشارتاً کہا تھا کہ اسلامی امارت کی صف میں کسی اندرونی مسئلے کے پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ نئے سربراہ کا انتخاب بہت احسن طریقے سے عمل میں آیا ہے۔ امارت اسلامیہ کے تحت چلنے والے تمام ادارے اور شعبے منظم انداز میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جہادی کارروائیوں میں مزید تیزی آئی ہے۔ مجاہدین دشمن سے انتقام لینے کے لیے بے تاب ہیں۔ دشمن سے ان کی نفرت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ رہنماؤں کی شہادت کے بعد مجاہدین میں جہاد اور شہادت سے محبت بہت زیادہ دیکھنے میں آئی ہے۔ یہ سب وہ عوامل ہیں، جو ہمیں حوصلہ دے رہے ہیں کہ صف میں کوئی مسئلہ موجود نہیں اور نہ مستقبل میں کسی مسئلے کے پیدا ہونے کے امکانات ہیں۔ ان شاءاللہ

سوال: نئے سربراہ کے ساتھ بیعت کی تفصیلات سامنے آنی چاہییں۔

جواب: نئے سربراہ کے ساتھ بیعت کا سلسلہ نہایت محبت کے ساتھ مکمل ہوا ہے۔ دشمن کی جانب سے فضائی حملوں کے خطرے کے باوجود پورے افغانستان میں بدخشاں سے فاریاب، نورستان اور ننگرہار سے لے کر فراہ، ہلمند اور نیمروز سے لے کر پکتیکا اور خوست تک تمام صوبوں میں علما، مجاہدین اور عوام نے متعلقہ علاقوں کے جہادی مسئولین کے ہاتھ پر بڑے پیمانے پر بیعت کی ہے۔ بیعت کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور اب یہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

سوال: آپ امارت اسلامیہ کے ترجمان کی حیثیت سے مجاہدین اور عالمِ اسلام کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میری تمام مجاہدین سے ایک عام مسلمان بھائی کی حیثیت سے درخواست ہے کہ کوئی بھی واقعہ 'جو مجاہدین سے متعلق ہو اور میڈیا پر اس کا چرچا ہو' اس پر اس وقت تک یقین نہ کیا جائے، جب تک امارت اسلامیہ کا رسمی مؤقف اور بیان سامنے نہ آجائے۔ اگر امیر المؤمنین کی شہادت جیسا کوئی واقعہ پیش بھی آئے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ "یا اللہ! ہمارے شہدا کے لہو سے بنی اس مقدس صف کی حفاظت فرما۔ دشمن کے تمام منصوبے ناکامی سے دوچار فرما"۔ تمام مجاہدین کو چاہیے اپنے امیر کی اطاعت کریں اور ان کے بارے میں حسن ظن سے کام لیں۔ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کریں۔ اپنے تمام مسئولین کے لیے جہاد کی راہ میں استقامت کی دعا کریں۔ ہر مجاہد اپنی انفرادی مسئولیت ادا کرنے پر بھرپور توجہ دے۔ اگر ہم سب اپنی انفرادی ذمہ داریاں اخلاص، محنت اور پوری دل جمعی سے ادا کرتے رہیں تو اس سے ہماری جہادی صف مزید مضبوط ہو گی۔ ہم اپنے ہدف تک پہنچنے میں کامیاب ہوں گے۔ دشمن کے عزائم خاک میں ملیں گے۔

سب سے اہم بات یہ کہ امارت اسلامیہ کو عالم اسلام کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور عالم اسلام بھی امارت اسلامیہ کا شکریہ ادا کرے۔ کیوں کہ مجاہدین ان ہی کی آزادی کے لیے قربانی دے رہے ہیں۔ منصور صاحب کی شہادت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ انہوں نے کوئی دنیوی منصب نہیں حاصل کیا اور نہ وہ انفرادی مفاد کے لیے جدوجہد میں مصروف تھے۔ ان کا خاندان اب بھی معاشی مشکلات کا شکار ہے، لیکن ان کی ساری جدوجہد عالم اسلام کو کفار سے آزادی دینے کے لیے تھی۔ اگر مجاہدین کی قربانیاں نہ ہوتیں تو آج افغانستان کی حالت مختلف ہوتی۔ اب تک آدھے سے زیادہ افغان عوام کو عیسائی بنایا جا چکا ہوتا۔ کیونکہ اس قوم کو کفر اور گمراہی کی طرف دعوت دینے کے لیے کفار عسکری جدوجہد کے ساتھ بے شمار نشریاتی وسائل استعمال کر رہے ہیں۔ ان تمام فتنوں کے سدباب کے لیے میدان میں صرف مجاہدین نظر آتے ہیں۔ اس لیے عوام پر لازم ہے مجاہدین کے شانہ بشانہ کفار اور ان کے معاونین کے خلاف جہاد میں مجاہدین کا ہاتھ بٹائیں اور ان کی صف کو مضبوط بنائیں۔

مجاہدین کے لیے لازم ہے کہ عوام کی حفاظت کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ جنگ کے دوران چونکہ گولہ و بارود کے استعمال کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لیے یہ خیال رہے کہ آپ کی کارروائی کے دوران عوام کو نقصان نہ پہنچے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے عوام کے اذہان میں مجاہدین سے نفرت جنم لیتی ہے۔ اس لیے لوگوں کی عزت و آبرو، مال و جان کی حفاظت اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ عام لوگوں کو ہاتھ یا زبان سے بھی تکلیف نہ دی جائے۔ ان ذمہ داریوں کا ہر مجاہد کو خیال رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ امتحان کی اس گھڑی کو مختصر فرمائیں گے۔ ہم سب آزادی اور اسلامی شریعت کی فضا میں ایک مرتبہ پھر سانس لیں گے، لیکن اس کے لیے صبر، حوصلہ، برداشت اور قربانی کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَكَأَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ

"اور کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا، ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے، تو نہ سُست پڑے اُن مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں اور نہ کمزور ہوئے (باطل کے خلاف) اور نہ دبے، اور صبر والے (مؤمن) اللہ کو محبوب ہیں"۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: رمزِ اکابر؛ حضرت مولانا مفتی عبید اللہ القاسمی علیہ الرحمہ کی رحلت

بس یہاں دوبارہ یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ علمائے پاکستان پر واجب ہے کہ وہ کم از کم مسلط نظام سے کنارہ کش رہیں، موجودہ سیاست سے دور رہیں اور ان حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں کی ذرّہ برابر تائید نہ کریں۔ خدارا! اپنا وزن ان کے پلڑے میں نہ ڈالیں۔ اگر مخالفت کی سکت نہ ہو تو خاموش رہیں اور دل میں انھیں برا جانیں۔ اور جو ہمت رکھتا ہو تو زبان اور ہاتھ سے ان کی مخالفت کرے۔ آج قرآن اور سلطان علیحدہ ہو چکے ہیں، ہم نے قرآن کا ساتھ دینا ہے، سلطان کی مخالفت میں! باقی مجاہدین الحمدللہ اس نظام کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں اور وہ اپنی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ استطاعت اور قوت میں اضافہ کر رہے ہیں تاکہ قوت کے بل بوتے پر اس نظام کو ختم کیا جائے اور اس ملک کو حقیقی آزادی دلائی جائے جہاں اسلام آزاد ہو اور سب مسلمان اس اسلام کے پابند ہوں۔ پس چاہیے کہ دین مخالفین، شریعت دشمنوں کے مقابلے میں مجاہدین اور دینی طبقے کا وزن ایک پلڑے میں ہو اور یہی عمل اہلِ دین کی قوت کا ضامن ہے!

اللہ تعالیٰ اس دور میں ہمیں دین کا درست فہم عطا فرمائیں اور اس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

☆☆☆☆☆

مخلوط تعلیم کا مسئلہ

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر نور اللہ مرقدہ

اب یہاں اسکول کی تعلیم کا مسئلہ ہے۔ اس وقت آپ کے یہاں جو اسکول ہیں ان میں بے پردہ نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کا آپس میں اختلاط ہوتا ہے لہٰذا ان کا دین وایمان سب ختم ہو جاتا ہے، عشق بازی اور بدمعاشی میں مبتلا ہو کر شادی سے پہلے ہی شادی ہو جاتی ہے لہٰذا اپنی اولاد کو دوزخ میں جس کو ڈالنا ہو وہی اسکول بھیجے۔ سوچیے کہ لڑکے اور لڑکیاں ساتھ ہوں اور شہوت کی آگ نہ بھڑکے گی؟ آگ اور پیٹرول ساتھ رہ سکتے ہیں؟ پٹرول پمپ پر لکھا رہتا ہے No Smoking Please اور عرب میں لکھا ہوا ہوتا ہے ممنوع التدخین پٹرول پمپ کی تو حفاظت ہو رہی ہے آگ سے اور عشق کے پٹرول پمپ پر حسینوں کی آگ سے تباہی نہ پھیلے گی؟ لہٰذا حسینوں سے دور بھاگو اور گالوں کو سمجھو کہ سرخ انگارے ہیں۔ خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں؎

دیکھ! ان آتشیں رخوں کو نہ دیکھ

ان کی جانب نہ آنکھ اٹھا زِنہار

دور ہی سے یہ کہہ الٰہی خیر

وقنا ربنا عذاب النار

اور غالب کہتا ہے؎

آگرے کے شعلہ رُو ہیں آگ رے

بھاگ رے مرزا یہاں سے بھاگ رے

خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، چچازاد بہنوں اور اپنی سالی یعنی بیوی کی بہن سے پردہ لازم ہے تو غیر رشتہ دار نامحرموں سے اختلاط کیسے جائز ہوگا؟ کراچی کا واقعہ سن لیجئے۔ ایک صاحب بہت ہی دین دار تھے ڈاڑھی بھی رکھ لی تھی، لوگ ان کے پاس امانتیں رکھواتے تھے لیکن سالی سے پردہ نہیں کرتے تھے۔ اس ایک نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے عشق میں مبتلا ہو گئے، بارہ بجے رات کو ڈاڑھی منڈائی اور سالی کو لے کر دوسرے ملک کو بھاگ گئے، چھوٹے چھوٹے بچے آج تک رو رہے ہیں کہ ابا کہاں ہیں۔ لہٰذا پردۂ شرعی کی بہت سخت ضرورت ہے۔ اس لیے اپنی بیوی کی بہنوں سے اور تمام نامحرموں سے پردہ کیجئے اور بھابھی سے تو اور بھی زیادہ خطرناک معاملہ ہے، اس سے سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں شوہر کے بھائی سے پردہ کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوہر کا بھائی تو موت ہے موت۔ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک شخص ان سے بیعت ہوا اور اس نے اپنی بیوی کو شرعی پردہ کرانا شروع کیا۔ ان کا بھائی آیا جو پہلے بھابھی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا تھا لیکن اب ان کو باہر کھانا کھلا کر رخصت کر دیا تو بھائی صاحب ناراض ہو گئے اور کہا کہ میں اب کبھی تمہارے یہاں نہیں آؤں گا، تم میرے بھائی نہیں ہو تم نے میرا بائیکاٹ کیا، تم کیسے بھائی ہو۔ غرض سخت ناراض ہو گئے تو حضرت کو بلایا۔ حضرت نے ان کے بھائی کو بلایا اور پوچھا کہ آپ کیوں ناراض ہیں؟ کہا کہ بھائی کے یہاں آیا تھا، بھائی نے غیروں کی طرح معاملہ کیا، بھائی والا معاملہ نہیں کیا، بھابھی سے نہیں ملنے دیا۔ فرمایا کہ کیا آپ بھائی سے ملنے آئے تھے یا بھابھی سے؟ کہا کہ بھائی سے۔ فرمایا کہ بھائی ملا؟ کہا کہ ہاں ملا تھا۔ بھائی نے کھانا وغیرہ کھلایا تھا یا نہیں؟ کہا ہاں کھلایا تھا، تو پھر آپ کو کیا غم ہے؟ معلوم ہوا کہ آپ بھائی سے نہیں بھابھی سے ملنے آئے تھے۔ حضرت نے جب یہ فرمایا تو بھائی کی سمجھ میں بات آگئی اور ناراضگی دور ہو گئی۔ بہر حال اپنے گھروں میں شرعی پردہ کیجئے اور کسی کا بالکل خوف نہ کیجئے

؎ سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے

پیشِ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہیے

پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

خاندان سے مت ڈرو، معاشرہ سے مت ڈرو، معاشرہ کوئی چیز نہیں، زمانہ کوئی چیز نہیں۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو لوگ مُلّا ہو کر یہ کہتے ہیں کہ بھائی ہم کیا کریں زمانے سے مجبور ہو گئے، معاشرہ سے مجبور ہو گئے، سوسائٹی سے مجبور ہو گئے تو مفتی اعظم پاکستان نے فرمایا کہ دیکھو زمانے کو خدا مت بناؤ، زمانہ ہمارا خدا نہیں ہے۔ اب شعر سنو جو حضرت مفتی صاحبؒ کا ہے؎

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں

ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

زمانہ کیا چیز ہے؟ زمانہ ہم بناتے ہیں، ساری دنیا اگر بے پردہ ہو جائے آپ پردہ کیجئے، ساری دنیا بے ڈاڑھی ہو جائے آپ ڈاڑھی رکھ لیجئے، ساری دنیا خدا سے کافر ہو کر بھاگ جائے ہم مومن رہیں گے ان شاء اللہ، ہم اللہ پر جان دینے کے لیے تیار ہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ اکیلا چنا بھاڑ کو کیسے پھوڑ سکتا ہے، سوسائٹی اور زمانہ تو بھاڑ ہے اور اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا تو ایک مجذوب نے اس کا کیا عمدہ جواب دیا کہ اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا لیکن خود تو پھوٹ سکتا ہے۔ تم اپنی جان اللہ پر فدا کر دو تم اپنی جنت بنالو، تمہارا تو کام بن گیا۔

☆☆☆☆☆

اپنے منہج سے منحرف کون ہوا؟!

ادارہ نوائے افغان جہاد، شیخ احمد الحمدان حفظہ اللہ کی کتاب "Methodological difference between ISIS and AlQaida" کا اردو ترجمہ سلسلہ وار پیش کر رہا ہے۔اس کتاب میں مصنف نے داعش کی غلاۃ کی جانب سے عالمی تحریک جہاد اور اُس کے قائدین کے بارے میں کیے گئے منفی اور بے سروپا پروپیگنڈے اور کذب بیانی کا رد کیا ہے۔ برادرم منصور کوہستانی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس خدمت پر اُن سے راضی ہوں، آمین (ادارہ)

داعش کے ترجمان عدنانی کا دعویٰ ہے کہ ''القاعدہ اسامہ'' کی ''القاعدہ ایمن'' میں تبدیلی کی وجہ ایک انحراف یہ بھی ہے کہ یہ لوگ اکثریت کی پیروی کرتے ہیں! ایک بیان میں وہ کہتا ہے کہ ''ہمارا یہ منہج کبھی نہیں رہا اور نہ کبھی ہو گا''... جن میں القاعدہ 'منحرف' ہوئی' اُنہیں بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''لیکن اصل معاملہ تو کج مذہبی اور گمراہ کن راستہ ہے جو کثرت رائے کی پیروی کرتا ہے''۔

'کثرت رائے' کے مسئلہ کے بارے میں، شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے دور امارت کے قائدین کے مختلف بیانات کا ہم جائزہ لیں گے۔ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''بہت سے ایسے بڑے معاملات ہیں جن کے بغیر میں کسی بھی اسلامی تحریک کو 'اسلامی' نہیں سمجھتا۔ ان میں سے کچھ مسائل یہ ہیں: شریعت کو نظام عدالت کا منبع بنانے کے لئے اور اس کے لئے آئین، قوانین اور کثرت گمان سے بالا تر ہو کر سر گرم ہونا۔ در حقیقت، خلافت کی عسکری شکست جس کا خلافت کے حصے بخرے ہونے سے آغاز ہوا اور پھر پہلی جنگ عظیم کے بعد خلافت کے اختتام نے ہمیں ایک نفسیاتی شکست سے دوچار کیا، ساتھ ساتھ عسکری شکست نے ہمیں شریعت کے ہی دشمنوں کے اسباب اختیار کر کے نفاذ شریعت کے لیے کوشاں کیا اور (یعنی ہمیں پابند کیا کہ) ہم نفاذ شریعت بھی ایسے ہی کریں گے جیسے شریعت سے ہٹ کر کسی بھی چیز کو لاگو کیا جاتا ہے اور ہم اکثریت کے گمان و اٹکل پچو کو اقتدار اعلیٰ مان کر (نفاذ) شریعت کی درخواست کریں،، بالکل ایسے جیسے کوئی عیسائیت قبول کر کے شراب پر پابندی لگانے کی پرسش کرے... تو کیا یہ منطقی رویہ ہے؟''

[اقتباس از بیان: تنزلی کے لاحاصل دائرہ سے آزادی]

انہوں نے مزید کہا کہ:

''جب تک کہ ہمارے ممالک میں شرعی حکومت قائم نہیں ہوتی اور فرد واحد کے قانون کی بجائے شریعت باقاعدہ ایک ضابطہ قانون نہیں بنتی اور جب تک کہ شریعت تمام قوانین وضوابط اور ذرائع استصواب سے بلند و بالا تر نہیں ہو جاتی، تب تک خلافت کبھی بھی قائم نہ ہو پائے گی۔ ہمیں لازماً ایک ایسی ریاست کے قیام کے لئے کوشش کرنی چاہیے جو ایک الہامی و مقدس نظام رکھتی ہے اور لادینیت (سیکولریزم) اور کثرت رائے پر مبنی ضابطہ کو مسترد کرتی ہے...اور پھر تمام اسلامی تحریکوں کو ایک مشترکہ ہمہ گیر حدف کی طرف متحد کرنے کا اعلان کرتی ہے۔ اولاً: شریعت اسلامیہ کو حَکَم بنانا اور عامۃ الناس کو مقتدر اعلیٰ تصور کرنے والی عوامی حاکمیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے تمام اصولوں، عقائد اور قوانین بنانے والے دوسرے تمام ذرائع کا انکار کرنا ہے''۔

[اقتباس از بیان: شکست خوردہ صلیبی اور فاتح امت]

انہوں نے مزید فرمایا:

''اسلامی سلطنت ایسی سلطنت ہوتی ہے جو شریعت کو ضابطۂ قانون بناتی ہے، جس کے لیے مقتدر اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے، جس میں شرعی حکومت ہوتی ہے اور حکومتی نظام شوریٰ کے تحت ہوتا ہے جو شریعت کا پابند ہوتا ہے اور احکامات شریعت کے خلاف کسی صورت عمل نہیں کرتا۔ فقہائے کرام کے مطابق 'مقتدر اعلیٰ' کا مفہوم ایسے اعلیٰ ترین حاکم کی جانب معاملات کو لوٹانا ہے کہ جس سے بالا تر اور کوئی حاکم نہیں۔ اس کے برعکس دوسری جانب، لادین اور وطن پرست حکومت شریعت کو اپنا قانون نہیں بناتی، اکثریت کے گمان پر قائم ہوتی ہے یا ووٹ کے ذریعے سے رائے عامہ کی خواہشات کے عین مطابق۔ چنانچہ، ایسی سلطنت میں اقتدار بھی لوگوں کا ہوتا ہے اور حکومت بھی ان کی خواہشات کے مطابق ہوتی ہے۔ اور جمہوری نظام حکومت جو پیروی ہی اکثریت کے خیالات پر کرتا ہے اور اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ یہی سب سے پہلا سنجیدہ قابل غور فرق ہے''۔

[اقتباس از بیان: اقرار توحید کے اطراف میں اتحاد]

اپنے سلسلہ گفتگو ''ہماری مصری عوام کے لئے پیغام امید وانبساط'' میں وہ فرماتے ہیں:

''جمہوری ریاست ایک لادین ریاست ہی ہو گی یعنی ملحد ریاست، کیونکہ اس کے اندر حکومت اور استصواب کا ضابطہ 'اللہ الواحد عزوجل کی مِلک نہیں بلکہ لوگوں کی ہواء (خواہشات) پر مبنی ہوتے ہیں... مصری نظام حکومت جمہوری ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، یعنی یہ کہ اس کا قوانین کے منبع و مراجع عوامی اکثریت کی خواہشات ہیں۔ جب کہ دوسری جانب، اسلامی طرز حکومت شوریٰ کی اساس پر مبنی ہوتا ہے جس میں امت 'شریعت کی روشنی

میں فیصلوں کا اہتمام کرتی ہے اور (خلاف ورزی کرنے کی صورت میں) اپنے ہی منتخب کردہ ذمہ دار حکام کے خلاف مقدمہ کے لئے رجوع کرتی ہے"۔

انہوں نے مزید کہا:

"لیکن جو بھی معاملے کی گہرائی تک پہنچ گیا وہ جمہوریت کی حقیقت کو پالے گا، تحقیق کرنے پر معلوم ہو گا کہ جمہوریت ایک ایسا مذہب ہے جو ایک بت کا پجاری ہے یعنی "اکثریت کی خواہشات"، جو کسی مذہب، ضابطۂ اخلاق، اقدار اور اصول کی پابند ہی نہیں۔ بس سب کچھ عارضی سا ہے اور ووٹروں کی تعداد کے مطابق اس میں ردوبدل بھی کیا جا سکتا ہے"۔

[اقتباس از بیان: ہماری مصری عوام کے لئے پیغام امید وانبساط]

انہوں نے مزید کہا:

"یہی تو جمہوریت کی حقیقت ہے۔ جو دین سے ہر متضاد اور رزیل چیز کو جائز قرار دیتی ہے۔ طویل عرصے سے اکثریت اس نظام کی حامی رہی ہے۔ در حقیقت جمہوریت، کسی ضابطۂ اخلاق اقدار یا مذہب کی طرف رجوع کیے بغیر بس ووٹ گننے کا ایک کھیل ہے۔ اور یہ شریعت سے متعلقہ شوریٰ اور جمہوریت کے درمیان ایک بنیادی اختلاف و فرق ہے۔ ایسی دورنگی تو شوریٰ کے لئے ممکن ہی نہیں کہ مثلاً اسلامی ریاست قیدیوں اور ان پر ہونے والے مظالم کی روک تھام کے حوالے سے ہونے والے معاہدوں کی پابندی کا اقرار کرے اور پھر ان معاہدوں کی خلاف ورزی بھی کرے، صرف اس لیے کہ شوریٰ کونسل کی اکثریت نے اس کی منظوری دے دی ہے"۔

[اقتباس از بیان: ہماری مصری عوام کے لئے پیغام امید وانبساط]

شیخ آدم غدن (عزام امریکیؒ) فرماتے ہیں:

"نفاذ شریعت کوئی حقِ انتخاب نہیں جو ووٹ سے مشروط ہو۔ میں توجہ دلاتا ہوں کہ شرعی حکومت کا قیام ایک ایمانی فریضہ اور ادائے بندگی کا ایک مقدس عمل ہے۔ یہ کوئی ایسا اختیار نہیں جو اکثریت کی رضامندی یا ووٹ کے تابع ہو۔ علاوہ ازیں، میں یہاں یہ بھی نہیں کہتا کہ شرعی حکومت کے حوالے سے بھی اکثریت کو رائے دہی کا موقع فراہم کیا جائے کہ چاہے تو وہ شریعت کا انتخاب کریں یا چاہے تو شریعت کو پس پشت ڈالنے کا فیصلہ دیں"۔

[شہادت وقربانی کی امت، صفحہ ۱۱۷]

تو کیا عدنانی 'القاعدہ کے ان نظریات و موقف سے ناواقف تھا؟! اور اگر ناواقف ہی تھا تو کیسے بلا تصدیق وہ یہ سب غافلانہ الزامات عائد کرتا ہے؟!

کثرت رائے عامہ کے دو مقاہیم لئے جاسکتے ہیں۔ اول یہ کہ کسی بھی معاملے کا فیصلہ کرنے میں رائے عامہ کو ہی کسوٹی بنا لیا جائے۔ ہماری شریعت اس کا مکمل انکار کرتی ہے۔ جیسا فرمانِ الٰہی ہے:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (الاحزاب: ۳۶)

"اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا"۔

یہ کہ جن معاملات کے حتمی فیصلے اللہ نے نازل فرمادیئے ہیں، ان کے انتخاب اور قبول عام کے لئے رائے عامہ ہموار کرتے پھریں۔ اس کج روی کی بجائے ہم احکامات شریعہ کو فی الفور قبول کرتے ہیں۔ کثرت رائے کا دوسرا مفہوم کہ وہ معاملات جن کے بارے میں قرآن و سنت میں واضح احکامات نہیں اور ایسے واقعات خلفائے راشدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں روپذیر ہوئے ہیں۔ نیز یہ کہ مسلم حاکم کے تقرری کا کوئی مخصوص طریقہ بھی درج نہیں۔ خلیفۂ سوم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت تب سنبھالی جب کچھ بزرگ حضرات نے انہیں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی۔ لہٰذا یہ بالکل واضح ہے کہ القاعدہ ایسی کثرت رائے عامہ جو کہ اپنی خواہشات کی پیروی کی مدعی ہو' کو اس کے مفہوم اول میں کلی طور پر مسترد کرتی ہے۔ یہ جمہوریت (عوامی رائے سے قائم شدہ حکومت یا عوامی حکومت) کے عین مترادف ہے۔

نقطۂ چہارم: جمہوری اسلام پسند[4]

یہ موضوع داعش کے الزامات کے تحت یہ ایک وسیع ترین عنوان ہے کیونکہ یہ عام وخاص مفہوم میں منقسم ہے۔ جن ہیں ایسے الزامات شامل ہیں کہ یہ ("القاعدہ ایمن") کسی طاغوت (کفر کے سرغنہ، کفار حاکمین) کی تکفیر نہیں کر رہی، جس سے ان (داعش) کی مراد جمہوری اسلام پسندوں (کی عدم تکفیر) ہے۔ اور دوسرا ان (جمہوری اسلام پسندوں) کے

4 داعش ایسے اسلام پسندوں کے انحراف پر تکفیر لاگو کرنے کے بارے میں سوچ بچار نہیں کرتی! اور یہ اس کے سرکاری رسالہ "دابق"، صفحہ ۲۰ میں آچکا ہے، "کیا حارث النظاری اپنے اس رہنما کی حکم عدولی کرے گا، جس کا دفاع حارث نے یہ کہہ کر کیا کہ وہ منحرف نہیں ہوئے؟!" پھر انہوں نے تنقیدی حاشیہ میں اس گمراہی کی وضاحت بیان کی کہ "الظواہری' اطاعت شعار پارلیمانی اراکین کی تکفیر نہیں کرتے اور نہ ہی روافض اور مجوسیوں کی تکفیر کرتے ہیں"۔

لئے دعائیں کرنا اور ان کو ابطال امت قرار دینا ہے ![5]

مثال کے طور پر، عدنانی ایک بیان بعنوان "ہمارا یہ منہج نہ کبھی رہا اور نہ ہی کبھی ہو گا" میں کہتا ہے:

"طاغوتی اخوان المسلمین جو ایک عرصہ سے مجاہدین کے خلاف جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں اور رب رحیم کی شریعت سے ہٹ کر حکومت کرتی ہے، اس کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں اور اس سے نرمی برتی جاتی ہے اور اسے امت کے لئے امید اور ابطال امت میں شمار کیا جاتا ہے... یارب! ان سے باز پرس کر کہ انہوں نے سیناء میں موحدین کے قاتلوں کا مکروہ چہرہ کیوں نہ دکھایا؟ اور لوگوں کو قاتلوں کے خلاف لڑائی پر کیوں نہ اکسایا؟ اور وہ اپنے طاغوت کی مدح سرائی اور ان کے لئے دعائیں کیوں کر رہے ہیں!؟"۔

عدنانی نے یہاں مضمون کی اصل عبارت کو نکال دینے کی کوشش کی ہے! تاکہ لوگ یہ یہ باطل گمان رکھیں شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری نے کچھ بھی تمام احوال سے صرف نظر کیا ہے حالانکہ شیخ ظواہری حفظہ اللہ نے تمام احوال وحالات بیان کرنے کے بعد محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے اور حکمتِ دعوت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ڈاکٹر محمد مرسی کو بطل امت قرار دے کر اس کے لئے دعائیں کیں!

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ 'ڈاکٹر محمد مرسی کو پیغام دیتے ہوئے "لا حاصل اور تنزلی کے دائرہ سے آزادی" نامی بیان میں فرماتے ہیں:

"آج آپ ایک عظیم آزمائش سے دوچار ہیں۔ اگر غیر متزلزل انداز سے، جھجک اور جلد بازی کے بغیر آپ حق پر تمسک اختیار کرتے ہیں، سہل اور واضح انداز میں شرعی حکومت کا اعلان کرتے ہیں، اور آپ فاسد نظام عدلیہ اور لادین قوانین و آئین کو مسترد کرتے ہیں، اور مقبوضہ مسلم علاقوں کی ایک ایک انچ سرزمین کی آزادی کے لیے پُر زور تقاضا کرتے ہیں، اس معاملے پر سمجھوتوں پر مبنی کسی بھی معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں، اور آپ حقیقی مالک الملک سے عہد کرتے ہیں کہ آپ اظہار حق کا فریضہ ادا کریں گے جو جو شریعت نے آپ پر فرض کی ہے اور اس عمل میں ذرہ بھر بھی مداہنت اختیار نہیں کریں گے...تب اس مقام پر، میں آپ کو خوش خبری دیتا ہوں کہ آپ اس امت کے ابطال اور ممتاز اور عظیم رہنماؤں میں سے ہوں گے۔اور امت کے دشمنوں کے خلاف جنگ میں آپ مصر اور دنیا میں امت کو مجتمع کر لیں گے"۔

اس کے بعد کیا کوئی شک باقی ہے کہ اگر ڈاکٹر مرسی 'انسان کے بنائے ہوئے قوانین اور لادین آئین سے لا تعلقی اختیار کرتے اور نفاذ شریعت اور جہاد کا اعلان کرتے تاکہ مسلم سرزمینوں کے ایک ایک انچ تک آزاد کروایا جائے اور کسی بھی بین الاقوامی معاہدے کو تسلیم نہیں کرتے، تب ہی وہ امت کے ہیرو میں شمار ہوتے!؟

لہٰذا معاملہ ویسا نہیں جیسے عدنانی نے تلبیس کے ذریعے پیش کیا گیا کہ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے مرسی کو امت کا بطل قرار دیا ہے چاہے مرسی (مذکورہ بالا امور کے) برعکس امور انجام دے!!

چنانچہ جہاں تک مرسی کے لیے دعا کرنے کا معاملہ ہے، شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے ڈاکٹر مرسی کے لیے ہدایت ہی کی دعا کی تھی! اسی بیان میں انہوں نے کہا:

"میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کے دل کو ہدایت بخشے اور آپ کے دینی ودنیاوی معاملات میں درستی فرمائے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو قلبی استقامت عطا فرمائے اور آپ کے دل کو توکل، ایمان اور قوت سے بھر دے تاکہ آپ خوف ودہشت دہ ہوئے بغیر اور مصلحتوں اور چالوں سے بچ کر اس کے دین، اس کی شریعت کو قائم کریں"۔

سو اُس کے لیے ہدایت کی دعا کرنے میں کیا قباحت ہے؟! نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ سے دعا کی تھی کہ اسلام کو عمر ابن الخطاب یا ابو جہل سے تقویت عطا فرمائے...اگرچہ اس وقت دونوں ہی اسلام کے لیے سخت ضرر رساں تھے؟! یہ بہت ہی وسعت بھری تمنا تھی کہ حالانکہ (انہی عمر رضی اللہ عنہ کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کرنے والے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ فرماتے تھے کہ) عمر کا گدھا بھی اگر اسلام لے تو عمر تب بھی اسلام قبول نہیں کرے گا....!!! لیکن نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

"یا اللہ، عمر ابن الخطاب یا ابو جہل، تجھے دونوں میں سے جو پسند ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما"۔(امام ترمذیؒ اور شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے)

پیشتر اس کے ایسا ہی معاملہ "القاعدہ اسامہ" کے دور بھی پیش آیا تھا، جب شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ نے حماس کو پیش آنے والے مسائل کو بیان کیا جو مرسی کو درپیش مسائل جیسے ہی تھے اور انہوں نے اپنے پیغام کے آخر میں کہا:

---

[5] عموماً شروع سے ہی جہادی گروہ اس شخص کو طاغوت کا لیبل لگاتے ہیں جو شریعت کا نفاذ نہیں کرتا، ان کے نزدیک وہ شخص فاسق وکافر ہے کیونکہ شریعت کا نفاذ نہ کرنا بذاتِ خود کفریہ فعل ہے۔ کچھ اسلام پسند اختیارِ منصبی پر پہنچے تو ہیں لیکن شریعت کا نفاذ کرنے میں ناکام ہی رہے، چنانچہ جہادی اس سلسلے میں اپنے مؤقف کے اعتبار سے منقسم ہو گئے ہیں۔ کچھ جہادی فوراً ان کے کافر ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں جب کہ دوسرا جہادی طبقہ انہیں کافر قرار نہیں دیتا۔ اور ہم نے اس کتاب کے شروع میں ہی ذکر کر دیا تھا کہ دو گروہوں کے درمیان کچھ اختلافات ہیں۔ ایک گروہ فی الفور تکفیر لگاتا ہے جب کہ دوسرا گروہ کفر کے مرتکب کی خلاصی کرتا ہے... اور وہ اس لیے اس پر تکفیر کا حکم نہیں لگاتے کیونکہ یا تو وہ بے علم انسان ہے یا پھر غلط عقائد وغیرہ رکھتا ہے۔

”یااللہ حماس کی رہنمائی فرمااور انہیں حق و تجدید عہد کے راستے پر گامزن کر دے آمین“۔

[اقتباس از بیان: ”حماس اور آسان فتح“ صفحہ ۵]

جہاں تک تعلق ہے ان کی تکفیر نہ کرنے اور ان سے جنگ نہ کرنے کی، تو پھر ”القاعدہ اُسامہ“ کے بہت ہی ممتاز رہنماؤں نے حماس حکومت کی تکفیر نہیں کی، ان میں سے دو لیبی علما (یعنی شیخ عطیۃ اللہ اللیبی اور شیخ ابو یحییٰ الیبیی رحمھما اللہ) اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ ہیں! جب کہ شیخ عطیہ اللہ اللیبی رحمہ اللہ نے دو ٹوک انداز میں اعلان کیا،

”حماس سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس پر شرمندہ ہوں گے اور ان کی تصریحات غلط تھیں اور جو انہوں نے اپنے قابل اعتماد علما سے فتاوی لیے، ہم انہیں کفر کے مرتکب نہیں پاتے بلکہ ہم انہیں مسلمان ہی دیکھتے ہیں جن سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اور ہم ان کی رہنمائی و نصیحت کی ویسے ہی کوشش کرتے ہیں جیسے تمام مسلمانوں کے لئے کرتے ہیں“۔

[Ajwibathul Hisba, page 72]

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے ”القاعدہ اسامہ“ کے وقت کہا تھا کہ:

”حماس کے رہنماؤں کی تکفیر کرنے پر میں متفق نہیں ہوں۔ چونکہ مخصوص فردِ واحد کی تکفیر ایک سنگین معاملہ ہے اور ضروری ہے کہ عملِ تکفیر کے لیے تمام شرائط پوری ہوں اور اس کے علاوہ کوئی ممکن روک تھام نہ ہو۔ میں اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس معاملہ کو چھوڑ ہی دیں اور اس بات پر توجہ دیں کہ حماس اگر حق پر چلے تو اس کی حمایت کریں اور اگر وہ تعلیم و تربیت، تبلیغ اور انصاف کے قاعدہ میں غلطی کریں تو ان پر تنقید کریں“۔

[اقتباس از: شیخ ایمن حفظہ اللہ کے مقالات، مراسلات اور ہدایات کا مکمل مجموعہ: صفحہ ۴۷۵]

درحقیقت تُرکی بن علی نے شیخ المقدسی کو خط لکھا تھا، جس کا ذکر شیخ عبد اللہ الحسینی نے اپنی کتاب ”السوائق الحسینیه فی ضاحض الاستدلالیه و المنامعیه“ صفحہ ۶ میں کیا تھا، جس میں انہوں نے کہا:

”میرے عزیز شیخ، میں حق کی جانب آپ کا مؤقف جانتا ہوں اور یہ بھی کہ آپ اللہ کی راہ میں کسی الزام و ملامت کا خوف نہیں کرتے اور مجھے اب بھی اچھی طرح سے یاد ہے حکومتِ حماس کی تکفیر کے معاملہ میں آپ نے شیخ ایمن الظواہری، شیخ ابو یحییٰ اللیبی، شیخ عطیہ اللہ اللیبی اور شیخ ولید الغازی الانصاری، شیخ ابو قتادہ الفلسطینی، ابو بصیر طرطوسی اور بہت سے دوسرے اشخاص کی مخالفت کی“۔

مسجد ابنِ تیمیہ میں قتلِ عام کے بعد جاری کی جانے والی ایک فلم، ”مغرب اور تاریک سرنگ“ میں ”القاعدہ اُسامہ“ سے شیخ عطیہ اللہ رحمہ اللہ نے حماس کے معاملے میں کہا: ”اور ہم اللہ ذوالجلال والاکرام کے سامنے اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں، ان کبیرہ گناہوں سے جس کا حکومتِ حماس نے ارتکاب کیا کہ محض اپنی مخالفت کرنے والے مجاہدین کا قابلِ مذمت قتل کیا گیا۔ اور ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اللہ ذوالجلال کا خوف کریں اور ہم انہیں اللہ کے غضب سے خبردار کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس بات کو بھی درست نہیں سمجھتے کہ ہمارے بھائی حماس اور اس کے جنگجوؤں سے تصادم کا راستہ اختیار کریں“۔

جماعت التوحید والجهاد في غزة کے امیر شیخ ابو ولید المقدسی، منبر التوحید والجهاد میں فتویٰ نمبر ۱۱۲۸ میں حماس کے متعلق فرماتے ہیں:

”لیکن ہر خطے کے اپنے حالات ہوتے ہیں اور ہر جماعت کی اپنی قابلیتیں اور صلاحیتیں ہوتی ہیں، تاہم غزہ کے بھائیوں کی اپنی حکومت کے خلاف لڑائی کو ہم درست نہیں گردانتے۔ کیونکہ حکومت کے خلاف لڑائی ان کی طاقت کا زیاں بنے گی اور انہیں خاتمے تک بھی لے جائے گی۔ خصوصاً جب کہ وہ کمزور ہیں اور مقابلے کی جلد بازی بہت سے معصوم مسلمانوں کے خون کے زیاں کا سبب بن جائے گی، جو لوگوں کو توحید کی پکار سے دور کر دے گی“۔

اور شیخ ابو محمد المقدسی حفظہ اللہ، جن کے انحرافات (بقول تمہارے دعوؤں کے) کے باوجود تم نے انہیں اپنے ساتھ شمولیت کی دعوت دی، منبر التوحید والجهاد کے فتوے نمبر ۱۵۹۹ میں موجود ایک بیان میں فرماتے ہیں:

”اسی طرح سے، حکومتِ حماس کے خلاف لڑائی کے معاملہ میں انہوں نے جو کچھ بھی لکھا ہو، ہم نے نہ ہی فتوی دیا اور نہ بلاوا، اس کی تحریک سے صرف نظر کرو“۔

نقطۂ پنجم: کس نے کس سے غدّاری کی؟!

عدنانی نے دعویٰ کیا ہے کہ داعش از روئے بیعت القاعدہ کی پابند نہیں اور یہ تو بس احترام کا ایک رشتہ ہے اور یہ کہ القاعدہ نے بغدادی اور جولانی کے درمیان تنازعہ پر مداخلت کر کے اس فرد کی حمایت کی جس نے اپنے لیڈر سے غدّاری کی! اور عدنانی نے اس پر علیحدہ سے اس بیان بعنوان ”اعتذار یا امیر القاعدہ“ میں تفصیلی بات کی ہے...

(بقیہ صفحہ ۷۳ پر)

شیخ ابو محمد مقدسی حفظہ اللہ

بشریتِ انبیاء علیہم السلام:

تمام تر عظمت و جلالت کے باوصف انبیاے کرام علیہم السلام بہ ہر آئینہ مخلوق ہیں اور جنسِ بشر سے تعلق رکھتے ہیں؛ خصایصِ ربوبیت والوہیت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے بل کہ اُن میں انسانوں ہی کی خصوصیات ہوتی ہیں، مثلاً گاہے وہ بیمار ہوتے ہیں؛ دنیاے فانی کو الوداع کہہ کر دارِ بقا کی جانب کوچ کرتے ہیں اور انھیں کھانے پینے کی بھی احتیاج ہوتی ہے؛ اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ(الاعراف:۱۸۸)

”کہہ دو: میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع و نقصان پر کوئی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر کا بڑا خزانہ جمع کر لیتا اور مجھے کوئی گزند نہ پہنچ پاتا؛ میں تو بس ان لوگوں کے لیے ایک ہوشیار کرنے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں جو ایمان لائیں۔“

ختمِ نبوت:

ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا والمرسلین ہیں؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اب شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا السلام ہی کو قیامت تک کے لیے تمام شریعتوں پر بالادستی حاصل ہے۔

کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا تاآنکہ وہ شریعت محمد علی صاحبہا السلام کی اتباع کرے اور اس کے احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے؛ ارشادِ خداوندی ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَــرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِــيْمًا(النساء:۶۵)

”تیرے رب کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں ہیں، جب تک اپنی نزاعات میں تمھی کو حکم نہ مانیں اور جو کچھ تم فیصلہ کر دو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس کیے بغیر اس کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کر دیں۔“

خُلتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

ہم اس حقیقت پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مرتبہ خلت سے سرفراز فرمایا، اِسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنا خلیل بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا؛ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ملت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا حکم دیا؛ چنانچہ فرمایا:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (النحل:۱۲۳)

”پھر ہم نے تمہاری طرف وحی کی کہ ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو بالکل یک سُو تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے“۔

نیز ارشاد ہوا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰۗؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ. (الممتحنۃ:۴)

”تمہارے لیے بہترین نمونہ تو ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ہے جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور اُن سے جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، بالکل بری ہیں۔ ہم نے تمھارا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے مابین ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بے زاری آشکارا ہو گئی تاآں کہ تم اللہ وحدہٗ (لاشریک لہٗ) پر ایمان لاؤ۔“

ہم تازیست ان کے نقشِ قدم پر چلتے رہیں گے۔ پس ہم مشرکوں اور اُن کے انصار و اعوان سے اظہارِ برأت کرتے ہیں اور جن معبودوں کو وہ پکارتے ہیں، اُن سے نفرت اور لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں؛ نیز دینِ خداوندی کے مخالف اُن کے ادیان و مذاہب اور افکار و نظریات کی بنا پر ہم اُنھیں کافر گردانتے ہیں۔ جو لوگ اللہ سے برسرِ مخالفت ہیں؛ حق کے خلاف برسرِ پیکار ہیں اور اپنے باطل تصورات کے کھلم کھلا پرچارک ہیں؛ ہم بھی بغیر کسی لگی لپٹی کے اُن سے عداوت و دشمنی کا صریح اور واضح اظہار و اعلان کرتے ہیں لیکن یہ طرزِ عمل اِس امر سے مانع نہیں ہے کہ ہم اُنھیں دعوت دیں، طالبِ حق کے سامنے حق کی وضاحت کریں اور ان کی رشد و ہدایت کی آرزو کریں۔

ایمان بالرسل کے ثمرات و فوائد:

پیغمبروں پر ایمان کی بہ دولت اِس امر کی معرفت حاصل ہوتی ہے کہ مخلوق پر خدا کی نعمتیں کس قدر عظیم ہیں؛ نتیجتاً پروردگار کے لیے سپاس و تشکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت بھی نکھر کر نظر و بصر کے سامنے آتی ہے کہ سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے انسانوں کی طرف پیغمبر بھیج کر انھیں اپنی رحمت سے نوازا تاکہ وہ راہِ راست کی جانب اُن کی رہ نمائی کریں اور اُنھیں اُن اسباب و ذرایع سے روشناس کرائیں جن کے ذریعے وہ جنت میں داخل ہو سکیں اور دوزخ کے عذاب سے نجات پا سکیں۔

ایمان بالرسل کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ قلب و ذہن پر فرستادگانِ الٰہی کی محبت کے نقوش ثبت ہوتے ہیں؛ اُن کی تعریف و ستایش اور اُن پر درود و سلام بھیجنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے؛ نیز

انسان اُن کے حق میں دستِ دعا دراز کرتا ہے کہ اُنھیں اپنی قوموں کے ہاتھوں اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا اور دعوتِ حق کی راہ میں مشقتیں جھیلنا پڑیں۔
اسی عقیدے کا اثر ہے کہ انبیاے کرام علیہ السلام کی اقتدا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا داعیہ کروٹ لیتا ہے اور دل میں یہ احساس پروان چڑھتا ہے کہ ان کی سیرت و سنت اور دعوت الی اللہ کے باب میں ان کے طریق و منہاج کی پیروی کی جائے۔

حب صحابہ و اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنا پر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیتِ اطہار، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قیامت تک آنے والے اتباع و انصار سے بھی محبت رکھتے ہیں؛ ہمیں اُن سے محبت ہے اور ہم اُن میں سے کسی سے اظہارِ بے زاری نہیں کرتے بل کہ اُس شخص سے نفرت کرتے ہیں جو اپنے دل میں اُن کے لیے بغض و عداوت کے جذبات رکھتا اور نارواانداز سے اُن کا تذکرہ کرتا ہے؛ ہم اُن کا تذکرہ ہمیشہ اچھے ہی لفظوں میں کرتے ہیں۔ اُن کی محبت ہمارے نزدیک دین، ایمان اور احسان ہے جس کے ذریعے ہم خداوندِ عالم کے قرب و خوش نودی سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔
ہم اِس معاملے میں اربابِ بدعت سے ممتاز ہیں کہ اپنے قلب و زبان کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت اطہار کی اہانت و بے ادبی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ ہمارے لیے یہ امر کبھی گراں باریِ خاطر کا موجب نہیں ہوتا کہ ہم درج ذیل قرآنی الفاظ کے ساتھ ان کے لیے دستِ دعا بلند کریں:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر: ۱۰)

''اے ہمارے رب! ہم کو بھی بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش جنھوں نے ایمان لانے میں ہم پر سبقت کی اور ہمارے دلوں میں اہلِ ایمان کے لیے کینہ نہ پیدا ہونے دے؛ اے ہمارے رب! بے شک تو نہایت شفیق و مہربان ہے۔''

ہم رافضیوں کے طریق کار سے بری ہیں جو اصحابِ پیغمبر سے بغض رکھتے اور اُن پر سب و شتم کرتے ہیں؛ ہم ناصبیوں کے طرز عمل سے بھی بے زار ہیں جو اہل بیت عظام سے عداوت و دشمنی کی روش پر گام زن ہیں۔
ہم حضرت علی، سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت تمام اہل بیت کے مقام و مرتبہ کا اعتراف و اقرار کرتے ہیں؛ ہمیں ان سے محبت ہے لیکن ہم ان کے بارے میں غلو کا شکار نہیں ہیں۔ قحطانی کے 'نونیہ' میں ہے:

واحفظ لأهل البيت واجب
حقهم واعرف عليا أيما عرفان

''اور اہل بیت کے حقوق کی پاس داری کرو، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بھی اچھی طرح پہچان لو۔''

لاتنتقص ولاتزد في قدره
فعليه تصلى النار طائفتان

''جناب علی کی قدر و منزلت کی تنقیص کرو اور نہ ہی اُن کی شان میں غلو سے کام لو کہ انھی کی وجہ سے دو گروہ واصلِ جہنم ہوں گے۔''

إحداهما لاترتضيه خليفة
وتنصه الأخرى إلهًا ثاني

''اِن میں سے ایک تو آپ کی خلافت ہی کا منکر ہے اور دوسرا آپ کو معبود قرار دیتا ہے۔''
اس کے ساتھ ساتھ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں:

مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ (مسلم)

''عمل میں سستی و کوتاہی برتنے والے کو اس کا نسب کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔''

پس ہم اس سے اظہارِ لاتعلقی کرتے ہیں جس نے کفر کیا اور شریعت سازی کے منصب پر براجمان ہونے کی کوشش کی یا جادۂ صواب سے ارتداد و انحراف کی روش اپنائی، خواہ وہ کتنا ہی اونچا حسب و نسب رکھتا ہو۔

مشاجراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

مشاجرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے باب میں ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں کیوں کہ وہ مجتہد تھے؛ اگرچہ بعض نے اپنے اجتہاد میں صحت و صواب کو پا لیا اور بعض سے خطا ہو گئی؛ پس ایک گروہ کے لیے دُہرا اجر ہے اور دوسرے کے لیے اکہرا۔ نونیۂ قحطانی میں ہے:

قل خير قول في صحابة أحمد
وامدح جميع الآل والنسوان

''احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے باب میں کلمۂ خیر ہی کہو؛ نیز تمام آلِ رسول اور خواتین اہل بیت کی مدح سرائی کرو۔''

دع ما جرى بين الصحابة في الوغى
بسيوفهم يوم التقى الجمعان

''ہنگامہ خیز جنگ کے دوران جب صحابہ اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے بالمقابل آئے، تو یہ قصہ رہنے دو۔''

فقتيلهم منهم وقاتلهم لهم
وكلاهما في الحشر مرحومان

''اس لیے کہ قاتل و مقتول ہر دو، یومِ حشر رحمت خداوندی کے مستحق ہوں گے۔''

(بقیہ صفحہ ۷۳ پر)

کہانی ایک بیل کی

شیخ انور العولقی رحمہ اللہ

ترجمہ: اُم شافعہ

سبق نمبر ۳: دھوکہ دہی کے نتائج، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اس لیے نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسرے کا نشانہ ظلم بننے کے لیے اس کو بے مدد چھوڑے (یعنی ظالم کے ظلم سے بچانے کے لیے اس کی مدد کرے) اور جو کوئی اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو کسی مسلمان کو کسی تکلیف اور مصیبت سے نجات دلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کسی مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اس کہانی میں تین بیلوں نے سفید بیل کو دشمن کے حوالے کر دیا۔ ایسا کرتے ہوئے انہوں نے سوچا کہ وہ اپنے آپ کو محفوظ کر رہے ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ سفید بیل کو دشمن کے حوالے کرنے سے وہ حفاظت میں رہیں گے۔ سفید بیل رنگ میں نمایاں تھا، ان کے لیے مشکل کا باعث بن رہا تھا، چنانچہ ایسے ہی الزام کسی کو دہشت گرد کہتے وقت لگائے جاتے ہیں۔ تو کہا جاتا ہے اسے حوالے کر دو، ہمارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں۔ جیل میں بھیج دو اسے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اب اگلی باری آپ کی ہے۔ قطار میں اگلا نمبر آپ کا ہو گا۔ تو بھائیو! اگر اپنے آپ کو بچانا ہے، دھیان سے سنیں ! ابھی ہم ان بھائیو کی بات نہیں کر رہے جن کو دشمن کے نرغے میں جھونک دیا گیا ہے، بلکہ اگر آپ نے اپنے آپ کو بچانا ہے تو یہ روکنا ہو گا۔ آپ کو یہ تمام چیزیں وقوع پذیر ہونے سے روکنی ہیں۔ کیونکہ آپ جب تک مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں ذلیل ہونے دیں گے اللہ کی مدد نہیں آئے گی۔ آپ اللہ کی استعانت کو کھو رہے ہیں۔

"جو کوئی اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا، اللہ اس کی ضرورتیں پوری کرے گا۔ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت میں مدد کرے گا، اللہ قیامت کے روز اس کی مصیبت میں مدد کرے گا"۔

اگر آپ اپنے مسلمان بھائیوں کی مشکل میں مدد کریں گے تو قیامت کے روز جب آپ مشکل میں ہوں گے اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ اب ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ کی مدد کے بغیر یہ سب اکیلے نہیں کیا جا سکتا تو اگر اللہ کی مدد چاہیے تو اپنے بھائیوں کی مدد کو آگے بڑھیں۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے آپ خود کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اگر خود کو محفوظ رکھنے کی خاطر اپنے مسلمان بھائی کو دشمن کے حوالے کیا تو یہ مت سوچیں کہ دشمن آپ سے خوش ہو جائے گا۔ نہیں، بالکل نہیں!!! دشمن اپنا کام جاری رکھے گا۔ اس حقیقت کو سمجھیں۔ شیطان کبھی بھی مطمئن یا مکمل طور پر خوش نہیں ہو گا۔ اگرچہ آپ تمام کوششوں سے اسے راضی کرنے کی کوشش کریں وہ مطمئن نہیں ہو گا۔ شیطان تو آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہمارا دشمن ہے اور قیامت کے روز تک دشمن رہے گا۔ مت سوچیں کہ اسے خوش کر کے اسے خاموش رکھ پائیں گے۔ اس کی بھوک کبھی نہیں مٹے گی۔ اس کی پیاس کبھی نہیں بجھے گی۔

اگر آج ہم مسلمانوں کو مصیبت میں فراموش کر دیں گے تو تیار رہیے کل کو اللہ کی مدد بھی آپ کو نہیں پہنچے گی۔ اور بہنو اور بھائیو! وہ لوگ جو مغرب میں رہائش پذیر ہیں آپ لوگ دوہری مشکل میں ہیں، کیونکہ آپ کی اولاد غیر اسلامی ماحول میں پرورش پا رہی ہے اور آپ ہر وقت ان کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ایک دن آپ اس دنیا سے چلے جائیں گے انہیں پیچھے اکیلا چھوڑ کر۔ اور صرف اللہ جانتا ہے ان کی قسمت کیا ہو گی۔ ہو سکتا ہے وہ بڑے ہو کر غیر مسلم بن جائیں۔ یہ ایک مفروضہ ہے۔ ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں کہ کسی کی اولاد سیدھے رستے سے بھٹکے۔ لیکن بات یہ ہے کہ آپ کو اپنے بچوں کے مستقبل پہ سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ ایسی سرمایہ کاری کہ آپ کو یقین رہے کہ وہ سیدھی راہ پر ہی رہیں گے۔ یقیناً آپ نہیں چاہیں گے کہ قیامت کے روز آپ کی پکڑ ہو اور اللہ تعالیٰ آپ کو بتا رہے ہوں کہ یہ تم ہی لوگ تھے جنہوں نے اپنی اولاد کو ایسی سرزمین پر پروان چڑھایا تو اسی لیے تم ذمہ دار ہو اس کے جو انہوں نے اور ان کے بعد آنے والی نسلوں نے کیا۔ تو اپنے بچوں پہ سرمایہ کاری کیجیے اور وہ آپ اس طریقے سے کر سکتے ہیں کہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کیجیے۔ اللہ رب العزت آپ کی اور آپ کے بچوں کی مدد کرنے کو موجود ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابن عباس کی روایت کردہ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر تم اللہ کی حدود کا خیال رکھو گے، اللہ تمہارا خیال رکھے گا"

اور یہ کیسے ہو گا؟ ابن رجب الحنبلیؒ اسے ایسے واضح کرتے ہیں:

۱۔ اگر آپ اللہ کی حدود کا خیال رکھتے ہیں، اللہ آپ کا اس طریقے سے خیال رکھے گا کہ آپ کو فضول خواہشات اور عقائد کے شکوک و شبہات سے بچائے گا۔

۲۔ اگر آپ جوانی میں اللہ کی مقرر کردہ حدود کا پاس رکھتے ہیں تو اللہ بڑھاپے میں آپ کا خیال رکھے گا۔

۳۔ اگر آپ اللہ کی حدود کا خیال رکھتے ہیں تو اللہ آپ کی اولاد کا خیال رکھے گا۔

ابن رجبؒ نے آخری نقطے کی وضاحت کے لیے ایک مثال بھی پیش کی ہے۔ وہ حضرت موسی اور حضر علیہما السلام کی کہانی بیان کرتے ہیں: اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا

"پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر گزرے توان سے کھانا مانگا انہوں نے مہمان نوازی سے انکار کر دیا پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرنے ہی والی تھی تب اسے سیدھا کر دیا کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام پر کوئی اجرت ہی لے لیتے"۔(الکہف:۷۷)

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ڰ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۭ

"اور جو دیوار تھی سو وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ جوان ہو کر اپنا خزانہ تیرے رب کی مہربانی سے نکالیں اور یہ کام میں نے اپنے ارادے سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے اس کی جس پر تو صبر نہیں کر سکا"۔ (الکہف: ۸۲)

تو اللہ نے ان یتیموں کے مال کی حفاظت کی کیونکہ ان کا باپ ایک نیکوکار انسان تھا۔ وہ یتیم بچے اتنے بڑے نہیں تھے کہ ہم نہیں جان سکیں کہ وہ بڑے ہو کر نیک انسان بنے یا نہیں لیکن وہ وجہ کہ کیوں اللہ نے ان کے خزانے کی حفاظت فرمائی، اس لیے کہ ان کا باپ ایک نیک انسان تھا۔ ان کا باپ اس دنیا سے جا چکا تھا تو اللہ تعالی اس آدمی کے بچوں کا خیال رکھ رہے تھے۔ اللہ نے حضر علیہ السلام کو اس دیوار کی مرمت کے لیے بھیجا۔ کیوں؟؟؟ وہ بھی اسی لیے کہ ان کا باپ ایک نیک انسان تھا۔ تو اللہ نہ صرف جب آپ زندہ ہیں تب آپ کی نسلوں کی حفاظت فرمائے گا بلکہ آپ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی۔ اور اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمیں اللہ کی مقرر کردہ حدود کا پاس رکھنا ہے۔ مت سوچیں کہ چشم پوشی کرنے سے آپ بچ جائیں گے۔ بالکل بھی نہیں۔ بلکہ اگلا نمبر آپ کا ہو گا۔

بہنو اور بھائیو! ابھی تک ہم نے اس مسئلے پر مجموعی طور پر بات کی ہے تاہم اب اس مسئلے کی طرف آتے ہیں جو آپ کے شہر آپ کے پڑوس میں بھی ہو رہا ہے۔ ہم یہاں اب اس مسئلے کے متعلق بات نہیں کریں گے جو فلسطین، عراق یا کہیں اور موجود ہے۔ بلکہ آپ کے اپنے شہر، آپ کے ملک میں کئی مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ جب آپ گوانتاناموبے کے بارے میں بات کرتے ہیں تو جان لیجئے ایک گوانتاناموبے آپ کے اپنے ملک میں بھی ہے۔ تقریباً ۵۲۴ مسلمانوں کو نئے قانون کے تحت گرفتار کیا گیا ہے۔ اور ان میں سے صرف ۲ کے اوپر چار جز لگائے گئے ہیں۔ تقریباً ۵۲۰ سے اوپر مسلمانوں کو قید بند کیا گیا اور انہیں وہاں تڑپنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان کا کوئی جرم بھی نہیں اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی ثبوت ملا ہے۔ صرف جیل میں سڑنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ نے ان کے لیے کیا کیا ہے؟ آپ کے ان بھائیوں کی یہاں مدد کرنے والا کوئی نہیں رہا اور نہ ہی مسلم کمیونٹی ان کے لیے کچھ کر رہی ہے۔ ایک بھائی مجھے اپنے خاندان کی خستہ خالی کے بارے میں بتا رہا تھا۔ یہ غریب بہن بھائی ہیں جن کی کفالت کرنے والوں کو ہی گرفتار کیا گیا ہے، ان کے خاندان اب غربت جھیل رہے ہیں اور کوئی بھی ان کے لیے کچھ نہیں کر رہا۔ حال ہی میں کچھ برطانوی مسلمان شہریوں کو گرفتار کیا گیا، جنہیں بعد میں رہا کر دیا گیا کیونکہ ان کے خلاف کوئی ثبوت نہ مل سکا تھا۔ ان میں سے ایک کو پولیس کی طرف سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا، حالانکہ جب پولیس اسے گرفتار کرنے کو آئی تو اس نے بالکل مزاحمت نہ کی بلکہ ہاتھ اوپر کو اٹھا دیے۔ مگر پولیس نے اس پر تشدد کرنا شروع کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے کیا کیا؟ جب کہ اس کی آنکھ تشدد سے سیاہ پڑ چکی تھی اور کانوں سے خون بہہ رہا تھا تو پولیس نے اسے سجدے کی طرز پر اوندھا کر کے پوچھا "اب تمہارا خدا کہاں ہے؟[6]" اسلام کی بے عزتی، ہمارے مذہب کی بے عزتی، ہماری امت کی بے عزتی۔ آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ صرف بیٹھ کر یہ سب نہیں دیکھ سکتے۔ یہ ہمارے مذہب کی توہین ہے۔ یہ صرف آپ کے بھائی کی بے عزتی نہیں بلکہ آپ کے دین کی توہین ہے۔ آپ کسی کو سجدے میں گراتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اب تمہارا خدا کہاں ہے؟ (اللہ اکبر) آپ اللہ کو للکار رہے ہیں؟ اللہ منصف ہے اور وہ خود بدلہ لے سکتا ہے۔ اللہ کو ہماری قطعی ضرورت نہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم ایسا ہونے کی اجازت ہی کیوں دے رہے ہیں؟ آپ صرف بیٹھ کر دیکھ رہے ہیں اور کچھ نہیں کر رہے۔ یہ سوچ کر کہ جھکنے سے اور خاموش رہنے سے آپ محفوظ ہو جائیں گے تو آپ کی غلط فہمی ہے۔ اگر آپ نے اسے نہ روکا تو یہ آپ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ آپ کی بیوی آپ کی بیٹی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ آپ کو اسے جڑ سے ختم کرنا ہے اس سے پہلے کہ یہ مسئلہ نشو نما پائے۔ آپ کو وہ کرنے کی ضرورت ہے جس کی آپ میں طاقت ہے۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جو آپ کی گردن میں لٹک رہی ہے۔ یہ وہ ذمہ داری

---

6 شیخ انور العولقی رحمہ اللہ نے یہاں کفار کا تذکرہ کیا جب کہ حقیقت ہے کہ "کلمہ گو" ظالم 'ان کفار کے مقابلے میں کہیں زیادہ سفاک اور رب سے باغی ہیں۔ خود پاکستانی فوج کے خفیہ عقوبت خانوں میں قید مسلمان و مجاہد بھائیوں اور بہنوں میں انسانیت سوز تشدد کیا جاتا ہے اور تشدد کرنے والے جسم پر پڑنے والی ہر ضرب کے ساتھ چیخ چیخ کر کہتے ہیں کہ (نقلِ کفر، کفر نہ باشد) "اللہ اللہ لگا رکھی ہے! بلاؤ اب اپنے اللہ کو کہ تمہیں بچائے ہم سے!" [ادارہ]

ہے جو آپ کے مسلمان بھائیوں کی طرف سے، امت کی طرف سے، اللہ کی طرف سے آپ پر واجب الادا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارا دین صرف نظریاتی مسائل پر بات کرنے اور جو کچھ امت کے ساتھ ہو رہا اس سے دور رہنے کا نام نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ سپین مسلمانوں سے چھن گیا۔ ''المکادی''جو کہ ایک مستند مسلم تاریخ دان ہے (اس کے دور میں شہر کے شہر مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل رہے تھے) کہتا ہے: مسلمانوں کے شہروں پر صلیبی حملہ کر رہے تھے اور ایک ایک کر کے شہر مسلمانوں کے ہاتھوں نکلتے جا رہے تھے، اور اندلس کی مساجد میں آپ جاتے تو آپ کو مسلمانوں کی موجودہ حالات کے بارے میں کچھ سننے کو نہ ملتا۔ کوئی بھی خطبے میں اس متعلق بات نہ کرتا تھا اور نہ ہی دوروس میں اس مسئلے پر بات چیت ہوتی تھی۔ علما نظریاتی مسائل پر بات کرتے رہے، امت کی موجودہ حالت کو نظر انداز کرتے رہے اور آخر کار امت شکست سے دوچار ہو گئی۔ ابن حزم الاندلسیؒ، اندلس کے مشہور عالم تھے، اندلس کے علما کی اس حالت پر بہت بیزار اور رنجیدہ تھے۔ فرماتے ہیں:

> ''ان فساق سے دھوکہ مت کھاؤ جو عالم ہونے کی دعوے دار ہیں۔ انہوں نے بھیڑ کی کھال تلے بھیڑیے جیسے دل چھپا رکھے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ یہ امت کے لیے کچھ بھی نہیں کر رہے۔ امت کی حالت زار ہے، امت کے خلاف مورچہ زنی کی جا چکی ہے، سرزمین اندلس پر حملہ کیا جا چکا ہے اور انہیں دوسرے مسائل کی پڑی ہے''۔

تو بہنو اور بھائیو ہمیں آج اٹھ کھڑا ہونے کی ضرورت ہے۔ ہمیں محرک ہونا ہے۔ ہمیں متحد ہونا ہے۔ ہمیں اپنی آواز کو بلند کرنا ہے اور یہ ایک عبادت ہے۔ یہ عبادت ہے جو آپ کریں گے۔ آپ اپنے بھائیوں کی مدد کر کے حقیقت میں اللہ کی عبادت کر رہے ہیں اور اللہ دنیا میں آپ کی مدد کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی آپ کو اجر سے نوازے گا۔ اور آپ کو اس کی مدد کی ضرورت پڑنے والی ہے کیونکہ امت اس وقت ایک عظیم فتنے کی زد میں ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی اس فتنے میں مبتلا ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں، ہمارے خاندانوں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرمائے آمین اور یہ اللہ ہی ہے جو کامیابی عطا کرتا ہے...

بہت سارا درود و سلام ہو اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر۔۔۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امریکہ سے افغانستان تک کا سفرِ ہجرت!

مگر آخر کار میں نے انہیں اس بات پر راضی کر ہی لیا کہ میرے پاسپورٹ اب کسی استعمال کے قابل نہیں اور اس کو کیمرے کے سامنے ضائع کر دینا ہی اس کو ٹھکانے لگانے کا بہترین طریقہ ہے۔

رسر جنس: صحیح! تو آپ ۱۹۹۹ء میں اپنے پاسپورٹ کی تجدید کے لئے پاکستان گئے تھے۔

آدم: جب اپنے پاسپورٹ کی تجدید کے لئے دی گئی درخواست پر کام ہونے کے لئے پشاور میں انتظار کر رہا تھا تو میں حسب معمول ابو عائذ کے پاس اس کے گھر حیات آباد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ابو عائذ کابل کے شمال میں گرمیوں کے حملے میں میری شرکت پہ بہت نالاں تھے (''تم احمد شاہ مسعود کی فوج کے ہاتھوں قیدی بھی بن سکتے تھے!'' اس نے کہا)۔ انہوں نے مجھے مختلف گروپوں، معسکرات اور مہمان خانوں جو کہ افغانستان کی سرزمین پہ جا بجا پھیلے ہوئے تھے، میں فضول پھرنے کے بجائے شیخ کے گروپ، جسے ہم تب القاعدہ کے نام سے جانتے تھے، میں شمولیت کی دعوت دی۔

باوجود اس کے کہ ابو عائذ خود کسی خاص گروپ کے ساتھ منسلک نہیں تھے، انہوں نے میرے جیسے نوجوان اور ناتجربہ کار کے لئے اسی چیز کو میرے لئے بہترین خیال کیا کہ میں ایک بڑے اور منظم گروپ جیسا کہ القاعدہ میں شمولیت اختیار کر لوں۔ جو کہ نہ صرف میری توانائیوں کو درست سمت دے سکتی ہے اور میری صلاحیتوں اور خوبیوں کا بہترین استعمال کر سکتی ہے بلکہ اگر میں کہیں پھنس جاؤں یعنی قید یا گرفتار کر لیا جاؤں تو میری مدد بھی کر سکتی ہے۔ وہیں موجود ایک اور بھائی نے بھی ابو عائذ کی اس رائے کا دفاع کیا کہ مجھے القاعدہ میں شمولیت اختیار کر لینی چاہیے اور یہی وہ بھائی ہیں جنہوں نے بعد میں مجھے کابل لے کر جانا تھا اور شیخ ابو محمد المصری (حفظہ اللہ) سے میرا تعارف کروانا تھا۔

ظاہری سی بات ہے کہ میرے خیال میں القاعدہ سے تعلق رکھنے والے بھائی پہلے ہی میرے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے۔ کیونکہ ان کے ساتھ پہلے سے ہی میرے رابطے موجود تھے چاہے ان رابطوں کا میں نے پہلے ذکر کیا ہو یا نہیں۔ اور اس کے علاوہ ابو عائذ اور ابو زبیدہ جن کے ذریعے سے میں افغانستان آیا تھا، پہلے ہی القاعدہ سے تعلق رکھنے والے بھائیوں سے اچھے تعلقات کے حامل تھے اور انہیں ان کا اعتماد حاصل تھا۔

مگر اس سب کے باوجود میں نسبتاً نیا تھا اور طریقہ کار بھی یہی تھا کہ کوئی ایسا ہونا چاہیے جو قیادت کو آپ سے متعارف کروائے بجائے اس کے کہ میں براہ راست ان پاس جاؤں اور کہوں ''السلام علیکم! میرا نام ابو صہیب الامریکی (میں اس کنیت سے مشہور تھا) ہے اور میں آپ کی تنظیم میں شمولیت اختیار کرنا چاہتا ہوں''۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''جو تمہارے بس میں ہے کر گزرو، اپنے آخری شخص تک لڑو، اور آخری پائی تک خرچ کر ڈالو، لیکن جان لو، حق کا قافلہ یونہی رواں دواں رہے گا۔'' (عالمی کفر سے مخاطب ہوتے ہوئے)

شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

اہل پاکستان اور اہل کشمیر دونوں کو اپنی اپنی آزادی حاصل کرنے کی ضرورت ہے!

قاری فداء اللہ عثمانی

اہل کشمیر مجھے آپ سے محبت ہے، لیکن آپ پر ہمارا فرض ادا کرنے سے محروم رہے اور یہ قرض باقی ہے!

اہل مقبوضہ کشمیر پاکستان سے محبت کرتے ہیں، اس میں کوئی دورائے نہیں، جس کی گواہی وہ زبانی نہیں بلکہ اپنے خون سے دیتے ہیں، اور عملاً بھی عید سے لر کر ہر چیز پر انڈیا کی نسبت پاکستان کو فوقیت دیتے ہیں، جو ان کی محبت کے اظہار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اہل کشمیر جب یہ نعرہ لگاتے ہیں، کہ کشمیر بنے کا پاکستان، تو اصل میں اس کے پیچھے پورا ایک سیاق وسباق ہے۔ انڈیا کا ظلم انہیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کی طرح ہی کم از کم ایک پر امن زندگی گزار سکیں اور ان کو اپنے معاملات میں آزادی حاصل ہو، جو کہ بھارت میں انہیں حاصل نہیں، یہ ان کا جذبہ نہ صرف فطری ہے، بلکہ عین عقلی بھی ہے۔

پاکستان سے رشتہ کیا... لا الہ الا اللہ... کی بنیاد وہ پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں سے ولاء اور بھارتی کفار سے براء کو سمجھتے ہیں۔ وہ پاکستان کی زمین سے متعلق آگاہی رکھتے ہیں کہ یہ خطہ حاصل ہی اس لیے کیا گیا کہ یہاں پر لا الہ الا اللہ کا نفاذ ہو سکے، البتہ یہ ایک ہمارے مقتدر حلقہ کی طرف سے کیا جانے والا ظلم عظیم ہے کہ انہوں نے عملاً پاکستان کو شریعت کے نفاذ سے سرفراز نہیں کیا، اللہ وہ دن جلد لائیں۔

اہل پاکستان پر اہل کشمیر کی محبت ایک قوم کی دوسری قوم سے اخوت اور کلمہ کی بنیاد پر محبت ہے۔ بہت سے پاکستانی سازشی عناصر اور دیگر کشمیر میں ہونے والی سازشوں نے اس محبت کو ''غلط'' استعمال کرنے کی کوشش فقط اپنے اپنے ''مفاد'' کے لیے کی ہے، البتہ جنہوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا، ان کا ''مفاد'' اور فقط اللہ کی رضا تھا، اللہ ان کی قربانیاں قبول فرمائیں، آمین۔

یہ اہل پاکستان ہی نہیں اہل کشمیر پر بھی لازم ہے کہ وہ ان سازشوں سے ہوشیار رہیں، جو محبت کا غلط استعمال اپنے ''مفاد'' جو ''علاقائی''، ''سیاسی''، ''نفسی'' بھی ہو سکتے ہیں سے محتاط رہیں، اور ان لوگوں کو خوب پہچان لیں، جو دین کی جگہ ان مفادات کو آگے رکھ کر اس ''جہاد'' کو اپنے اپنے ''مفاد'' میں چلانا چاہتے ہیں۔

اس لیے آپ لوگوں کو اٹھ کھڑے ہونا، اللہ کے سہارے کے فقط لے کر بہت ضروری ہے، کیونکہ ماضی میں آپ دیکھ چکے کہ کس طرح پاکستان کے مقتدر طبقوں نے جہاد کشمیر کو اپنے ''مفاد'' کے لیے پہلے ''اُٹھایا'' اور پھر جب آقا نے حکم دیا تو اس پر 'یوٹرن' لے لیا، اس میں پیش پیش کردار پرویز مشرف نے ادا کیا۔ آج بھی یہ مفاد پرست لوگ آپ کو کسی ایسے لمحہ میں استعمال اپنے حق میں کرنا چاہیں گے، نہ ان کو 'جہاد' سے کچھ محبت ہے، نہ یہ دین کے 'پیشرو' ہیں، ان سے ہوشیار رہیں!

اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے، اپنے جہاد کو جاری رکھیں، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، جو اس کے رستے میں یکسو ہو جائے، اللہ اسے کبھی مایوس نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس فرض کو ادا کرنے، ان مفاد پرست لوگوں کی جانب سے کھڑی کی گئی دیوار کو عبور کرنے، اور اس قرض کو ادا کرنے کی توفیق دیں، آمین۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اہل پاکستان اور اہل کشمیر دونوں کو اپنی اپنی آزادی حاصل کرنے کی ایک بار پھر ضرورت ہے، لیکن دیکھنا یہی ہے کہ سب مل کر ایک دوسرے کا بازو بن کر اس کو حاصل کرنے کی سعی کریں، کیونکہ حقیقتاً دونوں قوموں کا مقصد ایک ہی ہے، اسلام اور شریعت کی سربلندی... ...شریعت یا شہادت!

☆☆☆☆☆

کشمیری قوم کے پاس دو راستے

افضل گورو شہیدؒ فرماتے ہیں____ :

کشمیری قوم کے پاس دو ہی راستے ہیں مزاحمت جس کا سرچشمہ قرآن وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں یا پھر ذلت وغلامی کی زندگی جس میں ہماری جان. ہماری عظمت وعصمت، ہمارا مال سب کچھ غیر محفوظ اور (Vulnerable) ہے کیونکہ اب گاؤں گاؤں گلی گلی قابض فوج کی عملی حکمرانی چل رہی ہے... پانی، کھیت، میدان، باغ ہر جگہ قابض فوج کا قبضہ ہے... بھارت نواز کٹھ پتلی بے ضمیر و بے غیرت سیاست دانوں کا خاتمہ ہماری عسکریت کا پہلا ہدف ہونا چاہیے ہماری قوم کے لئے سب سے بدترین دشمن یہی سیاست دان ہیں۔ ایک مضبوط، خود کفیل، خود انحصار اور خود اعتماد عسکری تحریک ابھرنا اب ناگزیر ہے______

آگے لکھتے ہیں:____

آئی ایس آئی اور پاکستانی حکمران جو عملی طور پر امریکہ کے غلام ہیں ان پر تحریک مزاحمت (جہاد کشمیر) کا انحصار توہین جہاد ہے۔ جہاد تقاضوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جہاد کے اپنے اصول، شرائط، قوانین، حکمت عملی ہوتی ہے جن کا سرچشمہ دین الٰہی ہے، ان پر عمل کرنے سے ہی جہاد مطلوبہ نتائج و ثمرات (Fruits) دیتا ہے۔ جہاد کا انکار گناہ عظیم ہے لیکن توہین جہاد اور جہاد کی بے حرمتی کرنا اس سے بڑا گناہ ہے... ہمیں اللہ پاک سے جو غفور و رحیم ہے مغفرت طلب کرنی چاہیے۔

[آئینہ: ص ۱۲۷ از افضل گورو شہیدؒ]

کشمیر کی مجاہد قوم کے نام ارض خراسان سے پیغام!

سر زمینِ خراسان کے محاذوں پر موجود ایک بھائی کا پیغام، مجاہدین کشمیر کے نام

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (الانفال: ۶۰)

''اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو اور تمہارا حق نہ رہ جائے گا''۔[ترجمہ شیخ الہندؒ]

اے مسلمانانِ کشمیر! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، سلامتی اور برکات ہوں! عزیز بھائیو! آپ لائقِ تحسین اور قابل فخر ہیں کہ گزشتہ تین دہائیوں سے آپ نے سر زمین کشمیر میں جہاد جیسے مقدس فریضے کو گائے کے پجاریوں اور کفار کی بد ترین قسم مشرک ہندوؤں کے مقابلے میں زندہ رکھا، آپ کو جہاد کی صفوں میں موجود منافقین کا بھی سامنا رہا اور مردود ہندوؤں کی ایمان پر ظلم و جبر ڈھانے والے مرتدین کا بھی آپ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

ہم مجاہدین کشمیر کو سلام پیش کرتے ہیں جنھوں نے اس جہاد میں کفار اور ان کے اتحادیوں کے خلاف بہادری و شجاعت اور ثابت قدمی کی لازوال داستانیں رقم کیں...خوب جان لیجیے! کہ مجاہد برہان الدین وانی اور ان کے رفقا کا جہادی راستہ ہی راہِ حق ہے، وہ اپنے مٹھی بھر ساتھیوں اور قلیل اسلحہ کے باوجود جنگ کو مشرکین ہند اور اُن کے اتحادیوں کے گھروں تک لے گئے!

مسلمانانِ کشمیر کا مجاہد برہان وانی شہید (رحمہ اللہ) کی شہادت پر ہونے والے ردعمل صرف چند دنوں کے احتجاج تک محدود نہیں رہنا چاہیے۔آپ نے غیر معمولی فہم وفراست اور اسلام سے محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے 'عرب بیداری' سے بھی قبل گلی کوچوں کو اپنے لہو سے سیراب کیا، بعدازاں جب خطہ عرب میں مقدس جہادِ شام کی بہار آئی 'آپ کی ناعاقبت اندیش اور مفاد پرست قیادت نے دھوکہ دہی جمہوری طریقوں کی طرف رہ نمائی کی اور طواغیت کی خوش نودی کے لیے آپ کو اس مبارک جہادی راستے سے ہٹا دیا۔اگر آپ حقیقتاً مجاہد برہان شہید رحمہ اللہ کے پیغام اور ان کی زندگی کی قربانی پر فخر کرتے ہیں تو لازم ہے کہ اُنھی کے نقشِ قدم پر چلیں...دیکھیں! اہلِ شام کے پاس نہ ہی ہتھیار تھے، نہ وسائل تھے اور نہ ہی کسی کی حمایت، لیکن ان کی ثابت قدمی اور جذبۂ جہاد میں اخلاص کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد و نصرت فرمائی۔صرف ۵ سالوں میں مجاہدین شام کی نظریں آج اللہ کے کرم سے دمشق پر ہیں!

اے توحید کے محافظو! کیا آپ ۲۰۱۰ء کی طرح ایک بار پھر اپنے قائدین کی پر فریب سازشوں میں مبتلا ہو کر غفلت کا شکار ہو جاؤ گے؟ اللہ کی قسم! اگر ایسا ہوا تو یہ ایک بڑا سانحہ ہو گا، اور ایسا نقصان ہو گا کہ جس کی تلافی شاید ممکن نہ ہو!

آپ کے فلسطینی بھائیوں نے اسرائیلیوں پر تن تنہا چھری اور چاقوؤں سے حملے کر کے جہاد کے ابواب میں نئی تاریخ رقم کی ہے...یہاں تک کہ ہماری فلسطینی بہنیں بھی اس راہ میں ان کے ساتھ قدم بقدم آگے بڑھتی گئیں!

اے مسلمانانِ کشمیر! آپ کی تاریخ بھی ایسی ہی سرفروشیوں سے بھری ہوئی ہے! آپ نے بھی کمال ہنرمندی سے بھارتی افواج کے ہتھیار چھین کر پھر اِنھی ہتھیاروں سے ان کو شکست دے کر امت کا سر فخر سے بلند کیا ہے! بھلا وہ کیا چیز ہے جس نے ان نا گزیر حالات میں آپ کو اپنی اس قابل فخر تاریخ کو دہرانے سے روک رکھا ہے!؟ کیا وجہ ہے کہ آپ چاقوؤں یا خنجروں سے کفار کی افواج کے سر قلم نہیں کر رہے؟ یاد رکھیے! جس عظمت (یعنی آزادی) کی آپ کو طلب ہے وہ لہو بہائے بغیر اور اللہ کی راہ میں جہاد پر ثابت قدمی سے آگے بڑھے بغیر ممکن نہیں!

موجودہ حالات میں تحریک جہاد کو موثر بنانے کی راہیں:

لٰہذا کفار کے قلعوں کو اپنے حملوں کا نشانہ بنائیے! پٹرول بم سے حملے کرنا کفار کے حوصلوں کو پست کرنے کے طریقوں میں سے بہترین طریقہ ہے! پھر چھریوں اور لوہے کی سلاخوں سے اُن پر حملہ کریں...آنسو گیس کے اثرات کو کم کرنے کے لیے چہرے کو گیلے کپڑوں سے ڈھانپیں، کسی بھی پولیس اسٹیشن یا فوجی چھاؤنی پر حملے سے پہلے خوب اچھی طرح ترصد کریں اور راستے کا ایک خاکہ تیار کریں...غنیمت میں حاصل ہونے والے اسلحہ کو باحفاظت انداز میں محفوظ مقام پر منتقل کرنے کے لیے بھی پہلے سے انتظامات اور مطلوبہ وسائل کا بندوبست کریں...اپنے جذبات اور احساسات کو قابو میں رکھ کر ہر حملے کی تیاری اور تکمیل بھرپور منصوبہ بندی سے کریں...تمام کارروائیوں کو ایک ہی اجتماعی نظم کے تحت کرنے کی بجائے مختلف ٹولیوں اور گروپوں کی صورت میں انجام دیں تاکہ کفار کسی ایک ہی قیادت کو نشانہ پر لے کر آپ کی تحریک ختم نہ کر سکیں...

اے اہلیانِ کشمیر! تیار ہو جائیں...! اُٹھ کھڑے ہوں...! آگے بڑھیں! کہ بادباں اُٹھتے ہی فضائیں رُخ بدل دیں گی! اپنا میدان بہادری اور سجاعت سے سجائے رکھیں خواہ اس کے لیے چھری اور چاقو ہی سے عملیات کرنا پڑیں! مجاہدینِ خراسان 'آپ کو جبری تسلط اور ظلم وستم سے نجات دلانے کے لیے آیا ہی چاہتے ہیں!

فتح بہت قریب ہے!... باذن اللہ!

☆☆☆☆☆

سال ۲۰۱۶ء میں القاعدۃ نے مغربی افریقہ میں ۱۰۰ سے زائد حملے سرانجام دے چکی ہے

کیلب ویس

زیر نظر مضمون 'لانگ وار جرنل' میں ۸ جون ۲۰۱۶ء کو شائع ہوا۔ قارئین کے لیے برادرم مراد بلخی نے اس کا ترجمہ کیا۔

ایک طرف جب القاعدۃ کی شامی اور یمنی شاخوں نے دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا ہوا تو دوسری جانب عالمی جہادی تنظیم 'مغربی افریقہ میں بھی انتہائی سرگرم ہے۔ لانگ وار جرنل کی جانب جمع کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق اس سال کے آغاز سے اب تک القاعدہ نے مغربی افریقہ میں ۱۰۱ حملے سرانجام دے چکی ہے۔

یہ حملے زیادہ تر مالی میں وقوع پذیر ہوئے ہیں جہاں پر ۲۰۱۳ء کو فرانس کی جانب سے جہادیوں کو ملک کے شمالی حصے سے نکالنے کے لیے کارروائیوں اور مداخلت کے بعد القاعدہ نے مزاحمت شروع کی تھی۔ مجموعی طور پر تقریباً ۳۶ حملے ملک کے شمالی حصے، کیدال کے علاقوں میں ہوئے ہیں۔ کیدال کے علاقے میں مقامی توارگ قبیلے کے جنگجوؤں پر مشتمل القاعدۃ فی البلاد المغرب الاسلامی کے انصار الدین نامی بریگیڈ ایک اہم حیثیت رکھتی ہے۔ پچھلے ہفتے میں انصار الدین نے ابیرہ کے علاقے میں فرانسیسی فوجیوں پر مارٹر اور بارودی سرنگ سے حملوں کی ذمہ داری بھی قبول کی ہے۔

مالی میں زیادہ تر حملے بارودی سرنگوں یا آئی ای ڈیز پر مشتمل ہوتے ہیں جن کی اکثریت کیدال کے علاقے میں عمل میں لائی گئی۔

شمالی مالی ہی کے دوسرے علاقوں میں القاعدۃ فی المغرب الاسلامی اور اس کے المرابطون بریگیڈ نے گاؤ اور ٹمبکٹو میں بھی کئی حملوں کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ واضح رہے کہ المرابطون بریگیڈ کی کمان مختار بالمختار (حفظہ اللہ) کے ہاتھ میں ہے۔ اب تک گاؤ میں کم از کم ۱۹ جب کہ ٹمبکٹو میں تقریباً ۱۸ حملے ہو چکے ہیں۔ المرابطون بریگیڈ اور القاعدۃ فی المغرب الاسلامی نے حال ہی میں مشترکہ طور پر گاؤ میں اقوام متحدہ کی ایک بیس پر حملہ کیا تھا۔ حملے کا آغاز مالی سے ہی تعلق رکھنے والے ایک مجاہد کی استشہادی کارروائی سے ہوا جس کے بعد القاعدۃ کے ۳ دیگر مجاہدین حصار توڑ کر اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے دو مقامی جبکہ ایک حملہ آور غیر ملکی تھی۔ سرکاری ذرائع کے مطابق حملے میں تین افراد قتل ہوئے۔ ایک چینی بھی شروع کے دھماکے ہی میں ہلاک ہو گیا۔

القاعدۃ فی المغرب الاسلامی کے 'امارت صحارا' نام سے بریگیڈ ٹمبکٹو کے اطراف میں سرگرم ہے۔ اس سال فروری کے بعد سے ٹمبکٹو اور غودام کے درمیان علاقے میں انہوں نے تین پرکمین (ایمبش) حملے کیے ہیں۔ ان میں سے دو حملوں مقامی مالی فوجیوں کو نشانہ بنایا گیا جس میں ۴ فوجی ہلاک ہو گئے جبکہ تیسرا حملہ ''اورنج موبائل نیٹ ورک'' کے ٹرک پر کیا گیا جس میں اس کا ڈرائیور ہلاک ہو گیا۔ تھوڑا سا اگر جنوب کی طرف جائیں تو ادھر بھی گوسی کے قریب ممکنہ طور پر القاعدۃ ہی کے ایک بارودی سرنگ کے حملے میں مالی فوج کے کرنل سمیت ایک سپاہی ہلاک ہو گیا۔ فروری کے آخر میں بھی القاعدۃ کے جنگجوؤں نے موریطانیہ کی سرحد کے قریب حملہ کر کے ۳ فوجیوں کو قتل کر دیا۔

مالی کا جنوبی حصہ جس کو کسی حد تک محفوظ سمجھا جاتا تھا، ادھر بھی جہادی کامیاب کاروائیاں کر رہے ہیں۔ ملک کے اس جنوبی حصے میں کم از کم ۱۹ حملے ہو چکے ہیں۔ زیادہ تر موپتی اور سیگاؤ کے علاقوں میں وقوع پذیر ہوئے۔ جبکہ باماکو اور سیکاسو علاقے کے دارالحکومت میں بھی ایک حملہ دیکھا گیا ہے۔ مارچ میں القاعدۃ کے کئی مسلح جنگجوؤں نے باماکو کے ہوٹل نورڈ سوڈ پر دھاوا بول دیا جو مالی میں یورپی یونین مشن کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

جنوبی مالی میں ہونے والے زیادہ تر حملوں میں زیادہ تر ہاتھ انصار الدین بریگیڈ کے فولانی قبیلے سے تعلق رکھنے والے مسینہ گروپ سے ہے۔ جنوری کے بعد سے انصار الدین نے موریطانوی سرحد کے قریب کئی حملوں کی ذمہ داریاں قبول کی ہے۔ مارچ ہی میں انصار الدین کی جانب سے کیمسینہ کے پولیس اسٹیشن پر بھی حملہ کیا گیا۔ بریگیڈ نے اپنی پہلے ویڈیو بھی ریلیز کی ہے جس میں اس نے پچھلے سال کے دوران اپنی قیام کے بعد سے سرانجام پانے والی خاص کاروائیوں کا ذکر کیا ہے۔ ادنی معیار کی اس ویڈیو میں دیکھا جاسکتا ہے کہ جنگجو پچھلے سال جون کے مہینے میں موریطانیہ کی سرحد کے قریب نارا کے جنوبی شہر میں ہونے والی کامیاب کاروائی کا جشن منا رہے ہیں۔

مالی کے باہر جنوب کی طرف برکینا فاسو میں بھی ۵ حملے کیے گئے ہیں۔ اس میں ماہ جنوری کے دوران برکینا فاسو کے دارالحکومت میں ہونے والی ہوٹل کی کاروائی بھی قابل ذکر ہے۔ القاعدۃ کے المرابطون بریگیڈ نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کر لی جس میں ۳۰ ہلاکتیں ہوئی۔ یہ کاروائی فرانسیسیوں کے تعاون سے کی جانے والی آپریشن نے محاصرے کو ختم کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی القاعدۃ کے جنگجوؤں نے بارابولا کے قصبے برکینا بے سے ایک آسٹریلوی جوڑے کو بھی اغواء کر لیا اور ساتھ میں تن اکاف کے قریب پولیس اسٹیشن پر بھی حملہ کیا گیا۔ ۳۱ مئی کو اودالان میں پولیس اسٹیشن پر حملے میں ۳ پولیس اہلکار ہلاک ہوئے۔

مارچ کے بعد نائجیریا میں ایک پولیس اسٹیشن اور ایک چیک پوسٹ کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔ دو لبیل کے قریب ۱۸ مارچ کو ایک حملے میں تین ۳ اہکار ہلاک ہو گئے جبکہ تاہاؤ کے قریب ایک پولیس اہلکار کو نشانہ بنایا گیا۔ ۲۰ مئی کو القاعدۃ نے ارلیت کے قریب فرانسیسی مائننگ تنصیبات کو گراڈ راکٹوں سے نشانہ بنانے کا دعویٰ کیا جبکہ نائجیرین اداروں نے اس کی تصدیق نہیں کی۔ انہی تنصیبات پر مختار بالمختار (حفظہ اللہ) کی جانب سے ۲۰۱۳ء کو ایک استشہادی حملہ بھی کیا گیا تھا۔

ایک اور حملہ آئیوری کوسٹ میں کیا گیا۔ مارچ میں المرابطون بریگیڈ نے آئیوری کوسٹ کے جنوبی قصبے گرانڈ بسام میں ایک بیچ (ساحل) پر حملہ کیا جس میں مقامی میڈیا کے مطابق ۳ فوجیوں سمیت ۱۴ غیر ملکی ہلاک ہوئے۔

مالی میں فرانسیسی انسداد دہشتگردی فوج اور اقوام متحدہ کی امن فوج کی موجودگی کے باوجود القاعدۃ مغربی افریقا میں کھلے عام کاروائیاں کر رہی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ القاعدۃ اب مغربی افریقہ کی جانب سے بھی حملہ آور ہے۔ لگ تو ایسا رہا ہے کہ یہ حملے تسلسل کے ساتھ جاری رہیں گے۔ مالی میں ۲۰۱۳ء میں اقوام متحدہ کی جانب سے شروع کی گئی امن مہم میں اب تک ۱۸۰ امن فوجی اور ۶ دیگر ملازمین ہلاک ہو چکے ہیں جو مالی کو اقوام متحدہ کی فوجوں کے لیے بدترین جگہ بناتے ہیں۔

نصف سال کے عرصے میں ہی ۱۰۰ سے زائد کامیاب حملے یہ دکھا رہے ہیں کہ مالی اور وسیع مغرب افریقہ میں القاعدۃ کی قوت بغیر کسی خاص تکلیف کے موجود ہے اور مسلسل وسعت پا رہی ہے۔ جس تسلسل کے ساتھ یہ حملے ہو رہے ہیں اس سے تو نہیں لگتا کہ انکی رفتار میں کسی بھی طرح سے کمی آئے گی جو سال ۲۰۱۶ء کو مالی کے لیے ۲۰۱۲ء کے بعد سے خونخوار سال بنائے گی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اپنے منہج سے منحرف کون ہوا؟

جو ڈاکٹر ایمن الظواہری کے بیان ''شام میں بہتا خون روکنے کی خاطر ایک شہادت'' کے جوابی ردّعمل کے طور پر عدنانی نے دیا، جس میں عدنانی نے داعش کا القاعدہ کی اطاعت میں ہونے کے تصور کو رد کیا اور عالمی جہادی صفوں میں اتحاد کی خاطر اسے بس احترام کی ایک نسبت بتایا۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ کیا القاعدہ اور دولہ کے درمیان معاملہ ایسا ہی تھا جیسا عدنانی باور کروا رہا ہے؟

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے اپنے بیان ''شام میں بہتا خون روکنے کی خاطر ایک شہادت'' میں دولۃ العراق کی جانب سے القاعدہ کو بھیجے گئے پیغامات کا ذکر کیا:

> ''شیخ اسامہ نے پیغام بھیجا ہے کہ ہم یہاں حالات سے متعلق آپ کو اطمینان دلائیں، الحمدللہ یہاں معاملات نہ صرف مضبوط بنیادوں پر چل رہے ہیں بلکہ مزید بہتری کی جانب گامزن ہیں۔ شیخ نے تنظیم کے نئے امیر کے متعلق آپ کا نقطۂ نظر جاننا چاہا ہے۔ کیا دولۃ الاسلامیہ 'تنظیم کے ساتھ اپنی بیعت کی اعلانیہ تجدید کرے یا یہ معاملہ پہلے ہی کی طرح مخفی چلتا رہے جیسا کہ معلوم ہے اور اس پر عمل جاری ہے؟''۔

ذرا ''تجدیدِ بیعت'' کے لفظوں پر غور فرمایئے. یعنی یہ باقاعدہ ایک بیعت ہی ہے جو داعش کو القاعدہ کی تابع کرتی ہے نہ کہ ایک محترم سا تعلق جس کا عدنانی نے بیان کیا۔

پھر عدنانی نے اپنے بیان ''اعتذار یا امیر القاعدہ'' میں کہا:

> ''بے شک آپ نے شہادت کے بیان میں جو کچھ کہا وہ بالکل حق ہے''۔

تو یہ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے بیانِ شہادت کے حق ہونے کا ایک اعتراف ہے جس میں شیخ ایمن حفظہ اللہ نے داعش کے القاعدہ کو خط اور تجدیدِ بیعت کی درخواست تک کا ذکر کیا!!!

پھر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے اپنے خط محترم و مکرم علمائے کرام کے جواب میں' میں ابو بکر البغدادی کی القاعدہ کے ہاتھ بیعت کرنے کے الفاظ کا ذکر کیا، یہ الفاظ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد تعزیتی خط میں شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کو لکھے گئے:

> ''ہمارے محترم شیخ! ہم آپ کے شرف و منصب کا اقرار کرتے ہیں اور آپ کے لیے یہ بات واضح کریں گے کہ ہم آپ کا ہی حصہ ہیں اور ہم آپ سے ہیں اور آپ سے نسبت رکھتے ہیں. ہم اللہ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے معاملات کے رہنما آپ ہیں اور یہ حق رکھتے ہیں کہ جب تک ہم زندہ ہیں آپ کی سمع و اطاعت کریں اور آپکی نصائح اور یاد دہانیوں کو اپنا حق سمجھیں. اور ہم آپ کے احکامات کے پابند ہیں. لیکن جیسے ہمارے خطے میں ہمارے ارد گرد موجود حقائق کی وجہ کچھ معاملات وضاحت طلب ہو سکتے ہیں. تو ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کا دل ہمارے نقطۂ نظر سننے کے لئے کھلا رہے گا اور پھر آپ اس کے بعد حکم جاری کریں گے. ہم آپکے ترکش کے تیروں میں سے تیر ہیں''۔

یہ کس نوعیت کا محترم رشتہ ہے جو موت تک سمع و اطاعت کا پابند کر دیتا ہے؟! یہ محترم نسبت کیسے ایک جماعت کے بیان سے دوسری جماعت کو لپیٹ دیتی ہے؟ یہ سب عدنانی کے اس بیان کے برعکس ہے جو اس نے القاعدہ کے احکامات کے بارے میں کہا:

> ''(القاعدہ کے احکامات) داعش کے اندر قابل اطلاق نہیں اور نہ ہی انہیں پابند کرتے ہیں''۔

لہٰذا ہم درج ذیل نتائج پر پہنچتے ہیں:

۱۔ جولانی کی کارروائی نہ دھوکہ ہے اور نہ ہی بیعت کی خلاف ورزی کیونکہ وہ اپنے براہ راست رہنما کی بجائے تمام رہنماؤں سے منسلک ہے۔

۲۔ داعش 'جولانی پر اپنے ساتھ کی گئی بیعت کو توڑنے اور صفوں میں نفاق ڈالنے کا الزام عائد کرتی ہے۔ جبکہ بالکل اسی طرح داعش نے خود القاعدہ کے ساتھ کیا! انہوں نے القاعدہ سے بیعت کو توڑا اور صفوں کو بھی تقسیم کیا! چنانچہ یہ تطبیق داعش پر زیادہ لاگو ہوتی ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

حلب کے صوبے میں القاعدہ اور اس کے اتحادیوں کی مزید فتوحات

تھامس جوئیسلین

زیر نظر مضمون کا مصنف 'لانگ وار جرنل' میں بطور سینئر ایڈیٹر کام کرتا ہے، یہ مضمون مذکورہ اخبار میں ۲۴ جون ۲۰۱۶ء کو شائع ہوا۔ قارئین کے لیے برادرم مراد بلخی نے اس کا ترجمہ کیا۔

جون کے وسط میں جیش الفتح اتحاد نے ایک نئی کاروائی کا آغاز کیا جس کا ہدف تین شہر تھے یعنی خالصہ، برنہ اور زیتان۔ جس کے بعد جہادی اتحاد جلد ہی کامیابی کا دعویٰ بھی کر دیا۔

جیش الفتح نے اپنے آغاز سے ہی خان طومان کے ارد گرد کے علاقوں پر اپنی گرفت مضبوط کرنی شروع کر دی جس کو بشار اور ایرانی فوجیوں کے قبضے سے مئی میں آزاد کروالیا گیا تھا۔ جون کے آغاز میں ہی ایک زبردست طاقت سے جیش الفتح نے خان طومان کے ارد گرد اپنے کارروائیوں کا دائرہ وسیع کیا اور مہینے کے آخر تک انہوں نے مذکورہ بالا دیہات پر بھی قبضہ کر لیا۔

جیش الفتح کے اہم عناصر میں دو جماعتیں ہیں۔ ایک جبہۃ النصرۃ ہے جو شام میں القاعدۃ کی سرکاری شاخ ہے جبکہ دوسرا احرار الشام۔ احرار الشام خود طالبان کے طرز پر پیش کرتا ہے لیکن اس کے بھی القاعدۃ سے اچھے خاصے تعلقات ہیں۔ اس اتحاد میں کئی دوسری جماعتیں بھی شامل ہیں۔

علاقے میں موجود ایرانی پشت پر لڑنے والے شیعہ ملیشیاء، شامی فوج کے سپاہی اور حزب اللہ کے ڈاکو وہ گروہ ہیں جو جیش الفتح کے دشمنوں میں شمار ہوتے ہیں۔

جھڑپوں میں (سرکار) شامی-ایرانی اتحاد کو اچھا خاصا نقصان پہنچ چکا ہے۔

شام میں انسانی حقوق کی تنظیم کا کہنا ہے کہ لڑائی کے پہلے دن ہی شامی فوج اور اتحاد ملیشیاؤں کے ۲۴ اہلکار قتل ہلاک ہو گئے۔ بعد میں یہی تعداد ۸۶ تک پہنچ گئی جس میں حزب اللہ کے ۲۵ دہشت گرد بھی شامل ہیں۔ جنگی حالات خصوصاً شام کے حالات میں اس طرح کے اعداد شمار کی تصدیق کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ مگر محسوس ہوتا ہے کہ بشار الخنزیر اور اسکے اتحادیوں کو قابل ذکر دھچکے لگ رہے ہیں۔ جیش الفتح سے منسلک درجنوں مجاہدین کے شہید ہونے کی بھی اطلاعات ہیں۔

کاروائی کے بعد جبہۃ النصرۃ نے ڈرون سے ریکارڈ کی گئی ایک چھوٹی سے کلپ بھی جاری کر دی تھی۔ جہادی مجموعات آج کل لڑائی کے زبردست مناظر کو کیمرے میں محفوظ کرنے کے لیے بڑی تعداد میں ڈرونز کا استعمال کر رہے ہیں۔ القاعدۃ کی سرکاری شاخ نے اسی طرح کی مزید کئی چھوٹے چھوٹے ویڈیوز اور تصاویر بھی ریلیز کی ہیں۔

سوشل میڈیا پر القاعدۃ کے جانے پہچانے شخصیات نے جیش الفتح کی کامیابیوں پر خوب خوشی کا اظہار کیا ہے۔ ۱۷ جون کو جبہۃ النصرۃ کے ایک جانے پہنچانے شرعی شیخ ابو سلیمان المہاجر (حفظہ اللہ) نے ایک ٹویٹ کیا:

"اللہ نے ان (دشمنوں) کو خالصہ میں شکست دے دی ہے"۔

اس کے بعد انہوں نے ۱۸ جون کو مزید ٹویٹس کے ساتھ خوشی کا اظہار بھی کیا۔

جبہۃ النصرۃ کے ہی ایک دوسرے جانے پہنچانے رہنما ابو سعید الحلبی (حفظہ اللہ) نے ۱۸ جون کو دعویٰ کیا کہ جنوبی حلب میں حاصل ہونے والی فتوحات نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ جبہۃ النصرۃ شامی جہادی کی جڑ ہے اور یہی وہ قوت ہے جو اس جنگ کو دمشق تک لے کر جائے گی۔ الحلبی (حفظہ اللہ) نے انسانی حقوق کی تنظیموں وغیرہ کے اس دعوے کو مسترد کر دیا کہ لڑائی کے دوران روسی طیارے موجود نہیں تھے۔ ابو سعید (حفظہ اللہ) نے اپنی ٹویٹ میں بتایا کہ روسی طیاروں نے سب سے زیادہ بمباری انہیں تین دیہات پر کی ہے۔

۲۲ جون کو جیش الفتح نے شیخ عبداللہ المحیسینی (حفظہ اللہ) کی ایک ویڈیو جاری کی جس میں وہ ایک کھلے قبر کے ساتھ کھڑے ہیں۔ قبر حزب اللہ اور دیگر ایرانی دہشت گردوں کی لاشوں سے بھری ہوئی ہے۔ ان مردوں کے ساتھ کھڑے ہو کر محیسینی (حفظہ اللہ) نے ایک لمبی تقریر کی جس میں اس نے ایران اور حزب اللہ کے مذموم حرکتوں کی مذمت کی۔

محیسینی (حفظہ اللہ) القاعدۃ سے منسلک ایک مشہور اور معزز عربی جہادی عالم ہے اور جیش الفتح کے ایک اہم رہنما بھی۔ وہ اور اس کے آن لائن حامی اسے ایک خود مختار جہادی قرار دیتے ہیں۔ مگر لانگ وار جرنل کی رپورٹس کے مطابق یہ باتیں درست نہیں۔ محیسینی (حفظہ اللہ) درحقیقت القاعدۃ کے عالمی جہادی نیٹ ورک کا ہی ایک حصہ ہے۔ اس کی بائیو گرافی القاعدۃ کے عالمی جہادی نیٹ ورک سے تعلقات سے بھری پڑی ہے۔ یہ القاعدۃ کا طریقہ کار ہے کہ اس طرح کی مزاحمت کے دوران اپنی شناخت ظاہر نہیں کرتی بلکہ یہ دکھاتی ہے کہ وہ اور اسکے ممبران صرف مجاہدین ہیں جو مقامی شرعی کاز کے لیے لڑ رہے ہیں۔

ایک ازبک جہادی جماعت کتیبہ توحید والجھاد نے بھی لڑائی میں اپنا حصہ اپنے ویب سائٹ پر دکھایا ہے۔ اس جماعت نے بھی القاعدۃ کی بیعت کی ہوئی ہے۔

۱۸ جون کو کتیبہ توحید والجھاد نے اپنے ممبران کی تقریباً دو درجن تصاویر پوسٹ کیں جن میں معرکے کی تیاری کو دکھایا گیا ہے۔ تصاویر جیش الفتح اتحاد کے لیے مختلف نقشے، ہدیات وغیرہ بھی تھے۔

تصاویر کے ساتھ ہی جاری ہونے والے بیان میں کتیبہ توحید والجھاد کا کہنا تھا کہ ان کے جنگجوؤں نے جیش الفتح کے مجاہدین کے ہمراہ مرتدین کے خلاف ایک بڑے پیمانے پر لڑائی لڑی ہے۔ ان کے مطابق ان کا کردار صرف خالصہ کو فتح کرنے میں تھا جب کہ دیگر جماعتیں برنہ اور زیتان پر حملہ آور تھیں۔

(بقیہ صفحہ ۸۱ پر)

افغان سے بھی لیکن چھوٹی نہ کج کلاہی

سید نور اللہ شاہ

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد امریکی وافغان کٹھ پتلی حکمرانوں کی کھو کھلی دھمکیوں اور پر فریب دعوؤں کے باوجود شیخ ہیبت اللہ اخند حفظہ اللہ کی زیرِ سربراہی عمری آپریشن پوری قوت کے ساتھ جاری ہے۔دوسری طرف امریکی انتظامیہ نے بھی مذاکرات یا کم از کم مزاحمت کے ٹھنڈے ہونے کے کسی امکان کو مسترد کرتے ہوئے مایوسی کا اظہار کیا ہے،افغانستان میں امریکی افواج کے ترجمان بریگیڈیئر جنرل چارلس کلیولینڈ نے کہا ہے کہ

"افغانستان میں (نام نہاد) قیامِ امن اور جنگ کے خاتمے کے لیے مذاکرات فی الحال مستقبل قریب میں ہوتے نظر نہیں آتے۔نئے امیر ملا ہیبت اللہ اخند (حفظہ اللہ) ایک سخت گیر لیڈر ہیں اور انہیں مذاکرات سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی انہیں مالی مفادات سے کوئی غرض ہے۔لہٰذا ان کے بارے میں کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے"۔

مذاکرات کی دم توڑتی امیدوں اور مجاہدین کی بڑھتی فتوحات نے امریکی اعلیٰ انتظامیہ سے سکون کی نیند چھین لی ہے،اس لیے خبر یہ ہے کہ افغانستان میں امریکی افواج کی مناسب تعداد کی مستقل موجودگی کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے اور اس سلسلے میں خود اوباما انتظامیہ کی جانب سے امریکی عوام سے کیا جانے والا ہر وعدہ پسِ پشت ڈالا جا رہا ہے۔"پاکستان اور افغانستان" کے لیے امریکہ کے نمائندہ خصوصی رچرڈ اولسن نے کہا ہے کہ واشنگٹن افغانستان کو نیشنل سیکورٹی فورسز کے لیے سالانہ ۳ ارب ڈالر امداد دینے کا ارادہ رکھتا ہے،یہاں یہ بھی واضح رہے کہ ہمارے دشمن نے پاکستان وافغانستان دونوں کو اس جنگ کا ایک میدان سمجھا ہوا ہے جبکہ ہم اس امر کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

اسی طرح ۱۲ جولائی کو امریکی وزیر دفاع ایک خفیہ دورے پر کابل پہنچا اور اپنی افواج کی رسمی حوصلہ افزائی کی،اس کے علاوہ اس نے امریکی کمانڈر نیکلسن کے اختیارات میں اضافہ کیا اور اس خطے میں مزید ۴۰۰ کے قریب امریکی فوجیوں کی تعیناتی کی خبر بھی سنائی۔مجاہدینِ امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے اس پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ

" امریکہ کے بہت سے فوجی کمانڈر تھک چکے،بڑی تعداد میں فوجی پاگل ،ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں،اب ان بار بار کے فضول فیصلوں سے امریکہ کچھ نہیں کر سکتا،پہلے ہی بہت اختیارات کا استعمال ہو چکا اور کافی دھمکیاں دی جا چکیں۔سیکڑوں فوجیوں کی دور افتادہ علاقے میں تعیناتی،اپنے کمانڈروں کو قتل عام اور مزید وحشت کے اختیارات دینا اس وقت مؤثر ثابت ہوتا، جب ہم ۲۰۰۱ء سے تمہاری مسلسل وحشت،گوانتانامو،بگرام،چھاپے اور بمباریوں میں گاؤں اور شہروں کو ملیامیٹ ہوتے نہ دیکھتے آرہے ہوتے۔

اب وطن عزیز کی مکمل طور پر آزادی اور اسلامی نظام کے استحکام کی راہ ہموار ہونے تک کوئی بھی ہماری جدوجہد کو للکار نہیں سکتا"۔

پاک افغان سرحدی تنازع:

اس خطے میں امریکہ بہادر کے دو اہم ترین فرنٹ لائن اتحادیوں اور ایجنٹ پاکستانی وافغانی فورسز کے درمیان سرحدی تنازع بھی شدت اختیار کر گیا اور طورخم بارڈر پر ہونے والی جھڑپوں نے دونوں طرف کے کئی صلیبی اتحادیوں کی جانیں لے لیں۔ان ہلاکتوں میں پاکستانی میجر علی جواد چنگیزی بھی شامل ہے۔افغان وپاکستان کی حکومتوں کو قریب لانے کی تمام امریکی کوششوں کے باوجود دونوں طرف کی اسٹیبلشمنٹ اپنے گروہی مفادات کے لیے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔عالمی طاغوتی افواج کی صفوں میں پڑتی اس دراڑ کا براہِ راست فائدہ اس خطے کے مجاہدین کو مل رہا ہے اور کفریہ طاقتیں اس جنگ میں مجاہدین کے خلاف اپنی قوت کو متحد کرنے میں ناکام ہو رہی ہیں۔اپنے دو اہم ترین اتحادیوں کی آپسی لڑائی میں انکل سام کہاں خاموش رہنے والا تھا، ترجمان امریکی محکمہ خارجہ جان کربی نے میڈیا بریفنگ میں کہا کہ

"پاک افغان کشیدگی پر ہمیں تحفظات ہیں اور پاک افغان جھڑپوں سے امن عمل کو ہونے والے نقصان کا اندازہ نہیں لگا سکتے"۔

پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی افغان محاذ پر ناکامی:

جہاں ایک طرف افغانستان میں اشرف غنی کے زیر سایہ بھارت اپنی مداخلت بڑھا رہا ہے وہیں پاکستانی اسٹیبلشمنٹ افغان جنگ سے "خاطر خواہ فائدہ" نہ اٹھانے اور خود اپنے امریکی آقاؤں کی نظروں میں بے وقار ہو جانے سے کافی تشویش زدہ صورت حال سے گزر رہی ہے اور پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی تمام تر "قربانیوں" کے باوجود امریکی ایوانوں میں اس امر پر بحث ہو رہی ہے کہ "پاکستانی اسٹیبلشمنٹ و حکومت دوست ہے یا دشمن اور اسے فوجی امداد دی جانی چاہیے یا نہیں"، جب کہ اس سے قبل فوجی امداد کو افغان طالبان اور حقانی نیٹ ورک (جنود الحقانی) کے خلاف کارروائی سے مشروط کیا گیا تھا،مگر افغان مجاہدین سے سہمے پاکستانی مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ طالبان مزید ۱۰ سے ۱۵ سال تک امریکہ سے لڑ سکتے ہیں۔اگرچہ پاکستانی حکمران مجاہدین کے خلاف اس امریکی جنگ میں اپنی نااہلیت سے مکمل طور پر آگاہ ہیں مگر ڈالرز کی لالچ نے انہیں شاید اپنے انجام سے بھی بے پرواہ کر دیا ہے کیونکہ چند دن قبل بھی پشاور میں ایک ہدفی کارروائی کے نتیجے میں امارتِ اسلامیہ کے ایک رہنما کی شہادت کی اطلاع آئی ہے۔نام نہاد دہشت گردی کے مسئلے کو لے کر پاکستانی حکمرانوں کی نیندیں بھی اڑی ہوئی ہیں اس لیے کبھی انہیں طورخم بارڈ سمیت تمام سرحدی راستوں پر گیٹ لگانے کی سوجھتی ہے تو کبھی افغان سرحد پر آہنی باڑ لگانے کی سوچتے ہیں جب کہ بلوچستان میں افغان سرحد کے ساتھ تو

۱۱۰۰ کلومیٹر لمبی خندق کی کھدائی بھی مکمل ہو چکی ہے، جسے اب ۲۴۰۰ کلومیٹر تک بڑھانے کا ارادہ ظاہر کیا جارہا ہے۔ دوسری طرف امریکی آقاؤں کے کہنے پر پاکستانی حکومت افغان مہاجرین کی جبری بے دخلی کے منصوبے پر بڑی سختی سے عمل پیرا ہے اور پاکستان کے طول وعرض میں بے گناہ اور پرامن افغان مہاجرین کو رشوت خور اور ظالم پولیس اور دوسرے عسکری و انٹیلی جنس اداروں کی جانب سے مسلسل تنگ کیا جارہا ہے، ان کی بستیاں اجاڑی جارہی ہیں، مگر ایسے ہر سنگ دلانہ فعل کے بعد بھی اسٹیبلشمنٹ کے امریکی آقاؤں کا من نہیں بھر رہا اور پھر وہی "ڈو مور" کی صدائیں گونجتی نظر آتی ہیں۔

سازشی مفروضوں کی بیٹھتی دھول:

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد عالمی و مقامی ذرائع ابلاغ ہمیشہ کی طرح جانب داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلسل مجاہدینِ طالبان کے خلاف گھٹیا پراپیگنڈا کرنے میں مصروف ہے۔ مجاہدینِ طالبان کی فتوحات سے نالاں افغان میڈیا ان مبارک فتوحات کو ایرانی و پاکستانی انٹیلی جنس سے منسوب کر رہا ہے اور مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کی پیش قدمیوں سے بوکھلائے افغان حکام بھی اپنی ناکامی چھپانے کے لیے زور وشور سے اس پراپیگنڈے کی دھول اڑا رہے ہیں۔ طاغوتِ اکبر امریکہ اور اس کے حواریوں کا یہ پرانا وطیرہ ہے کہ جب بھی یہ مجاہدینِ اسلام سے عسکری میدان میں مار کھاتے ہیں (جو کہ روزِ اول سے ہی ہوتا آرہا ہے) تو اپنی ہزیمت چھپانے کے لیے ایسی عسکری ضربوں کو اپنی ہی اتحادی قوتوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اس مکروہ پراپیگنڈے کا رد کرتے ہوئے امیر المومنین شیخ ہیبت اللہ اخند حفظہ اللہ نے عید الفطر کے موقع پر جاری کردہ تازہ ترین بیان میں فرمایا ہے کہ

> "ہم ان افراد کو آگاہ کرتے ہیں، جو امارتِ اسلامیہ کے جہادی افتخارات کو پاکستان، ایران اور دیگر قوتوں سے منسوب کرتے ہیں، کہ ایسی غلط تعبیرات سے کبھی بھی مجاہدین اور بااحساس عوام کو ان کے مقصد و منزل سے دور نہیں کر سکو گے۔ ہماری مجاہد عوام کو اپنے دین اور ضمیر کی ذمہ داریوں کا گہرا احساس ہے۔ وہ (عوام) مشاہدہ کر رہے ہیں، کہ ان کے گھر میں امریکی اور نیٹو لشکر گھس آئے ہیں۔ سرزمین اسلام پر کفری لشکر کے جھنڈے لہرائے جا رہے ہیں، تو اسی وجہ سے جہاد کی راہ کو اپنایا ہے۔ امارت اسلامیہ کا جہادی مؤقف، مشروعیت، حقانیت اور استقلال ماضی سے اظہر من الشمس اور واضح حقیقت ہے، جسے آئندہ تاریخ بھی سنہری حروف میں محفوظ کرے گی۔"

طاغوتی فضائیہ کو پہنچنے والے نقصانات:

حال ہی میں مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ افغانستان نے قندھار کے ضلع میوند کے بند تیمور کے علاقے میں امریکی جاسوس طیارے کو مار گرایا اور اسے سالم حالت میں قبضے میں لے کر محفوظ مقام کی جانب منتقل کیا، جہاں صلیبی جاسوس طیارے میں نصب کیمروں کی ویڈیو اور تصاویر کا چھان بین کیا گیا۔ بہترین حکمت عملی کے ذریعے ایک عمدہ کارروائی ۳جون کو قندھار میں ہوئی جس میں صلیبی ہیلی کاپٹر اور بکتر بند ٹینک کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ قندہار ضلع ژڑی میں بم دھماکوں سے تباہ کیا۔ اس سے پہلے تانگڑی دشت کے مقام پر صلیبی افواج کا ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار وحشی ہلاک و زخمی ہوئے، پھر دوپہر کے وقت جب صلیبی فوجیں تباہ شدہ ٹینک کے ٹکڑوں کو لے جانے کی کوشش کر رہی تھیں، اس دوران میں بڑے فوجی ہیلی کاپٹر نے لینڈنگ کی جہاں مجاہدین کی جانب سے ایک اور بم نصب کیا گیا تھا، ان نصب بموں کے دھماکے سے ہیلی کاپٹر مکمل طور پر تباہ ہوا اور تمام سوار فوجی اہل کار و عملے کے ارکان بھی ہلاک ہو گئے۔

مجاہدین، عامۃ المسلمین کے خادم:

رمضان کے مہینے کی آمد کے ساتھ ہی مجاہدینِ اسلام بھی امتِ مسلمہ کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر رفاحی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ افغانستان میں امارتِ اسلامیہ کے ماتحت تمام علاقوں میں غریب، مستحق اور نادار خاندانوں میں مجاہدین کی جانب سے مسلسل راشن، اشیائے خورد و نوش اور مناسب رقوم تقسیم کی گئیں۔ اس کے علاوہ معذورین اور یتیم بچوں کی بھرپور امداد کا انتظام بھی امارتِ اسلامیہ کے خصوصی شعبوں کے ذمے رہا۔ جب کہ رمضان المبارک اور عید الفطر کے پر مسرت موقع پر شہدا و اسیر مجاہدین کے اہلِ خانہ کو بھی خصوصی طور پر یاد رکھا گیا اور امارتِ اسلامیہ اپنی مخلصانہ و خادمانہ کوششوں کی بدولت ان خاندانوں کی زندگیوں میں خوشیوں کے کئی لمحات لانے میں کامیاب ہوئی۔ اس سلسلے میں مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کے میڈیا اداروں نے افغانستان کے مختلف علاقوں بشمول فراہ، قلعہ ظل ہاردرہ و امام صاحب (قندوز)، شیگل و سرکنی (کنڑ)، ننگرہار، پروان، قندھار، شیریں تگاب و قیاصر (فاریاب)، زرمت (پکتیا)، بلخ، جوزجان اور پل خمری (بغلان) وغیرہ میں منعقدہ رفاہی تقریبات کی تصاویر سوشل میڈیا پر جاری کیں۔

مجاہدینِ اسلام کی جانب سے بدخشاں میں ایک روڈ کی مرمت بھی کی گئی، اس کے علاوہ پکتیا میں مجاہدین نے اپنے مفتوحہ علاقوں میں مڈل کے امتحانات خوش اسلوبی سے منعقد کروا کر اپنے خلاف عصری تعلیم کی مخالفت کا پراپیگنڈا کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دیا جبکہ پکتیا ہی میں مجاہدین نے اپنی زیرِ نگرانی چلنے والے بچوں کے عصری تعلیمی اداروں (سکولوں) کی تصاویر بھی انٹرنیٹ پر جاری کر دیں۔ عامۃ الناس کو پرامن ماحول پہنچانے کی غرض سے ۹جون کو مجاہدین نے نمروز میں ایک بدنام زمانہ ڈاکو اور اس کے ساتھی کو عوامی اجتماع میں حد کے نفاذ کے ذریعے قتل کر دیا۔

کابل شہیدی حملے، پولیس کی متعدد بسوں کی تباہی:

عمری آپریشن کے سلسلے میں ۲۵ رمضان المبارک، تیس جون کو امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہدین نے کابل شہر کے مغربی علاقے میں پولیس قافلے کو شہیدی حملے کا نشانہ بنایا۔

ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ کے مطابق امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید شمس الحق ہراتی تقبلہ اللہ نے پولیس اہل کاروں کے کاروان پر بارود بھری گاڑی سے شہیدی حملہ سرانجام دیا، جس کے نتیجے میں دوبسیں سوار اہل کاروں سمیت مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔
دوسری جانب جب پولیس اہل کار لاشوں اور زخمیوں کو اٹھانے پہنچے، تو سیکورٹی اہل کاروں کے اس ہجوم پر ایک اور شہیدی مجاہد شہید محب اللہ تقبلہ اللہ باشندہ صوبہ ضلع سنگین نے اسی نوعیت کا دوسرا حملہ سرانجام دیا، جس کے نتیجے میں مزید ۸ گاڑیاں مکمل طور پر جل کر خاکستر ہوئیں۔ دونوں فدائی حملوں میں ۱۵۰ سے زائد پولیس اہل کار ہلاک ہوئے، جن میں اعلیٰ افسران اور عہدیداران بھی شامل ہیں، جبکہ درجنوں اہل کاروں کے زخمی ہونے کے علاوہ پولیس کی دس گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔ واضح رہے کہ کاروان میں ۵۰۰ پولیس اہل کار حالت سفر میں تھے۔

امریکی و مغربی سفارتخانوں کے محافظین پر شہیدی حملہ:

۲۰ جون کو دارالحکومت کابل میں امریکی و مغربی ممالک کے سفارتخانوں کی حفاظت پر مامور نیپالی محافظوں کو لے جانے والی کوسٹر بس کو ایک شہیدی مجاہد نے فدائی حملے کا نشانہ بنایا جس میں ۱۴ نیپالی سیکورٹی گارڈز کی ہلاکت کی تصدیق ہوئی جبکہ متعدد زخمی ہوگئے۔ واضح رہے کہ یہ نیپالی محافظین بھارتی سیکورٹی کمپنیوں کی مدد سے افغانستان میں لائے گئے تھے اور امریکی و مغربی ممالک کے سفارت خانوں اور امریکی کلب کی حفاظت پر مامور تھے جنہیں طالبان مجاہدین کی جانب سے پہلے ہی دھمکی دی گئی تھی مگر وارننگ نظرانداز کیے جانے پر یہ کامیاب فدائی حملہ کیا گیا۔

امارتِ اسلامیہ کی تازہ کامیابیاں:

مجاہدینِ طالبان ہر گزرتے دن کے ساتھ نئے علاقوں کو زیرِ نگیں کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ قندوز، بغلان اور ہلمند جیسے اہم صوبوں کے مرکزی مقامات مسلسل محاصرے کی حالت میں ہیں۔ بیشتر اہم شہروں کو آپس میں جوڑنے والی سٹریٹجک سپلائی لائنز اور قومی شاہراہیں مجاہدین کے رحم وکرم پر ہیں، دن دیہاڑے مجاہدین ان ہائی ویز پر پکٹ لگا کر تلاشی لینے لگ جاتے ہیں اور بائی میٹرک سسٹم کی مدد سے ہر چند دن کے بعد درجنوں کی تعداد میں چوری چھپے سفر کرتے افغان سیکورٹی اہل کار و افسران مجاہدین کے ہتھے چڑ جاتے ہیں جن کے لیے جیلوں کا پورا شعبہ قائم کیا گیا ہے، سبحان اللہ مجاہدینِ عالی شان اس دکھوں کی ماری امت کے غموں کا مداوا کس عمدگی سے کر رہے ہیں۔
مزید عسکری کامیابیوں مین مجاہد قیدیوں کو پھانسی دینے والے ججوں کا ہدفی قتل، کابل جیسے اہم شہروں میں پولیس افسران، انٹیلی جنس اداروں کے عہدے داران کا ہدفی کارروائیوں میں مسلسل نشانہ بنایا جانا اور ننگرہار، ارزگان، جوزجان، قندوز، ہلمند، غزنی، پکتیا، بدخشاں، فاریاب قندھار حتیٰ کہ کابل جیسے صوبوں میں نئے علاقوں کا فتح ہونا، بدخشاں سمیت مختلف علاقوں میں مختلف قبیلوں کا امارتِ اسلامیہ کی حمایت کا اعلان کرنا، امریکیوں کو ملک کے مختلف حصوں میں نشانہ بنایا جانا وغیرہ شامل ہیں۔ ایسی درجنوں نہیں بلکہ سیکڑوں چھوٹی بڑی کامیابیاں ہر ماہ مجاہدین کے حصے میں آتی ہیں۔

صلیبی وکٹھ پتلی افواج و ملیشیا کے جرائم:

بدنامِ زمانہ ملیشیا کمانڈر عبدالرشید دوستم اور اس کی گلم جم ملیشیا عام پشتون مسلمانوں پر مسلسل ظلم ڈھانے میں مصروف ہے۔ پچھلے ماہ دوستم کی ملیشیا نے فاریاب اور بلخ میں ۲۰۰ سے زائد عام پشتون نوجوانوں کو اغوا کر کے ان کے خاندانوں کو ان کے گھروں اور کھیتوں سے بے دخل کر دیا اور درجنوں گھروں کو بھی جلا دیا گیا۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق امریکی ایجنٹ نام نہاد امن ملیشیاؤں کی جانب سے پشتونوں کو ملک کے مغربی و جنوبی علاقوں سے بے دخل کرنے کی مہم دراصل ان کی زرعی زمینوں اور جائیداد پر قبضے کی غرض چلائی جارہی ہے۔
انسانی حقوق کے علمبردار امریکہ کی جیلوں میں مسلم جنگی قیدیوں سے جو سلوک کیا جارہا ہے اسے دیکھ کر شیطانیت و فرعونیت بھی شرما جائے، رمضان کے مقدس مہینے میں گوانتا ناموبے اور افغانستان میں سب سے بڑی امریکی جیل یعنی بگرام جیل میں مسلمان قیدیوں کو بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم رکھا گیا۔ مسلمانوں کو تراویح وسحری کرنے کی اجازت نہیں تھی اور اگر کبھی اجازت دی جاتی تو سحری سے چند منٹ پہلے اٹھایا جاتا تاکہ روزہ داروں کو شدید تکلیف میں مبتلا کیا جاسکے۔ پھر سحری وافطاری کے کھانے میں ریت ملا کر دی جاتی رہی... احتجاج پر تشدد کیا جاتا اور ظلم کی انتہا کرتے ہوئے ڈیڑھ درجن کے قریب گوانتاناموکے قیدیوں کی داڑھیاں جلا دی گئیں۔ دوسری طرف کماندان مولانا جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کے چھوٹے بیٹے اور مدرسہ کے طالب علم انس حقانی جنہیں دھوکے سے گرفتار کیا گیا، کو مسلسل قیدِ تنہائی میں رکھا جارہا ہے اور مسلسل ذہنی اذیت دی جارہی ہے یہاں تک کہ ان کو عید نماز تک پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ یہ حال ہے نام نہاد سپر پاور، اپنے تئیں اعلیٰ انسانی و تہذیبی اقدار کے حامل امریکیوں کا... اب یہ وحشی اور ان کے آلہ کار ہمیں تہذیب اور انسانیت سکھائیں گے!!!

صلیبی درندگی:

آزاد ذرائع ابلاغ سے حاصل ہونے والی خبروں کے اعداد وشمار کے مطابق صرف جون کے مہینے میں امریکی وافغان افواج اور اربکی ملیشیا نے ملک کے طول وعرض میں مختلف واقعات میں ۶۳ عام شہریوں کو شہید جب کہ سیکڑوں کو شدید زخمی کیا، ان شہدا اور زخمیوں میں بڑی تعداد بچوں اور عورتوں کی بھی شامل ہے۔ اس عرصے میں عام شہریوں کے سیکڑوں گھروں اور تیار فصلوں کو بھی جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ جون کے مہینے میں صلیبی وطاغوتی سرپرستی کی چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

۸ جون کو پکتیا میں امریکی فضائیہ کی بمباری کے نتیجے میں ۳ عام افراد شہید، جبکہ متعدد زخمی ہو گئے۔ ۹ جون کو قندھار کے ضلع میوند کے علاقے سنگ بار میں طاغوتی افواج نے عام آبادی پر ایک چھاپہ مارا اور ۶ عام شہریوں کو بغیر کسی تصدیق کے شہید کر دیا اور متعدد کو قیدی بنا کر لے گئے۔ ۱۱ جون کو صوبہ لوگر میں سپندو کچ نامی مقام پر ہونے والے ایک ڈرون میزائیل حملے میں ۱۱ عام شہری شہید جبکہ متعدد زخمی ہو گئے۔ ۱۳ جون کو صوبہ فراہ میں ایک جنازے پر افغان فورسز کی ہونے والی بمباری کے نتیجے میں بچوں اور عورتوں سمیت پانچ عام مسلمان شہید جبکہ درجنوں زخمی ہو گئے، اس روز فراہ اور بغلان میں طاغوتی افواج و ملیشیا کی سربریت کے نتیجے میں مسجد امام اور بچوں و عورتوں سمیت ۱۳۶ افراد شہید و زخمی ہوئے۔

تازہ ترین اطلاع آئی ہے کہ ۱۴ جولائی کو رات گئے صلیبی درندوں نے صوبہ قندہار ضلع میوند میں صلیبی بی ۵۲ طیاروں کے ذریعے ریگ کے علاقے شہیدان کے مقام پر عوام کی چار لینڈ کروزر گاڑیوں پر شدید بمباری کی، جس کے نتیجے میں چاروں گاڑیوں جل کر خاکستر ہوئیں اور ان میں سوار ۲۰ مسافر شہید ہوئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون

سیکورٹی اہل کاروں کی مجاہدین کے ہاتھوں گرفتاری:

ملک کے طول و عرض میں جاری عسکری عملیات میں جہاں روزانہ درجنوں امریکی و کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہوتے ہیں وہیں کئی افغان فوجی و ملیشیا اہل کار مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار بھی ہوتے ہیں جن کی تعداد بڑھتی کاروائیوں کے ساتھ مسلسل بڑھ رہی ہے اور ان اہل کاروں کے لیے مجاہدین نے ملک کے مختلف علاقوں میں متعدد جیلیں بنائی ہوئی ہیں۔ ایسی ہی ایک جیل سے ۱۱ سیکورٹی اہل کاروں کی دوسری جیل میں منتقلی کے دوران امریکی میزائل حملے میں ان گرفتار سیکورٹی اہل کاروں کے ساتھ متعدد محافظ مجاہدین بھی شہید ہوئے جن میں اس جیل کے ذمہ دار بھی شامل تھے جب کہ اسی حملے میں متعدد شہریوں کی شہادت کی بھی اطلاع ہے، ان حملوں سے یہ عبرت بھی حاصل ہوتی ہے کہ امریکی و افغان عسکری قیادت کے نزدیک اپنے سیکورٹی اہل کاروں کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ پچھلے عرصے میں مجاہدین کے ہاتھوں سیکورٹی اہل کاروں اور کمانڈروں کی گرفتاریوں کی چند منتخب خبروں کو یہاں ملاحظہ کیجیے:

۱۳ جون کو فراہ میں فوجی کاروان پر ہونے والے حملے میں ۲۲ اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے جب کہ ایک فوجی کمانڈر مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہوا، اسی روز قندھار میں ہونے والے حملوں میں بھی ۲۲ اہل کار ہلاک ہوئے جبکہ تین اہل کار سرینڈر ہو گئے۔ اس سے اگلے روز یعنی ۱۴ جون کو ہلمند میں گریشک کے علاقے میں ایک حملے میں متعدد اہل کاروں کی ہلاکت کے بعد ایک افغان پولیس اہل کار بکتر بند ھموی گاڑی و اسلحے سمیت سرینڈر ہو گیا۔ ۱۶ جون کو صوبہ فاریاب میں دو مختلف کاروائیوں میں مجاہدین نے دو فوجی اہل کاروں اور ایک فوجی کمانڈر کو بے شمار اسلحے سمیت گرفتار کر لیا۔ ۱۶ جون کو صوبہ روزگان کے ضلع چار-چینہ میں مجاہدین نے فرار ہوتے ۹ فوجی اہل کاروں کو گرفتار کر لیا۔ ۲۱ جون کو صوبہ ہلمند ضلع ناوہ میں عمری جہادی آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے رابط مجاہدین کے تعاون سے ۱۸ جنگ جو گرفتار ہوئے۔ ۲۴ جون کو صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر اور ضلع چارچینہ میں ۱۲ سپیشل فورس اہل کاروں اور جنگ جوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ ۲۷ جون کو مجاہدین نے صوبہ زابل میں دوراہی کے علاقے میں چیکنگ کے دوران کابل انتظامیہ کے چار اعلی عہدیداروں اور پولیس اہل کاروں کو گرفتار لیا، جن کی گاڑی اور موٹر سائیکل کو بھی مجاہدین نے تحویل میں لیا۔ صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد کے شیخان کے علاقے میں ۲۹ جون کو مجاہدین نے ایک کارروائی میں فوجی کمانڈر اختر محمد کو ان کے محافظ عبدالغفور سمیت ایک کاروائی کے دوران گرفتار کر لیا۔ ۳ جولائی صوبہ فاریاب میں ایک حملے میں ۳ اہل کار ہلاک جبکہ ۱۳ اہل کار زخمی حالت میں گرفتار ہوئے۔ ان تمام واقعات میں کافی مقدر میں اسلحہ بھی غنیمت میں حاصل ہوا۔

کٹھ پتلی انتظامیہ کے افراد کی جہادی صفوف میں شمولیت:

کفریہ نظام اور اس کے رکھوالوں کے خلاف عسکری ضربوں کے ساتھ ساتھ مجاہدینِ اسلام دعوتی و نظریاتی سرگرمیوں کو بھی مسلسل جاں فشانی سے جاری رکھے ہوئے ہیں، امارتِ اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کی انہی شبانہ روز محنتوں کا نتیجہ ہے کہ روزانہ کی بنیادوں پر اس طاغوتی نظام سے منسلک درجنوں افراد مجاہدین کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اس پاکیزہ اسلامی تحریک کا حصہ بن رہے ہیں۔ حالیہ کچھ عرصے میں بھی درجنوں بلکہ سیکڑوں افراد مجاہدین کی صفوف میں شامل ہوئے اور تقریباً اتنی ہی تعداد میں سرکاری اہل کار و ملیشیا عناصر اس کفریہ نظام سے توبہ تائب ہو کر پرامن زندگی کی طرف لوٹے ہیں کیونکہ مجاہدین کی جانب سے یہ اعلان ہے کہ جب بھی کوئی سیکیورٹی اہل کار اپنا ادارہ چھوڑ کر واپس آنا چاہے تو اسے ایک عام شہری کی طرح پرسکون زندگی گزارنے کا مکمل حق حاصل ہو گا۔

یکم جولائی صوبہ ننگرہار میں صبح کے وقت کابل انتظامیہ کے معروف کمانڈر زرولی کے ہمراہ چار فوجی لائق، ضابط اور وزیر نے مجاہدین کی دعوت کو لبیک کہہ کر ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنھوں نے اپنا اسلحہ اور دیگر فوجی سازوسامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیا۔ ۱۱ جولائی کو امارت اسلامیہ کی دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے جوزجان اور میدان صوبوں میں ۱۶ سیکورٹی اہل کار مجاہدین سے آملے۔ ۱۲ جولائی کو امارت اسلامیہ کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے قندوز اور غزنی صوبوں میں ۱۱ سیکورٹی اہل کار مخالفت سے دست بردار ہوئے۔ اس کے علاوہ صوبہ روزگان ضلع چارچینہ میں معروف جنگ جو کمانڈر محمد ولی عرف خرمادولی نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے دو محافظوں سمیت مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، سرنڈر ہونے والے کمانڈر نے ایک فوجی رینجر گاڑی، ایک ہیوی مشین گن، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی سازوسامان بھی

مجاہدین کے حوالے کر دیا۔ ۲۵ جون کو امارت اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی تگ و دو کے نتیجے میں روزگان اور لوگر صوبوں میں ۱۸ اپولیس اہل کار اور مقامی جنگ جو مخالفت سے دست بردار ہوئے جنھوں نے پانچ کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز و سامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: عقیدۂ فرقہ ناجیہ

لا تقبلن من التوارخ کل ما

جمع الرواۃ و خط کل بنان

''اس سلسلے میں راویوں کے جمع کردہ ہر تاریخی قصے اور مورخوں کے تمام بیانات کو ہر گز قبول نہ کرو۔''

اپنے تمام تر فضائل و مناقب کے باوجود وہ بہر حال معصوم نہیں ہیں؛ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مصداق ان کا عہد خیر القرون کی حیثیت رکھتا ہے اور ان کا ایک مد کی مقدار میں صدقہ بعد میں آنے والوں کے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے سے زیادہ افضل ہے۔

ہم قیامت قائم ہونے تک آنے والے تمام انصارِ دین و ملت سے محبت رکھتے ہیں؛ وہ قریب کے ہوں یا بعید کے اور ہم ان سے واقف ہوں یا ناواقف؛ اور ہماری عدم واقفیت اُن کے لیے چنداں ضرر رساں نہیں۔

ہم اُن میں سے کسی سے بے زاری کا اظہار کرتے ہیں، نہ اس سے دشمنی کی روش اپناتے ہیں اور نہ ہی اُس سے غیر مسلموں جیسا سلوک روا رکھتے ہیں بل کہ ہمارے قلب و ذہن میں اُن کے لیے محبت و الفت کے جذبات ہیں۔

ہم اُن کے لیے دست بہ دعا رہتے اور ان کی مدد و نصرت کرتے ہیں؛ ہماری کوشش ہے کہ ہم بھی ان کی صف میں شامل ہو سکیں!

اس مقام پر یوں کہنا زیادہ بہتر تھا کہ ''ہم اُن سے اُن کے دین و استقامت کے بہ قدر محبت کرتے ہیں؛ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزو جل بسا اوقات فاسق و فاجر کے ہاتھوں بھی دین کی نصرت کرا دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے؛ ظاہر ہے اِس طرح کے لوگوں سے اُس نوع کی محبت نہیں کی جا سکتی، جیسے متقی اور صالح افراد سے کی جاتی ہے۔

یوم آخرت:

ہم اہل ایمان کے لیے قبر کی آزمائش اور انھیں وہاں حاصل ہونے والی نعمتوں پر ایمان رکھتے ہیں؛ ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ جو لوگ سزا کے مستحق ہیں، وہ عذاب قبر سے دوچار ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احایث سے ثابت ہے؛ اس ضمن میں ہم اہل بدعت کی تاویلات کو چنداں لائق التفات نہیں سمجھتے؛ خداوند عالم نے اس سلسلے میں فرمایا ہے:

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ. (غافر:۴۶)

''آگ ہے، جس پر وہ صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں؛ اور جس دن قیامت ہو گی (حکم ہو گا کہ) فرعون والوں کو بد ترین عذاب میں داخل کرو۔''

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَلَوْلَا أَنْ لَّا تُدَافِنُوْا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ أَسْمَعُ مِنْهُ

''اگر تم فوت شدگان کو دفن کرنا نہ چھوڑ دو تو میں اللہ عزو جل سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں عذاب قبر سنا دے جو میں سنتا ہوں''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:

تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (مسلم)

''عذابِ قبر سے خدا کی پناہ طلب کیا کرو۔''

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مومن قبر میں فرشتوں کے سوالوں کا جواب دیتا ہے تو:

فَيُنَادِی مُنَادٍ فِیْ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ، فَأَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ

''آسمان میں ایک منادی یہ اعلان کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا؛ پس اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ؛ اسے جنتی لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دو''۔(مسند احمد، ابوداؤد)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''مسئلہ تکفیر ان حساس شرعی مسائل میں سے ہے جن کی خطرناکی سے ہم ہمیشہ اپنے نوجوانوں کو خبر دار کرتے رہے ہیں۔ ہم اپنے مجاہد بھائیوں سے بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ حساس مسائل اپنے معتمد علما کے لیے چھوڑ دیں اور ہر ایرے غیرے کو ان مسائل میں کودنے کی اجازت نہ دیں... یہ تو علم کا وہ باب ہے جس کی نزاکت کے پیش نظر اکابر علما اور ائمہ کرام بھی اس کی بہت سی عملی صورتوں پر گفتگو کرنے اور متعین افراد پر حکم لگانے سے گھبراتے تھے اور ہمیشہ محفوظ راستہ اختیار کرتے تھے... ہمارے اسلاف تو کہا کرتے تھے کہ ''ہمیں اپنا دین محفوظ رکھنے سے بڑھ کر کوئی شے محبوب نہیں''۔

شیخ عطیۃ اللہ اللیبی رحمہ اللہ

عامۃ المسلمین کے حقیقی غم خوار، مجاہدین ہی ہیں!

بنت عارف ارائیں

سقوط امارت اسلامیہ کے بعد جب وقتی طور پر مجاہدین اسلام کابل سمیت دیگر چھوٹے بڑے شہروں کو چھوڑ کر ارض افغانستان کے طول و عریض میں پھیل گئے، تو مجاہدین کے اس عسکری احتیاطی اقدام کو جارحیت پسند افواج طاغوت نے مجاہدین طالبان کی اس جنگی حکمت عملی کو اپنی خود ساختہ فتح اور مجاہدین طالبان کی پسپائی قرار دے کر دنیا کو یہ باور کرانے کی مہم شروع کر دی کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا سامنا کرنا طالبان مجاہدین کی قوت وبساط سے باہر ہے، بس پھر کیا تھا طاغوت کے سردار اپنے حواریوں اور ہمنواؤں سے ہر سُو داد و تحسین سمیٹنے لگے لیکن خود ساختہ فتوحات کی خوشیاں جلد ہی اپنے اختتام کو اس وقت جا پہنچیں جب مجاہدین طالبان نے جارحیت پسند افواج طاغوت کے خلاف کابل تا قندہار ملک کے طول و عریض میں بڑے پیمانے پر عسکری آپریشن شروع کر دیے۔

مجاہدین طالبان جب بارودی ٹرک لے کر طاغوت کے مضبوط ترین فوجی کیمپوں سے جا ٹکرانے لگے فدائی جیکٹیں پہن کر ان کی قلعہ نما عمارتوں میں سیکورٹی حصاروں کو روندتے ہوئے اندر جا کر قابض ہونے کے بعد بڑے پیمانے پر انہیں قتل کرنے لگے تو جارحیت پسند طاغوت مجاہدین طالبان کے ان جہادی حملوں سے حواس باختہ ہو گیا، جب جارحیت پسند طاغوت کی جانب سے مجاہدین طالبان کے ان حملوں کو روکنے کا کوئی منصوبہ کوئی توڑ کوئی تدبیر کوئی حکمت کوئی پلان کوئی ایکشن کارگر ثابت نہ ہوا تو پھر صدائے احتجاج اور بغاوت سی کیفیت شروع ہو گئی... فاتح بننے کا ڈرامہ رچانے والے ان طاغوت کے ممالک میں تب زخم خوردہ جارحیت پسند طاغوت نے جو کچھ عرصہ پہلے تک خود کو افغانستان کا فاتح اور طالبان کو پسپائی پر مجبور کر دینے والا ہیرو بننے کا سارا زور لگا چکا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ افواج کا مورال گر چکا تھا، عوام مایوس ہو چکی تھی، اس موقع پر شیاطین نے اک متفق مہم جوئی شروع کرنے کا فیصلہ کیا، اور وہ مہم تھی طالبان مجاہدین کو دنیا بھر میں غلط لشکر کے طور پر پیش کرنا طالبان مجاہدین کی کردار کشی کرنا جھوٹ در جھوٹ طالبان مجاہدین سے منسوب کر کے اتنا بولنا اتنا پھیلانا کہ اقوام عالم اسے سچ سمجھنے لگ جائیں۔

پروپیگنڈا مہم تخلیق کرنے والے طاغوت کے تنخواہ دار شیاطین بخوبی واقف ہو چکے تھے کہ اب مزید دنیا کو اپنی فتوحات کا جھوٹ طالبان کی پسپائی کی بے بنیاد خبریں اور اپنی اقوام کو کامیاب ہو چکے کی حوصلہ افزا تسلی نہیں دے سکتے کیونکہ دنیا نا صرف جان چکی تھی بلکہ جدید اسلحہ ساز و سامان کی حامل افواج نیٹو اور امریکہ کی مجاہدین طالبان کے ہاتھوں ہولناک شکست و تباہی کے مناظر بھی دیکھ چکی تھی۔

لہٰذا شیطانی اذہان نے محاذوں اور میدانوں میں طالبان مجاہدین کے ہاتھوں اپنی ذلت و خفت مٹانے کے لیے طالبان مجاہدین کے متعلق جھوٹ و دجل پر مبنی کئی قسم کے بے بنیاد الزامات عائد کرنا شروع کر دیے۔ کئی الزامات لگائے گئے کئی جھوٹ بولے گئے مگر ان سب میں جو گھٹیا ترین جھوٹ و دجل مجاہدین طالبان کے متعلق کہا گیا وہ یہ کہ طالبان تحریک میں شامل جہادی مجاہد خونخور سفاک بے رحم بے حس ہوتے ہیں ہر وقت قتل وغارت کرنا ذبح کرنا سخت سے سخت ایذا رسانی کے طریقے ایجاد کرنا مخالفین کو ایسی سزائیں دینا کہ بے سمجھ پرندے بھی چیخ و پکار سن کر مر جائیں یا اڑ جانے میں ہی عافیت جانیں، ہر وقت حالت غصے میں رہنا تشدد کے اتنے عادی ہونا کہ اک اک کیمپ میں کئی کئی ٹارچر سیل اور عقوبت خانے بنانا طالبان مجاہدین کی فطرت اور عادت بن چکی ہے۔

اک بات بتاتی چلوں کہ اس مہم کے روح رواں شیاطین میں کچھ افراد و شخصیات وہ تھیں جو جارحیت پسندوں کے خلاف مزاحمت و ہزیمت پر ان کی نوکری کو ترجیح دے چکی تھیں جن میں اک خود ساختہ سابقہ طالبان ملا خلیل حسنی بھی شامل تھا، طاغوت کے ان پجاریوں کا تخلیق کردہ پروپیگنڈہ میڈیا کی وساطت سے دنیا بھر میں بیک وقت گونجا اور جو گزرتے وقت کہ ساتھ ساتھ اگرچہ دم خم توڑ چکا مگر آج تک کسی نہ کسی صورت اپنی گونج بنائے ہوئے ہے۔

مجاہدین طالبان کے خلاف شیاطین کے اس منفی پروپیگنڈے میں گزرتے وقت کہ ساتھ مزید یہ جھوٹ و دجل پر مبنی اضافہ کر دیا گیا ہے کہ طالبان مجاہدین اس قدر بے رحم ہو چکے ہیں کہ اب وہ بازاوں مساجد اور عوامی مقامات کو اجتماعات کو بھی اپنا ہدف بنا لیتے ہیں... جب غیر جانب دار لوگ سوال کرتے ہیں کہ آخر طالبان ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو جواب میں سابقہ پروپیگنڈا شروع کر دیا جاتا ہے طالبان بے رحم ہیں، سفاک ہیں، خونخوار ہیں، ایذا رسانی میں مہارت رکھتے ہیں، دور جدید کے تقاضوں سے اہم آہنگی ذرہ بھی نہیں رکھتے تبھی تو وہ عوامی مقامات واملاک تو بھی ہدف بنا لیتے ہیں۔

یہ تحریر طاغوت کے اس منفی پروپیگنڈے کو توڑنے کی اک سعی ہے ان شاءاللہ میں ثابت کروں گئی کہ طالبان بے رحم نہیں ہیں مگر اس سے پہلے یہ بتاتی چلو کہ تحریک طالبان افغانستان کے اہداف وٹارگٹ سقوط کابل سے آج تک عوامی مقامات واملاک نہیں رہے ہیں طالبان مجاہدین عوام افغانستان سے بے حد محبت کرتے ہیں ان کا خیال رکھتے ہیں موقع بہ موقع انہیں ایذا دینے والے شیاطین طاغوت سے انتقام لیتے ہیں، ابھی حال ہی میں ماہ صیام شروع ہوتے ہی سخت نامساعد حالات کے باوجود مجاہدین طالبان نے عوام افغانستان کو امدادی کھیپ دی ہے خود بھوکے پیاسے اور تکالیف اٹھا کر دن رات افغان عوام کی آزادی اور عزتوں کے تحفظ کی خاطر بر سرپیکار ہیں، کیا وہ بے رحم

ہو سکتے ہیں؟ کیا وہ عوامی مقامات کو ہدف بنا سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں! واللہ باللہ تاللہ! ہر گز نہیں یہ کہنا کہ طالبان بے رحم ہیں انسانی جذبات واحساسات سے نابلد ہیں تبھی تو عوامی مقامات پر عوام کا قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے یہ صاف اور صریح جھوٹ ہے۔

سچ اور حق تو یہ ہے کہ طالبان کمال اور انتہا کے مہربان اور شفیق انسان ہیں، وہ سادہ مزاج نفوس قدسی ہیں ان کی گواہی خود ان کے اپنے دے چکے ہیں! سابقہ برطانوی صحافی ایون ریڈلی اور امریکی گرفتار فوجی برگدال اور کئی ہیں جنہوں نے طالبان کی رحم دلی شفقت اور محبت کو قریب سے دیکھا... طالبان تحریک کے اہداف وٹارگٹ کبھی بھی افغانستان کے عوام کی املاک نہیں رہی ہیں، عوامی مقامات پر بم دھماکے، طاغوت کی تنخواہ دار سفاک ایجنسیاں کرتیں ہیں تاکہ عوام اور طالبان میں قائم محبت ومودت کے شاندار رشتے اور تعلق کو توڑ دیا جائے، عوام کو طالبان سے بدظن کر دیا جائے تاکہ وہ مجاہدین طالبان کی حمایت وتائیدی سوچ وجذبات اور والہانہ محبت واحترام والی کیفیات چھوڑ کر خفگی اور ناراضی کا منفی تعلق پروان چڑھائیں، مگر سابقہ تمام پروپگینڈا مہمات کی طرح یہ مہم بھی ان شاءاللہ اس ہی طرح ختم ہوگی، جس طرح افواج جارحیت کے جارح پسند فوجی مجاہدین طالبان کے ہاتھوں ختم ہو کر ایندھن جہنم بن گئے۔

اس موقع پر شعبہ صحافت سے تعلق رکھنے والے افراد جو چند ڈالر کی عوض ایمان فروخت کر دیتے ہیں ہر خبر کو طالبان سے منسوب کر کے اپنے بنک کھاتوں میں اکاونٹ میں ڈالروں کی آمد ورفت میں اضافہ کرواتے ہیں، وہ ہوش کے ناخن لیں اور جان لیں کہ مجاہدین طالبان اب حالت دفاع میں نہیں رہے بلکہ اقدامی حالات شروع ہو چکے ہیں ،ایسا نہ ہو جہنم کا ابدی عذاب ان کا مقدر ٹھہرے!

☆☆☆☆☆

بقیہ: حلب کے صوبے میں القاعدہ اور اس کے اتحادیوں کی مزید فتوحات

جیش الفتح کی کاروائیوں میں حصہ دار دیگر جماعتیں

شام میں القاعدۃ کی گوریلا جنگ کی پالیسی کا اہم نقطہ دیگر باغی جماعتوں کے استعداد اور صلاحیتوں کو جہاں تک ہو سکے استعمال میں لانا ہے تاکہ جنگجوؤں کی مزاحمت کے زیادہ ثمرات سمیٹے جا سکیں۔ان جماعتوں میں کچھ تو ایسے ہیں جو جہادی نظریات سے ہم آہنگی رکھتے ہیں جبکہ دیگر صرف اسلام پسند کہلائے جا سکتے ہیں۔ جبھۃ النصرۃ کے نقطہ نظر سے ضروری نہیں کہ دیگر باغی بھی القاعدۃ کے نظریات سے سو فیصد متفق ہوں۔ جب تک ان کا مقصد بشاری نظام سے لڑنا، شام میں شریعت کا نفاذ، داعش کے نظریے کی مخالفت ہوگا تو القاعدۃ کے آدمی اور وہ ایک ساتھ ایک جگہ پر رہ سکیں گے۔ماضی میں جبھۃ النصرۃ مغرب کے حمایت یافتہ کچھ گروہوں کے ساتھ بھی کام کر چکی ہے لیکن اکثر ان پر حملہ آور بھی ہوئی ہے۔

فیلق الشام بھی جنوبی حلب میں جیش الفتح کی کاروائیوں میں موجود ایک اہم تنظیم ہے۔ پچھلے سال جہادی اتحاد کی جانب سے ادلب صوبے اور اس کے دار لحکومت پر قبضے کے بعد سے یہ اس اتحاد کا حصہ ہے۔اس سال کے شروع سے فیلق الشام نے اپنی سپاہیوں کو ادلب سے ہٹا کر حلب منتقل کیا تھا مگر مئی کو سوشل میڈیا پر جہادیوں کی جانب سے پوسٹ کی گئی اشتہارات میں فیلق الشام کو بھی حلب میں جیش الفتح کے ممبران میں دکھایا گیا ہے۔ تنظیم نے حالیہ لڑائی کے حوالے سے ویڈیوز، ڈرون فوٹیج، نقشے اور غنائم وغیرہ بھی بڑی تعداد میں نشر کیے ہیں۔ جس کے ساتھ ساتھ اپنے شہداء کی تصاویر بھی دکھائی ہیں۔ان تصاویر میں جیش الفتح کا لوگو تو نظر نہیں آرہا مگر درحقیقت فیلق الشام یقیناً جہادی اتحاد کے ہمراہ لڑ رہی ہے کیونکہ یہ تصاویر بھی انہیں دیہات کی ہیں جن پر ابھی قبضہ ہوا ہے۔

جیش الفتح کے جھنڈے تلے لڑنے والی ایک اور جماعت کا نام اجناد الشام ہے۔ان کی میڈیا ٹیم نے بھی کاروائی سے متعلقہ مواد اپنے ٹیوٹر اکاؤنٹ سے نشر کیا ہے۔ تصاویر میں برنہ اور زیتان کے دیہات شامل ہیں۔ یہ نقشے اور تصاویر وغیرہ اس مواد سے بالکل مشابہت رکھتے ہیں جو کتیبہ توحید والجہاد اور جیش الفتح کے دیگر ممبر جماعتوں نے نشر کی ہیں۔ تمام تصاویر پر جیش الفتح کا لوگو بھی ہے۔

اجناد الشام اپنے ایک سینئر کمانڈر کے شہید ہونے سے متعلق بھی بیان جاری کیا ہے جو اس لڑائی میں شہید ہوئے۔

جیش السنۃ بھی جیش الفتح کی ممبر جماعت ہے، جس نے اپنی غنائم وغیرہ کی تصاویر نشر کی ہیں۔ان کے مطابق ۳۰ سے زائد حزب اللہ دہشت گرد لڑائی میں مارے گئے۔

جیش الفتح ۲۰۱۵ میں اپنے قیام کے بعد سے ارتقاء کے مختلف مراحل سے گزری ہے۔ ادلب پر حملے کے دوران اس کے ممبر جماعتیں تبدیل بھی ہوئی ہیں۔ مگر اس کے باوجود اب بھی یہ اتحاد میدان جنگ میں ایک طاقتور قوت کی حیثیت سے موجود ہے اور ہمیں یہ سمجھا رہی ہے کہ القاعدہ کی گوریلا جنگ والی صلاحیتوں کے حوالے سے کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

> ''امت مسلمہ کا حصہ ہونا کوئی ذمہ داریوں کے بوجھ سے آزاد اعزازی رکنیت نہیں۔امت مسلمہ کا حصہ ہونا اپنے ساتھ اس کی ذمہ داریاں بھی لاتا ہے، کیونکہ یہ ایک اعزاز ہے۔آپ تاریخ انسانی کی عظیم ترین امت ہیں۔آپ اس کے ہر رکن کی فلاح کے ذمہ دار ہیں، مگر آپ اگر اس کے حوالے سے کچھ نہیں کرتے، تو جان رکھئے کہ آپ ضرور بضرور رب تعالی کے حضور اس کے لئے جوابدہ ہوں گے''۔
>
> امام انوار العولقی رحمہ اللہ

ڈیورنڈلائن، طورخم بارڈر...ایک نیا مسئلۂ کشمیر

محمد عثمان محسود

احمقوں کی دنیا کے باسیوں 'زر اور ہوس کے پجاریوں کی منزل بلآخر ذلت کی گھاٹیاں ہی ہوا کرتی ہیں۔ پڑوسیوں سے پُرآمن تعلقات کے خواہشمند طالبان عالی شان سے خیانت کا خمیازہ نظام پاکستان کو مختلف مسائل کی صورت میں ادا کرنا پڑھ رہا ہے، انہی مسائل میں ایک مسئلہ گزشتہ دنوں پاکستان اور افغانستان کے سنگم پر واقع طورخم بارڈر کرائے کے ٹٹوؤں کے درمیان وجہ تنازع رہی جس کے باعث دونوں جانب کے غلاموں کو جانی ومالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ جن میں پاکستان کے میجر اور کرنل سمیت ۲۱ کرائے کے فوجی زخمی اور ہلاک ہوئے جب کہ ایک افغان فوجی کے ہلاک ہونے کی خبریں ہیں۔ جب کہ مالی نقصان کی مکمل تفصیلات تاحال سامنے نہیں آسکیں۔

اس موقع پر پاکستانی الیکٹرونک میڈیا نے اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے مسلسل جھوٹی خبروں سے عوام کو بے وقوف بنانے کا سلسلہ بھی وقفے وقفے سے جاری رکھا۔ پاکستانی میڈیا کے مطابق طورخم سرحد پر فوج کو مکمل عوامی حمایت حاصل تھی۔ جب کہ حقیقت میں افواجِ پاکستان کو اندرونی اختلافات کا سامنا رہا، ان ہی اختلافات کے باعث خاصہ دار فورس کے ۲صوبیداروں کو حکم عدولی پر معطل کیا گیا۔ جب کہ اعلیٰ احکام کی جانب سے طورخم بارڈر کو کھولنے کے احکامات ملتے ہی نچلی سطح کے افسران اور اہلکاروں نے ایک دوسرے کو مبارک باددی اور خوشی کا اظہار کیا۔

یہ حالیہ تنازع اپنے اندر ایک تاریخی پس منظر بھی رکھتا ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی یہ حالیہ رقابت ایک ایسے معاہدے کا شاخسانہ ہے جس پر ۱۲نومبر ۱۸۹۳ء کو دستخط ہوئے تھے۔ اس معادے کی مدت ایک سو سال قرار پائی تھی جو کہ اب ختم ہو چکی ہے۔ ڈیورنڈ لائن کا معاہدہ برٹش انڈیا کے نمائندے سر ہنری مارٹیمر ڈیورنڈ اور والیٔ افغانستان امیر عبدالرحمان خان کے درمیان طے پایا تھا، جس کا مقصد سرزمینِ افغانستان سے برصغیر پر قابض برطانیہ کی فوج پر ہونے والے حملوں کو روکنا تھا۔

اس معاہدے کے تحت ایک سرحد تشکیل دی گئی جو سر ڈیورنڈ کی نسبت سے 'ڈیورنڈ لائن' کہلائی۔ اس معاہدے کی تحت نورستان، اسمار، موہمند، لال پورہ اور وزیرستان کا کچھ علاقہ افغانستان کا حصہ قرار پایا جب کہ افغانستان 'استانیہ، چمن، نوچغائی، بقیہ وزیرستان، بلند خیل ، کرم، باجوڑ، سوات، بنیر، دیر، چلاس اور چترال پر اپنے دعوے سے اگلے ۱۰۰ سال تک دست بردار ہو گیا۔

'ڈیورنڈ لائن' تقریباً چودہ سو میل لمبی ہے یہ کبھی بھی حقیقی شکل اختیار نہیں کر سکی۔ درجہ بالا معاہدے کے تحت افغانستان میں لویہ جرگے سے اس کی توثیق کروانا بھی ایک لازمی شرط رکھی گئی تھی جو کبھی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ افغانستان کا موقف رہا ہے کہ امیر عبدالرحمان نے انگریزوں کے دباؤ میں آکر اس معاہدے پر دستخط کئے تھے، ڈیورنڈلائن معاہدے کی مطابق لویہ جرگے نے آج تک تسلیم نہیں کی۔

امارت اسلامیہ کے دور اقتدار میں پاکستانی حکام 'امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ پر مختلف وفود کے ذریعے زور دیتے رہے کہ اس ڈیورنڈ لائن کو مستقل سرحد کے طور پر تسلیم کر دیا جائے، لیکن امارت اسلامیہ نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اب یہ متنازعہ معاہدہ بھی اختتام کو پہنچ چکا ہے۔ جب کہ پاکستان اسٹیبلشمنٹ ہٹ دھرمی اختیار کرتے ہوئے ڈیورنڈ لائن کو ایک مستقل سرحد قرار دیتی ہے!

حالیہ تنازع طورخم بارڈر کے مقام پر گیٹ نصب کرنے کے باعث پیش آیا۔ پاکستان کے مطابق یہ گیٹ وہ اپنی سرحدی حدود (ایسی سرحد جس کا وجود ہی نہیں) میں مجاہدین کی نقل وحمل روکنے کے لیے ۳۷ میٹر اندر نصب کر رہے تھے، کہ ان پر افغان ملی فوج نے فائرنگ شروع کر دی۔ احمقوں کے جنت کے باسیوں کی اس سادگی پر کون نہ مر مٹے۔ جب کہ افغان حکومت اس سرحد کی حیثیت کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتی اُس کا کہنا ہے کہ پاکستان ان کے علاقے پر قبضہ مستحکم کرنے کے لیے غیر قانونی طور پر گیٹ نصب کر رہا ہے۔

اس کشیدگی کے موقع پر امریکہ نے ثالثی بننے سے انکار کر دیا، امریکی دفتر خارجہ کے ترجمان جان کربی نے واضح بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ دونوں ممالک کو اپنے معاملات خود ٹھیک کرنا ہوں گے، جب کہ امریکہ اشرف غنی کی مکمل حمایت جاری رکھے گا۔

ڈیورنڈ لائن کے اطراف میں پختون قبائل صدیوں سے آباد ہیں، جن کی آپس میں رشتہ داریاں اس مصنوعی سرحد کے قید سے بے پرواہ ہیں، بے شمار گاؤں عین سرحد پر آباد ہیں یا اس سے جڑے ہوئے ہیں۔ روزانہ ۴۰ سے ۵۰ ہزار افراد کی آمد ورفت بھی آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے جاری ہے۔ بعض مستند رپورٹس کے مطابق چودہ سو میل لمبی ڈیورنڈ لائن کی سرحد پر ۲۴۰ ایسے مقامات ہیں جہاں سے کسی کے نظروں میں آئے بغیر سرحد عبور کی جاسکتی ہے۔

جب کہ نظام پاکستان کے دعویٰ کے مطابق مجاہدین کے حملے روکنے کی غرض سے محض ۸ مختلف عوامی آمد ورفت کے مقامات پر گیٹ اور خاردار تاریں لگا کر صرف ۱۰۰ کلو میٹر کا راستہ کور کیا جارہا ہے۔ دنیا کی دو بڑی طاقتیں سوویت یونین ۸ سال جب کہ امریکہ گزشتہ ۱۵ سالوں میں اس سرحد کو مضبوط ترین اقتصادیات کے باوجود مکمل سیل نہیں کر پائیں۔ سوویت یونین اور امریکہ دونوں ہی سرحد پار مجاہدین کی آمد ورفت اور ان کی ضربوں کا رونا روتے رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۸۷ پر)

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ جون میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

12 جون:

عمری آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر اور چارچینہ، خاص روزگان اور چورہ اضلاع میں دشمن پر حملہ کیا۔

ضلع چارچینہ کے مرکز کے قریب واقع فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پانچ چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 35 ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے 36 عدد مختلف النوع ہلکے و بھاری ہتھیار اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

13 جون:

مجاہدین نے صوبہ جوزجان کے صدر مقام شبرغان شہر میں سیکورٹی فورسز پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 4 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور مجاہدین نے ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک ہیوی مشین گن، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

صوبہ جوزجان کے صدر مقام شبرغان شہر میں کٹھ پتلی فوجوں کی گاڑی پر دھماکہ ہوا۔ جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 7 اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

صوبہ کابل کے ضلع چہار آسیاب میں مقامی جنگجوؤں کی گاڑی پر بارودی سرنگ کا دھماکہ ہوا۔ گاڑی میں سوار پانچ شرپسندوں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

صوبہ بغلان کے پل خمری میں سیکورٹی فورسز پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ ضلع پل خمری کے سرخ کوتل کے علاقے میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس میں دو فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 6 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

14 جون:

مجاہدین نے صوبہ نیمروز کے ضلع خاشرود میں پولیس اہل کاروں کی چوکی پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے کمانڈر سکندر سمیت 16 ہلاک جب کہ 5 زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ مجاہدین نے دو امریکن اور دو روسی ہیوی مشین گنیں، دو راکٹ لانچر راکٹ، پانچ سنائپر گنیں، ایک مارٹر توپ اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

صوبہ روزگان کے ضلع چارچینہ کے مرکز اور پولیس ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں ضلعی و پولیس مراکز اور دو چوکیاں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے فرار اور وہاں تعینات اہل کاروں اہل کاروں میں سے 53 ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہو گئے۔ لڑائی کے دوران 7 فوجی رینجر گاڑیاں، 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ مراکز بھی جل کر خاکستر ہوئے اور مجاہدین نے 55 عدد مختلف النوع ہلکے و بھاری ہتھیاروں اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

مجاہدین نے صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں مقامی جنگجوؤں اور کٹھ پتلی فوجوں کے مرکز اور چوکیوں پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 29 فوجی اور جنگجو ہلاک اور ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ اس میں سوار اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے کمپرک ماندہ کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر گھات کی صورت میں کی جانے والے حملے میں چار اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں فوجی کاروان حملہ ہوا، اس حملے میں ایک فوجی ٹینک راکٹ لگنے سے تباہ اور ساتھ ہی پیدل دستوں پر دھماکہ بھی ہوا، جس کے نتیجے میں 7 فوجی ہلاک ہو گئے۔

ضلع سنگین کے چینی ماندہ کے علاقے دشت کے مقام پر ایک پولیس اہل کار حقائق کا ادراک کرتے ہوئے ایک ٹینک، ایک ایس پی جی نائن توپ، ایک ہیوی مشین گن، دو کلاشنکوفوں، ایک دوربین اور دیگر فوجی ساز و سامان سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

صوبہ خوست ضلع قلندر خیل کے دومندہ کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

صوبہ پکتیا کے ضلع سید کرم کے عبدالرحیم خیل کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے حملے میں ٹینک تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

15 جون:

مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے ضلع خانشین میں پولیس اہل کاروں پر حملہ کیا۔ مجاہدین نے پولیس ٹینک کو راکٹ لانچر کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا اور اس میں سوار تمام اہل کار ہلاک ہو گئے۔

مجاہدین نے صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں کمانڈوز اور کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا۔ جس میں ایک کمانڈو اور 2 فوجی ہلاک ہوئے۔

صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں مجاہدین نے فوجی مرکز پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں مرکز' اللہ تعالیٰ کی نصرت سے فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 32 اہل کار ہلاک ہوگئے ۔ مجاہدین نے 2 فوجی ٹینک، 17 عدد ایم 16 امریکی رائفلیں، 3 راکٹ لانچر، 4 ہیوی مشین گن، 4 آگائز گن اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز سامان غنیمت کر لیا۔

16 جون:

صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں امریکی فوجوں کے ٹینک پر بارودی سرنگ دھماکہ ہوا۔ جس سے ٹینک مکمل طور پر تباہ اور اس میں سوار 4 وحشی فوجی واصل جہنم ہوئے۔

مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں سپیشل فورس اہل کاروں پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

صوبہ میدان کے ضلع سید آباد کے شش قلعہ اور باکر خیل کے علاقوں میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ جب کہ متعدد فوجی ہلاک ہوگئے۔ دوسری جانب صبح کے وقت ہفت آسیا کے علاقے میں بم دھماکہ سے 2 فوجی ہلاک جب کہ تیسرا زخمی ہوا۔

صوبہ میدان میں اوتڑیو، ماشین قلعہ، ترہ خیل اور شاترو کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی سپلائی کانوائے پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جو ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک، چار سپلائی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 7 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

صوبہ روزگان کے ضلع دہراود کے زرتالی کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس میں تین فوجی ٹینک تباہ اور 8 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے اور تیپلاق کے علاقے میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے لوئے چاراہی اور ڈب چاراہی کے درمیانی علاقے لشکر گاہ روڈ پر مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں اور کمانڈوز کے کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 فوجی ٹینک، ایک سپلائی گاڑی اور ایک آئل ٹینکر تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک ہوگئے ۔ مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

مجاہدین نے صوبہ بامیان کے ضلع کہمرد کے سربراہ ہادی خان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

مجاہدین نے صوبہ غور کے ضلع شینکوٹ میں فوجی مراکز اور چوکیوں پر حملہ کیا۔ چوکیوں میں تعینات اہل کاروں میں سے 19 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

17 جون:

مجاہدین نے صوبہ فاریاب کے ضلع المار کے قرائی کے علاقے میں واقع کٹھ پتلی دشمن کے مراکز اور چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے اہم بازار، فوجی مرکز، 8 چوکیوں اور 20 گاؤں سے دشمن کو مار بھگایا اور اس دوران 8 فوجی رینجر گاڑیاں، دو بکتر بند ٹینک، سات موٹر سائیکلیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، ایک کلاشنکوف اور کافی مقدار میں ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لیا۔

صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ کے البک کے علاقے میں واقع 2 فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، چوکیوں میں تعینات اہل کاروں میں سے 11 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب اور مجاہدین نے ایک ہوی مشین گن، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

صوبہ قندہار کے ضلع میوند کے گرماوک کاریز کے مقام پر فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

19 جون:

صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ کے نمرو کے علاقے میں جنگجوؤں کو مجاہدین کی کمین گاہ کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 8 شر پسند ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اور مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشین گن، دو کلاشنکوفیں، ایک وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے کیمپ کے علاقے میں فوجی ٹینک راکٹ لانچر سے تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے دو فوجیوں کو سنائپر گن سے مار ڈالا۔

صوبہ روزگان کے ضلع چارچینہ کے خود کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی مرکز سے کجران کی جانب فرار ہونے والے 9 فوجیوں کو گرفتار کر لیے۔

صوبہ اورزگان کے ضلع دہراود کے زرتالی کے علاقے میں ایک فوجی ٹینک دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک وزخمی اور ایک رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے تباہ ہوئی اور اس میں سوار 4 اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

صوبہ کابل کے ضلع چہار آسیاب کے تنگی سیدان کے علاقے میں مجاہدین نے اعلیٰ انٹیلی جنس سروس اہل کار کرنل غلام سخی کو ہدفی کاروائی کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا۔ مذکورہ کرنل کابل شہر کے نیشنل سیکورٹی ڈائریکٹوریٹ میں اعلی عہدے پر فائز تھا۔

20 جون:

کابل شہر کے حلقہ نمبر 9 کے مربوطہ بنائی کے علاقے میں استعماری افواج کی محافظوں کی گاڑی کو فدائی مجاہد نے شہیدی حملے کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ اس میں سوار 20 سے غاصب اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔
کابل شہر کے چہل ستون چوک کے قریب باغ رئیس کے مقام پر صوبہ کابل کونسل کے رکن عطاءاللہ فیضانی کی گاڑی حکمت عملی کے تحت دھماکہ تباہ ہوئی اور اس میں سوار رکن صوبائی کونسل دو محافظوں سمیت شدید زخمی ہوا۔
کابل کے ضلع دہ سبز کے سور کی گاؤں کے قریب مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار ملک محمد عالم کو بدنی کاروائی کے نتیجے میں قتل کر دی۔
صوبہ کنڑ کے ضلع چپہ درہ میں سپیشل فورس اہل کاروں کی گاڑی پر دھماکہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں گاڑی سوار صوبہ نورستان کے سپیشل فورس یونٹ کے 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

21 جون:

مجاہدین نے کابل شہر کے مغرب کمپنی کے علاقے میں کابل انتظامیہ کی وزارت داخلہ کے تین اعلیٰ پولیس آفسروں کو مسلحانہ کاروائی کے نتیجے میں موت کے گھاٹ اتار دیے۔
مجاہدین نے صوبہ زابل کے ضلع شملزئی میں کمانڈوز اور کٹھ پتلی فوجوں کے کاروان پر حملہ کیا۔ جس میں دشمن کو جانی ومالی نقصانات کا سامنا ہوا۔
صوبہ بدخشان کے ضلع تگاب میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین نے پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور دو فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے اور دشمن نے پسپائی اپنالی۔
صوبہ ہرات کے ضلع پشتون زرغون کے آب گرمک گاؤں میں واقع جنگجوؤں کے مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مرکز فتح اور وہاں تعینات جنگجوؤں میں سے 16 ہلاک ہوگئے۔ تین ہیوی مشین گنیں، تین راکٹ لانچر، 12 کلاشنکوفیں، 6 موٹر سائیکلیں اور مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔
صوبہ بادغیس کے ضلع جوند کے مرکز کے قریب پل شاہ کے علاقے میں واقع چوکی میں تعینات رابط مجاہد عید محمد باشندہ جلال آباد شہر نے وہاں موجود کٹھ پتلی فوجوں پر اندھادھند فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار موقع پر ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔
صوبہ لوگر کے صدر پل عالم شہر کے دادوخیل کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔
صوبہ لغمان کے ضلع علینشگ کے نجیل قلعہ کے علاقے میں واقع فوجی بیس پر مجاہدین کے حملے میں 3 فوجی زخمی ہوئے۔
مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے ضلع احمد آباد کے مرکز پر میزائل داغے۔ جس سے مرکز کو نقصان پہنچنے کے علاوہ 3 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 10 شدید زخمی ہوئے۔

22 جون:

صوبہ کابل کے ضلع قرہ باغ میں مجاہدین نے پراسیکیوٹر کو مار ڈالا۔
صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ کے نمرو کے علاقے میں واقع سابق کمیونسٹ جبار قہرمان کے خصوصی جنگجوؤں کی 2 چوکیوں پر تعینات پانچ رابط مجاہدین کے تعاون سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکیوں میں تعینات 18 جنگجو گرفتار ہونے کے علاوہ مجاہدین نے 5 ہیوی مشین گنیں، 3 راکٹ لانچر، 17 کلاشنکوفیں، 3 موٹر سائیکلیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز وسامان قبضے میں لیا۔
صوبہ بدخشان ضلع راغستان کے فرتگاہ، نشراور فرحدر کے علاقوں میں مقامی جنگجوؤں اور کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور مجاہدین نے پیش قدمی جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چار چوکیوں اور وسیع علاقے سے دشمن کو مار بھگایا اور اس دوران معروف جنگجو کمانڈر عاشور شدید زخمی ہونے کے علاوہ دشمن کو مزید ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔
صوبہ روزگان کے ضلع دہراود کے زرتالی کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 13 اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ 2 فوجی ٹینک بھی بم دھماکوں سے تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

23 جون:

صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر کے کشتہ درویشان کے علاقے سر مرغاب کے مقام پر واقع چوکی میں تعینات دو رابط مجاہدین نے وہاں موجود 4 اہل کاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ایک ہیوی مشین گن، سات کلاشنکوفوں، ایک مارٹر توپ اور دیگر فوجی ساز وسامان کے ہمراہ مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔
ضلع خاص روزگان کے قلعہ خور کے علاقے میں سفاک جنگجو کمانڈر طوفان کو محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔
صوبہ لغمان کے ضلع علینشگ کے شمٹی کے علاقے میں واقع ایک باغ میں جنگجوؤں پر ہونے والے دھماکہ سے 5 شرپسند ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔
صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی کے وزیر اور مملہ کے علاقوں میں واقع کٹھ پتلی فوجوں اور مقامی جنگجوؤں کے مراکز اور چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جو دیر تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں 15 جنگجو ہلاک جب کہ 18 زخمی ہونے کے علاوہ دشمن کو مالی نقصان بھی پہنچا۔
صوبہ بدخشان کے ضلع راغستان کے مربوطہ علاقوں میں مجاہدین اور فورسز کے درمیان چھڑنے والی لڑائی رات آٹھ بجے تک جاری رہی، جس کے نتیجے میں 4 چوکیاں، 3 بڑے دیہات فتح ہونے کے علاوہ 5 پولیس اہل کار ہلاک اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

قندہار کے حلقہ نمبر 2 کے ہرات دروازہ کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں پولیس کمانڈر سمیت تین اہل کار ہلاک ہوئیں، جن کے دو کلاشنکوفیں، ایک پستول اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کرلیا

24جون:

مجاہدین نے صوبہ خوست کے ضلع دومندہ کے سید خیل کے علاقے میں واقع فوجی کمپائن اور اس سے متصل چوکی پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 16 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہونے کے علاوہ دو فوجی رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

صوبہ بدخشان کے ضلع ارگنج خواہ میں شیوہ کے علاقے میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان طویل جھڑپیں ہوئیں جس میں اعلیٰ اینٹلی جنس سروس آفسر محمد جان سمیت 4 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے ہیں۔

25جون:

صوبہ قندہار کے ضلع خاکریز کیدو کے علاقے میں تین رابط مجاہدین نے چوکی میں تعینات جنگجوؤں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں چوکی کمانڈر عبدالحکیم، ان کا نائب حاجی لالا اور دو جنگجو ہلاک ہوئے اور تینوں رابط اہل کار ایک ہیوی مشین گن، ایک مارٹر توپ، 4 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ کے کٹہ سنگ کے علاقے میں واقع فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے دو چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 12 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے چینی ماندہ کے علاقے دشت کے مقام پر نظم عامہ اہل کاروں کے 2 ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بموں کے زد میں آکر تباہ ہوئے اور ان میں سوار تمام اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں کٹھ پتلی فوجوں کو مجاہدین کی کمین گاہ کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 11 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

صوبہ روزگان کے ضلع دہراود کے مختلف علاقوں میں 16 پولیس اہل کار اور مقامی جنگجو اسلام اور ملک کی مخالفت سے دستبردار ہوئے، جنہوں نے پانچ کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان بھی مجاہدین کے حوالے کردیے۔

26جون:

مجاہدین نے صوبہ فراہ کے ضلع پشت رود میں انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹر کو مار ڈالا۔ تفصیلات کے مطابق انٹیلی جنس ڈائریکٹر کو مجاہدین نے احمد آباد کے علاقے میں ایسے وقت میں محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا، جب ڈائریکٹر نے ایک تاجر مقام ولد جلال کو اغوا کیا اور مجاہدین نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے مغوی کو ضلعی انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹر کی گاڑی سے برآمد انٹیلی جنس سروس سربراہ ہمایوں کو محافظ سمیت قتل کردیا۔

صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر کے راشکو کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں 2 فوجی ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

صوبہ میدان کے ضلع سید آباد کے ڈاگ بغری کے علاقے میں فوجی گاڑی مجاہدین کے حملے میں اور 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

صوبہ بغلان کے ضلع دوشی کے لارخاو کے علاقے میں پولیس اہل کاروں پر مجاہدین کے حملے میں ایک فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ غلاموں کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

میدان شہر کے دہ افغانان کے علاقے میں گشتی پارٹی پر ہونے والے دھماکہ سے 2 فوجی ہلاک جب کہ تیسرا زخمی ہوا۔

28جون:

مجاہدین نے آپریشن کے دوران صوبہ زابل کے ضلع شملزئی میں اعلیٰ عہدیداروں کو گرفتار کرلیا۔ واضح رہے کہ گرفتار ہونے میں والوں ڈسٹرکٹ کونسل رکن اور تین اعلی پولیس اہل کار شامل ہیں۔

سپیشل فورس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوجوں پر صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر اور ضلع محمد آغہ میں دھماکے ہوئے۔ پل عالم شہر کے بادخواب شانہ کے علاقے میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ کے قندہاری پل کے قریب سپیشل فورس اہل کاروں پر ہونے والے دھماکہ سے 2 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

29جون:

امریکی وکٹھ پتلی فوجوں پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں حملہ کیا۔ قندوز شہر کے اور تبلاقی کے علاقے پر جارح امریکی اور کٹھ پتلی کمانڈوز نے چھاپہ مارا، جنہیں بدھ کے روز صبح کے وقت مجاہدین کی شدید کمین گاہوں اور دھماکوں کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں صلیبی فوجوں کے 3 بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 15 غاصب وحشی فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور دیگر علاقے کو چھوڑ کر فرار ہوئے۔

صوبہ کابل کے ضلع دہ سبز مجاہدین نے ترہ خیل بازار میں معروف انٹیلی جنس سروس اہل کار خلیل کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کردیا۔

30جون:

صوبہ میدان کے ضلع جغتو کے مرکز کے قریب مجاہدین کے حملے ایک فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

فدائی مجاہدین نے کابل شہر میں پولیس قافلے کو شہیدی حملے کا نشانہ بنایا۔ کابل شہر کے مغرب کمپنی کے علاقے میں امارت اسلامیہ کے **فدائی مجاہد شہید شمس الحق ہراتی تقبلہ اللہ** نے پولیس اہل کاروں کے کاروان پر بھری گاڑی سے شہیدی حملہ سرانجام دیا، جس کے نتیجے میں 2 منی بسیں مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔

دوسری جانب جب پولیس اہل کار لاشوں اور زخمیوں کو اٹھانے پہنچیں، تو اس دوران میں دوسرے **شہیدی مجاہد محب اللہ تقبلہ اللہ** نے اسی نوعیت حملہ سرانجام دی، جس کے نتیجے میں مزید 8 گاڑیاں مکمل طور پر جل کر خاکستر ہوئیں۔ دونوں فدائی حملوں میں 150 سے زائد پولیس اہل کار ہلاک ہوئے، جن میں اعلیٰ آفسر اور عہدیدار بھی شامل ہیں، جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ دس گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔ واضح رہے کہ کاروان میں 500 پولیس اہل کار حالت سفر میں تھے۔

صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے شنون، نظرخان اور خرواریان کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں صوبہ پکتیکا کے انٹیلی جنس سروس چیف نیاز من سمیت 9 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہونے کے علاوہ ایک فوجی ٹینک، 5 فوجی گاڑیاں بھی مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔

صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک کے شاہ گل خیل کے علاقے میں مجاہدین نے صوبہ پکتیکا سے آنے والے فوجی کارروان پر گھات کی صورت میں حملہ کیا، جس کے نتیجے میں صوبہ پکتیکا کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر زخمی اور اس کے دو محافظ ہلاک ہوئے اور 2 فوجی رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

صوبہ میدان کے ضلع سید آباد کے عبدالمحی الدین کے علاقے میں فوجی مرکز کے قریب ٹینک دھماکہ خیز مواد سے تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

صوبہ میدان کے دہ افغانان کے علاقے میں چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں ایک 6 اہل کار ہلاک جب کہ دو زخمی ہوئے اور مجاہدین نے ضلع جلریز کے اسماعیل خیل کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر حملہ کیا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ڈیورنڈلائن، طورخم بارڈر...ایک نیا مسئلہِ کشمیر

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان ۲۴۰ خفیہ مقامات کو چھوڑ کر صرف ۸ نمایاں مقامات پر ہی گیٹ کیوں لگائے جا رہے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں زمینی حقائق پر نگاہ ڈالی ہو گی۔ زر کے غلام اس باڈر پر ہونے والی آمد و رفت خواہ وہ افراد کی صورت میں ہو یا مال بردار گاڑیوں کے صورت میں اس پر رشوت طلب کرتے ہیں۔ افراد کی آمد و رفت کے لیے فی کس دو ہزار روپے تک وصول کئے جاتے ہیں جب کہ تجارتی مال بردار گاڑیوں کے آمد و رفت کے لیے یہ رشوت کی یہ شرح پانچ ہزار کم از کم ہے۔ کثیر تعداد میں ہونے والی آمد و رفت کے باعث کئی افراد سے رشوت وصول کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اس لیے علاوہ دیگر راستے سے ہونے والی تجارتی اور غیر قانونی مال کی سمگلنگ پر وصول کی جانے والی رشوت کی شرح لاکھوں روپے بنتی ہے، جس میں کور کمانڈر تک کا حصہ موجود ہوتا ہے۔ ان گیٹوں کی تنصیب سے پاکستانی باڈر پر موجود فوجیوں کو "اوپر" کی آمدنی میں ماہانہ لاکھوں روپے کا فائدہ حاصل ہو گا۔ وہاں ہی افغان فوجیوں کو ملنے والی رشوت میں کمی واقع ہو گی۔ اگر افغان حکومت بھی بارڈر پر پاکستانی حکومت کی طرز پر گیٹ کی تنصیب کرے تو پھر یہ سرحد بین الاقوامی سرحد قرار پاتی ہے اور ڈیورنڈ لائن پر اس کا مقدمہ کمزور پڑ جائے گا۔

☆☆☆☆☆

حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حملے کی بابت امارت اسلامیہ کا پیغامِ تعزیت

نہایت المناک اطلاع ملی ہے کہ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں روضے کے محافظوں پر حملہ ہوا ہے، جنہیں جانی نقصان پہنچا ہے۔

امارت اسلامیہ کو اس المیے سے دھچکہ لگا ہے اور اس سانحہ کی پرزور الفاظ میں تردید کرتی ہے اور اسے اسلامی شعائر و مقدسات کے خلاف دشمنی اور نفرت پر مبنی عمل تصور کرتی ہے۔ حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا عمل کسی صورت میں قابل تحمل و برداشت نہیں ہے۔

حرمین شریفین دنیا بھر کے مسلمانوں کے مشترکہ اقدار میں سے ہیں، جن کے خلاف کسی قسم کے منفی اقدام کی توجیہ اور تحمل نہیں برتا جاسکتا۔ اس گھناؤنے جرم سے ثابت ہوتا ہے کہ امتِ مسلمہ اور ہمارے دینی شعائر کے خلاف دشمنوں کی سازشیں کتنی بے رحم اور نفرت انگیز ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ مشترکہ طور پر ان کے خلاف فکری اور عملی جدوجہد کریں۔

ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کی حفاظت فرمائے۔ ہر وہ شخص اور عناصر جو مسلمانوں کے ان مشترک اقدار کے خلاف اس نوعیت کے گھناؤنے ارادے رکھتے ہوں، اللہ تعالیٰ ان سے انتقام لے۔ ایسے اعمال کے پیچھے خفیہ سازشیں نظر آ رہی ہیں، مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی سازشوں کو ناکارہ بنانے کے لیے متوجہ رہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان

۲۹/رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ بمطابق ۵/جولائی ۲۰۱۶ء

☆☆☆☆☆

مالک کا انتخاب

سعد خالد

جب کبھی کسی قریبی کی شہادت کی خبر، دل کو غم ناک کرتی ہے، تو شہید شیخ انور العولقی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ کلمات دِل کو اطمینان بخشتے، یہ روح پرور الفاظ ذہن میں گونجنے لگتے ہیں:

''اللہ کی راہ میں شہادت، درخت کی مانند ہے۔ اس درخت پر پھل لگتے ہیں۔ یہ پھل پک کر تیار ہو جاتے ہیں اور پھر ان پکے ہوئے پھلوں کو اتارنے کا وقت آجاتا ہے۔ یہ عمل خاص موسموں میں ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غلام بندے بھی مختلف مراحل سے گزرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ مرحلہ آن پہنچتا ہے کہ جب ان بندوں میں سے شہداء کا انتخاب کر لیا جائے۔ اللہ عزّ وجلّ فرماتے ہیں: ویتخذ منکم شھداء... ''اور وہ تم میں سے شہدا کا انتخاب کرتا ہے''۔ جب اللہ عزّ و جل کسی کو بطورِ شہید منتخب فرماتے ہیں، تو یہ بات اس شخص کے لیے باعثِ کرامت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اس پر فضل ہے اور نقصان کی بات نہیں۔ ہر گز، ہر گز بھی نقصان کی بات نہیں! اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ ثقافتِ اِستشہاد (شہادت کی ثقافت) کو جانیں اور سمجھیں کہ شہادت ربّ العالمین کی جانب سے فضل و کرم ہے، مہربانی ہے، خسارہ نہیں ہے، ہر گز ہر گز بھی خسارہ نہیں ہے!''

دِل جب بھی غمِ شہداء میں ڈُوبتا ہے تو دِماغ سوچنے لگتا ہے کہ ہمارے مالک کا انتخاب کیا چیز ہے...؟ شیخ عبد اللہ عزّامؒ فرماتے ہیں کہ جن شہداء کے ساتھ ان کا وقت گزرا، بعض صفات ان میں مشترک دیکھیں:

1. مسلمانوں کی غیبت اور بُرے تذکرے سے پرہیز اور زبان کی حفاظت
2. مسلمان بھائیوں کے لیے کینہ اور نفرت سے پاک دل
3. خاموش محنت کی عادت اور شہرت سے پرہیز
4. اطاعتِ امیر... اگر پیچھے چھوڑ دیے جائیں تو وہیں اپنا فرض نبھائیں
5. دوسروں سے بحث و تمحیص سے اجتناب
6. بھرپور حیا، کمال درجے کا ادب، علمائے کرام، بزرگوں اور ذمہ داروں کا شدید احترام
7. محاذوں سے چمٹے رہنے کی شدید حرص... عیش و آرام اور راحت بھری فضاؤں سے نفرت
8. ان کی زبانیں مسلمانوں کی خوبیوں کے گن گانے میں مصروف رہتیں، دیگر جہادی مجموعوں اور اور مجاہدین کو اپنے سے بہتر سمجھتے، کسی پر اپنی بڑائی نہ جتاتے اور اپنے آپ کو ہمیشہ چھوٹا جانتے۔

ہم ربّ کی جنّتوں کے مزے کیا جانیں، جن میں یہ شہدا مزے سے جی رہے ہیں اور اپنا رزق پا رہے ہیں؟ ہم تو وہ ہیں کہ جو کیلے کا ذائقہ پوچھنے پر بھی میٹھا بتاتے ہیں اور آم و سیب کا پوچھیں تب بھی جواب 'میٹھا' ہی دے سکتے ہیں۔ مگر سچے رسول کی زبانی سچی خبر ہے کہ

فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

''جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں کہ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا''...

اور اللہ پاک فرماتے ہیں کہ

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ

''کوئی نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلہ میں ان کی آنکھوں کی کیسی ٹھنڈک چھپا رکھی ہے''۔

بس یہ احساس پاتے ہی مغموم دِل، مسرور ہونے لگتا ہے۔ اسی سُرور کو دیگر لوگوں کے قلب و روح پر آشکارا کرنے کے لیے میں نے سوچا کہ جن شہیدوں سے میں واقف ہوں انہیں باقی بھی جان لیں۔ جان لیں کہ آخر کیسا ایمان تھا، جس نے ان کو اپنے گھروں میں، صوفوں اور قالینوں پر بھی بے چین کر دیا... اور انہوں نے ایسے جنگلوں اور پہاڑوں کا رُخ کر لیا جہاں کی پتھریلی زمین ان کے لیے بچھونا اور آسمان اوڑھنا بن گیا؟ انہی جذبات و افعال کو منتقل کرنے کا احساس آج بھی قلم تھامنے کا باعث بن گیا۔

اے پیارے مالک! ہم تجھی کو پکارتے ہیں کہ تو اپنی خاص عنایت سے ہمیں بھی صفاتِ شہدا سے مزیّن کر دے، ہمارے کوائف اس درجے کو پہنچا دے کہ ہم بھی تیرا انتخاب قرار پائیں، ہمیں شہادت سے محروم نہ کرنا، یا رباہ...!!!

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم و تب علینا انك انت التواب الرحیم۔ و صلی اللہ علی النبی و آلہ و صحبہ اجمعین، و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

''پاکستان میں پشتون ہونا، خصوصاً 'محسود' ایک جرم بن گیا ہے۔ ایجنسیاں بے گناہ پشتونوں کو مساجد سے اغوا کرتی ہیں اور کچھ دنوں بعد جعلی پولیس مقابلوں میں انہیں مار کر طالبان قرار دے دیتی ہیں۔ اور پھر مقتولین کے گھر والوں کو بھی دھمکیاں دی جاتی ہیں کہ اگر زبان کھولی تو تم سب کو بھی مار دیں گے''۔

جمعیت علمائے اسلام کے رہنما مولانا عمر صدیق کا بیان

اب اس کی یاد منسلک ہے جنتوں کی یاد سے!

بنت نذر محمد

شہید باپ کے بارے میں... ایک بیٹی کے تاثرات

اٹل ہے موت کا مزا تو رشک ایسے جام پر
کہ جس کا گھونٹ مستیِ حیاۃ دل میں بھر گیا

میرے پیارے بابا جان... جن کو بطورِ یاد لکھتے ہوئے قلم لرز رہا ہے، دل کٹ رہا ہے اور آنسو رواں ہیں۔ ابھی تک دل و دماغ ان کی جدائی ماننے پر تیار نہیں۔ ابھی بھی یوں لگتا ہے کہ جب میں ان کے گھر جاؤں گی تو وہ ہمیشہ کی طرح باہیں پھیلائے مجھے اپنے سینے سے لگانے کے لیے بیتاب کھڑے ہوں گے۔

چار مہینے پہلے میں انہیں ہنستا مسکراتا چھوڑ کر آئی تھی اور اس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ میری آخری ملاقات ہے۔ اگر معلوم ہوتا تو میں اپنے بابا جانی سے گُھٹ کر مل لی ہوتی۔ میرے بابا چلے گئے، مگر یہ بات ڈھارس دیتی ہے کہ وہ ہر گز مردہ نہیں ہیں...... وہ تو زندہ ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے ہیں......

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ○ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ [آل عمران]

”اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارے گئے، آپ ہر گز انھیں مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس 'زندہ' ہیں، رزق پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انھیں جو کچھ عطا کیا ہے، وہ اس پر خوش ہیں اور ان کے پیچھے جو لوگ ابھی تک ان کے ساتھ (شہادت میں) شامل نہیں ہوئے، ان کے بارے میں بھی اس بات پر خوشی مناتے ہیں کہ (جب وہ ان سے آکر ملیں گے تو) نہ انھیں کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔ وہ اللہ کی نعمت اور فضل پر بھی خوشی مناتے ہیں اور اس بات پر بھی کہ اللہ مؤمنوں کا اجر ضائع نہیں کرتے“۔

آخری ملاقات میں بابا نے مجھے اور میرے شوہر کو ان کے دوست کے گھر چھوڑا اور پیار کر کے رخصت ہو گئے۔ ابھی بمشکل بیس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی، میں نے دروازہ کھولا تو بابا سامنے کھڑے تھے۔ مجھ سے ملے اور کہنے لگے:

”بیٹا میں صرف یہ کہنے کے لیے واپس آیا ہوں کہ میری شہادت کے بعد آپ کی اماں کی ذمہ داری آپ نے اور آپ کے شوہر نے اٹھانی ہے۔ بلاشبہ خاندان میں اور بہت سے لوگ ہیں لیکن ذمہ داری میں آپ کو اور آپ کے شوہر کو دیتا ہوں“۔

بابا کی یہ بات سن کر ایک لمحے کو میرا دل بیٹھا، ساتھ ہی میں نے کہا:

”بابا! آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں، ابھی تھوڑا آپ شہید ہونے والے ہیں!!“۔

گویا میں نے انھیں تسلی دی مگر انھیں تو اپنی شہادت کا یقین تھا، کہنے لگے:

” نہیں بیٹا! شہید تو میں نے ہونا ہے، آپ بس اپنی اماں کا بہت خیال رکھنا کہ شوہر کے بعد عورت بہت تنہا اور کمزور ہو جاتی ہے“۔

لہجہ اتنا ٹھوس اور انداز ایسا تھا کہ شہید نہ ہونے کا تو سوال ہی نہیں ہے، بس میں جو کہہ رہا ہوں، وہ توجہ سے سنو۔ مجھے کہنے کے بعد یہی ساری بات میرے شوہر کو بھی علیحدہ کہی، یعنی دونوں کو الگ الگ تاکید کی۔ اور پھر رخصت ہو گئے۔

بابا کو ہمیشہ سے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور انہیں شہادت سے سرفراز فرمائیں گے، اس حد تک کہ انھوں نے شاید ہی کبھی کسی سے اپنے لیے شہادت کی دعا کا کہا ہو، بلکہ وہ جب بھی شہادت کا ذکر کرتے تو کہتے مجھے ضرور ان شاءاللہ شہادت ملے گی۔ انداز اس قدر پر یقین ہوتا گویا اللہ تعالیٰ نے شہادت کا ٹکٹ دیا ہوا ہے۔ میرے رب نے بھی اپنے پیارے بندے کا معاملہ اس کے گمان کے مطابق ہی کیا اور یوں سردیوں کی ایک شب میرے پیارے بابا جان نے امریکی ڈرون حملے میں جامِ شہادت نوش فرمالیا۔

شہادت سے ایک روز قبل کی بات ہے، انتہائی درد بھرے لہجے میں میری اماں سے کہنے لگے:

”یار! دیکھو! یہ اللہ کے دشمن ہمیں دھکیلتے دھکیلتے کہاں سے کہاں لے آئے ہیں کہ ہمیں ہمارے وطن، ہماری زمین سے بھی نکل جانے پر مجبور کر دیا ہے“۔

ایک لحظہ کو چپ ہوئے پھر جوش بھرے لہجے میں گویا ہوئے:

”اللہ کی قسم! اس سب کے بدلے میں جہنم کی آگ ہمیں نہیں چھوئے گی، اللہ کی قسم! اس سب کے بدلے میں جہنم کی آگ ہمیں نہیں چھوئے گی، اللہ کی قسم! اس سب کے بدلے میں جہنم کی آگ ہمیں نہیں چھوئے گی!“۔

تین دفعہ اس بات کو دہرایا۔ میری اماں کہتی ہیں: جیسے ہی میں نے ان کا یہ انداز دیکھا اور

الفاظ سنے، میرا دل جیسے مٹھی میں آگیا کہ ''کبھی کبھی بندے کے منہ سے ایسے الفاظ ادا ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو اتنے پسند آتے ہیں کہ وہ انہیں جھٹ قبول فرما لیتے ہیں'' اور ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اگلے دن ہی قبول فرما لیا۔

امی جان (میری دادی) بتاتی ہیں کہ بچپن میں جب بھی آپ کے بابا کوئی غلط کام کرتے اور میں انھیں ٹوکتی کہ ایسا کرنے سے گناہ ہو گا اور آپ جنت میں نہیں جاؤ گے تو کہتے:

''امی فکر نہ کریں، میں ضرور جنت میں جاؤں گا کیونکہ میں تو شہید ہوں گا''۔

شریف الطبع شروع ہی سے تھے، لیکن دین کی طرف شادی کے بعد زیادہ آئے۔ داڑھی بھی اماں کی پسند پر رکھی۔ اماں نے چونکہ شروع ہی سے دینی ماحول پایا تھا، اس لیے انھیں سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سجا چہرہ ہی پسند تھا اور انھوں نے جیسے اس خواہش کا اظہار بابا سے کیا تو انھوں نے جھٹ داڑھی رکھ لی۔ بابا کے اپنے گھر میں پردے کا ماحول نہیں تھا لیکن اس کے باوجود انھوں نے ہمیشہ اماں کے پردے کو تحفظ فراہم کیا۔ خود بھی کبھی اپنی جاب کے سلسلے میں ہونے والی مخلوط محفلوں یا لغو کھیلوں میں نہیں گئے اور نہ اماں کو جانے پر مجبور کیا۔ ہمیشہ کوشش رہی کہ بچوں کی تربیت دینی خطوط پر ہو۔

ایک کے بعد ایک بیٹی کی پیدائش پر بھی کبھی ماتھے پر بل نہیں آیا بلکہ ہر بیٹی کی پیدائش پر انتہائی مسرت کا اظہار کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے صحت مند و تندرست اولاد دی ہے۔ میری بڑی بہن یعنی پہلی بیٹی کے پیدا ہونے پر اماں سے کہنے لگے:

''وہ کون لوگ ہوتے ہیں جو اپنی اتنی پیاری بیٹیوں کو دوسرے گھروں میں بھیج دیتے ہیں، میں تو کبھی نہ بھیجوں، کوئی مجھے میری بیٹی کے بدلے سو لڑکے بھی دے تو میں کبھی اپنی بیٹی نہ دوں''۔

انتہا سے زیادہ پیار کرنے والے تھے۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ کبھی میں نے بابا سے کوئی فرمائش کی ہو اور وہ انھوں نے پوری نہ کی ہو۔ رعب اور ادب آداب اپنی جگہ لیکن ہماری دوستی بھی بے انتہا تھی۔ زبانی کلامی چھیڑ چھاڑ سے لیکر کھیلنے تک ہم سب برابر کے شریک ہوتے۔

دین پسند بابا شروع سے تھے، لیکن بابا کی زندگی نے مکمل پلٹا ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد کھایا۔ جہاد فی سبیل اللہ کا شعور، امتِ مسلمہ کی حالتِ زار اور اس پر کفریہ طاقتوں کا رویہ کھلی آنکھوں نظر آیا۔ اپنی فوج کی غداری اور دین دشمنی نے مزید دل دکھایا۔ شیخ عبد اللہ عزام شہیدؒ کی کتب اور شیخ اسامہ بن لادنؒ کی تقاریر نے دینی غیرت و حمیت کو بیدار کیا اور اس جذبے کو مزید تقویت دینے میں سب سے زیادہ ہاتھ میرے ماموں اور اماں کا تھا۔

اس طرح بابا عملی میدان میں کود پڑے اور اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر زور و شور سے مجاہدین کی نصرت کرنے لگے۔ چونکہ خود فوج سے وابستہ تھے، افسر تھے، فوج نے تو اللہ کی دشمنی میں امریکہ کی نوکری قبول کر لی تھی اور بابا نے اللہ کی نوکری میں امریکہ کی دشمنی کو گلے لگایا۔ اللہ کا دوست ان کا دوست اور امریکہ کا دوست ان کا دشمن۔ اس لیے ہر آن گرفتاری کا دھڑکا تھا، جاب سے نکال دیے جانے کا خطرہ تھا، لیکن بابا اس سے بے پرواہ تھے۔

الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے خوب خوب مہاجر مجاہدین کی نصرت کا کام لیا۔ نہ صرف بابا بلکہ اماں بھی اجر و ثواب کے اس سنہرے موقع سے مستفید ہوتی رہیں اور بابا کی ہمت و حوصلہ مزید بڑھاتی رہیں۔ بابا اس بات کا برملا اعتراف کیا کرتے تھے کہ اگر آپ کی اماں میری پشت پر نہ ہوتیں تو شاید میں اس طرح تندہی سے جہادی کاموں میں حصہ نہ لے پاتا۔ دو سال بابا جی دل و جان سے مہاجر مجاہدین کی خدمت کرتے رہے، یہاں تک کہ اسی 'جرم' کی پاداش میں 'اپنی' فوج کے ہاتھوں پابندِ سلاسل کر دیے گئے۔

چھ سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ کہنے کو تو میں نے چھ سال کی داستان ایک چھوٹے سے جملے میں سمو دی، لیکن یہ میرے بابا اور ان کا رب ہی جانتا ہے کہ یہ عرصہ اور تکالیف انھوں نے کس طرح کاٹیں۔ دوسری طرف میری اماں اور امی جان کے لیے شوہر اور انتہائی لاڈلے بیٹے کی جدائی کس قدر بھاری تھی۔ تنِ تنہا چار بچیوں کی تعلیم و تربیت، زمانے کی سرد و گرم سے ان کی حفاظت، یقیناً میری اماں کے لیے یہ بہت کٹھن مرحلہ تھا لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال رہی۔ خاندان والوں نے بہت زیادہ ساتھ دیا، جو جس قدر تعاون کر سکتا تھا اس نے کیا، یہاں تک کہ ہمیں اس عرصہ میں کبھی بابا کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔

یہ میں ہم بچوں کی بات کر رہی ہوں، ورنہ بیٹے اور شوہر کی کمی تو دنیا کا کوئی بندہ بھی پوری نہیں کر سکتا۔ اس دوران اماں نے اکیلے، خاندان والوں سے ہٹ کر بچیوں کو مدرسہ میں ڈالا اور دین کو اپنی اولین ترجیح رکھا۔ ہمیں بڑے ہوتے ہی شرعی پردہ کروایا جب کہ خاندان میں اس کا کوئی تصور نہ تھا، باتیں بھی بنیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اماں کو ثابت قدم رکھا۔

وہ دن یقیناً ہم سب کے لیے عید کا دن یا اس سے بڑھ کر تھا جب ہمارے بابا رہا ہو کر گھر آئے تھے۔ ہم بچیوں نے مل کر گھر کو سجایا تھا اور انتہائی مسرت کے عالم میں ادھر سے ادھر بھاگی پھر رہی تھیں۔ خوشی کا وہ عالم تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر ہمارے گھر کو رونق بخش دی تھی۔

بابا رہا ہو کر گھر آ تو گئے تھے، پَر طبیعت بے چین تھی، کسی کروٹ چین نہیں تھا۔ ایک طرف دل امتِ مسلمہ کی حالتِ زار پر خون کے آنسو رو رہا تھا اور دوسری طرف دنیا

اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ باہیں پھیلائے انھیں اپنی آغوش میں لینے کو بے تاب تھی۔ مگر دنیا کی یہ رنگینی انھیں ایک آنکھ نہ بھائی اور آپا کی شادی کے فرض سے سبک دوش ہو کر فوراً ہی ہجرت کی راہ لی اور جہاد ورباط کی پر نور سر زمین میں جا پہنچے۔

بابا کی ہجرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہجرت سے مشابہ تھی، یعنی خاندان کے ساتھ ہجرت کی۔ اس سرزمین کا ماحول عجیب تھا، جو آتا واپس جانے کا نام نہ لیتا۔ اتنی جاذبیت اور سکون تھا۔ دنیا کے فتنوں سے دور رحمتوں اور برکتوں کے سائے میں گزرتے شب و روز۔ اخوت و بھائی چارگی کی وہ مثالیں ہوتیں کہ قرونِ اولیٰ کا دور یاد آجاتا۔ لیکن اس سب کے ساتھ ہم سب انسان تھے اور غلطی کوتاہی بھی ہو جاتی تھی۔ مگر اس پر غلطی کا اعتراف اور اس پر معذرت کرنے میں بھی کوئی کسی سے پیچھے نہ تھا۔ یہاں کی پر نور راہیں بابا کو ایسی بھائیں کہ پھر لاکھ خاندان والوں کے بلانے پر بھی کبھی مڑ کر واپسی کا نہیں سوچا۔ یہاں انھیں ایک سے بڑھ کر ایک دینی بنیاد پر استوار رشتہ مل گیا تھا کہ جسے رب تعالیٰ کی محبت نے بے انتہاء مضبوط کر دیا تھا۔

شادی کے بیس سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں نکلنے کا انعام پیارے سے بیٹے کی شکل میں دیا۔ یہ بیٹا تو دراصل اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے کو دل بہلانے کا کھلونا دیا تھا، اس کے گھر کی رونق بنایا تھا۔ دو بیٹیوں کو رخصت کر دینے کے بعد یہی بابا کی تمام اداسیوں کو دور کرنے کا سبب تھا۔ بھائی میں بابا کی جان تھی۔ اس کی ذرہ سی تکلیف پر تڑپ جایا کرتے تھے۔ انتہاء سے زیادہ پیار دیا۔ شاید جتنا ہماری پوری زندگی میں ہمیں پیار دیا ہو، اتنا اسے پانچ سالوں میں دے دیا۔

شاید بابا کی چھٹی حِس نے جان لیا تھا کہ وہ پانچ سال سے زیادہ اسے پیار نہ دے پائیں گے۔ اس قدر لاڈلا ہونے کے باوجود کبھی یہ نہیں کہا کہ میں اس کو جوان ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں یا اپنے ہاتھوں سے اسے پالنا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ یہی کہتے: 'میں نے تو شہید ہونا ہے، اس کی تربیت اس کی اماں بہترین کر لیں گی، مجھے اس کی پریشانی نہیں ہے'۔ یعنی اکلوتا ننھا منھا سا بیٹا بھی کبھی شوقِ شہادت میں حائل نہ ہو سکا۔

مجھے اور آپا کو وقتاً فوقتاً بابا اپنے گھر بلواتے رہتے اور بطورِ خاص امی جان کو...جو ضعیف ہونے کے باوجود بیٹے کی محبت میں کھنچی چلی آتیں۔ سنا تھا کہ نواسے نواسیوں کے آجانے بعد اصل سے سوت پیارا ہو جاتا ہے مگر یہاں معاملہ الٹ تھا۔ بابا اماں سے کہا کرتے کہ 'جب دور ہوں تو مجھے ہمیشہ اپنی بیٹیاں پہلے اور بہت زیادہ یاد آتی ہیں، نواسے نواسیاں بھی یاد آتے ہیں مگر بعد میں، بیٹیوں کا نمبر ہر حال میں پہلے آتا ہے'۔ دامادوں سے کبھی دامادوں والا تعلق نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ بیٹوں والا برتاؤ کیا۔ یہاں تک ہوتا کہ بعض اوقات میں جل کر اپنے شوہر سے کہتی 'مجھے تو پکا لگتا ہے، بابا کو میری نسبت آپ سے زیادہ محبت ہے'۔

محبتوں کے اسی دیس میں رہتے رہتے پتا ہی نہیں چلا کہ کب جدائی کی گھڑیاں سر پر پہنچ گئیں۔ شہادت سے چار ماہ قبل میری بابا سے ملاقات ہوگئی تھی اور آپا بھی میرے سے چند ماہ پہلے مہینہ بھر بابا کے یہاں رہی۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے قریب قریب ملنے کی توفیق عطا فرمائی۔ قریبی دیکھنے والوں نے بتایا کہ رات کے وقت طیاروں کی آوازوں کی وجہ سے ساتھیوں کی آنکھ کھلی اور ...بابا سمیت... سب نے باہر کی جانب دوڑ لگائی، تھوڑی ہی دیر میں دھاکوں کا کان پھاڑ دینے والا شور ہوا...... امریکی ڈرون بم برسا رہا تھا......اس کے بعد سناٹا چھا گیا۔

قرب و جوار میں موجود ساتھی یہ توقع لیے ہوئے پہنچے کہ شاید پچھلی بہت سی مرتبہ کی طرح، اس بار بھی بچاؤ ہو گیا ہو گا، لیکن...... اب کی بار وہاں کچھ نہ بچا تھا...... اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اُنھی کے لیے تیار کی گئی جنتوں کو سدھار گئے تھے۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ بابا کے چہرے پر بڑی زبردست مسکراہٹ تھی، یہاں تک کہ دانت بھی نمایاں ہو رہے تھے۔ وہیں اجنبی دیس میں دینی بھائیوں نے انھیں سپردِ خاک کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں، ان کی بہترین مہمان نوازی فرمائیں، اور ہم سب کو صبر اور اس راستے پر استقامت عطاء فرمائیں، آمین!

...بزبانِ بابا...

کچھ اچھے لوگ نکلے جا رہے تھے اپنی بستی سے

انھی کے ساتھ ہو کر میں نے بھی

پہلے پہل اس راہ کو سمجھا

محاذوں کی خبر لی

اسلحہ تھاما

یونہی اڑتا اڑاتا میں بھی جنت کو نکل آیا......!

☆☆☆☆☆

"مسلمان دو ہی طرح کے ہو سکتے ہیں، تیسری کوئی قسم نہیں۔ یا اللہ کے راستے میں خود نکلنے والے ہوں یا نکلنے والوں کی مدد کرنے والے ہوں۔ نکلنے والوں کی مدد میں یہ بھی داخل ہے کہ لوگوں کو نکلنے پر آمادہ کرے اور ان کو یہ بتلائے کہ تمہارے نکلنے سے عالم کے درسِ بخاری یا درسِ قرآن کا حرج نہ ہوگا۔ تو تم کو بھی اس کے درس کا ثواب ملے گا۔ اس قسم کی نیتوں سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہیے اور ثواب کے راستے بتلانے چاہئیں"۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ

تم ہی تو غم ہمارا ہو

ضرار خان

اس سفر میں یہی ڈر تھا کی کوئی شناختی کارڈ نہ پوچھ لے لیکن اللہ پاک تمام سفر آسان فرمادیا...میں اپنے گاؤں کے قریب اترا، حالات کا جائز لیا کوئی غیر معمولی حرکت نہیں دیکھی تو ایک رکشے میں سوار ہو کر گاؤں کے اندر داخل ہو گیا... مگر میں پوری طرح چوکنا تھا کہ کسی بھی وقت یلغار ہو سکتی ہے... میں گاؤں کے اندر ایک گلی میں اترا اور آرام سے چلتا ہوا اندھیری گلیوں سے گھر کے قریب جا پہنچا... یہاں گھر کے مین گیٹ کے بجائے دوسری طرف سے داخل ہوا... پہلے گلی کا خوب مشاہدہ کیا پھر دوراز ے کے اندر ہاتھ گھسا کر خود ہی دروازہ کھول لیا اور پھر داخل ہو کر بند کر دیا... اس کے بعد گھر کے صحن کے اندھیرے حصے میں کھڑے ہو کر چھتوں اور دیواروں کا مشاہدہ کیا کیوں کہ یہ گھر چار کنال پر محیط تھا... دیکھا کہ گھر کے صحن میں کچھ لوگ سو رہے ہیں، میں خاموش قدموں سے ان کے سروں پر جا پہنچا اور ایک ایک کو دیکھا یہ تمام اپنے گھر کے لوگ تھے میں کسی قدر مطمئن ہو گیا... تو اپنے والد صاحب کو گلے لگا لیا اور کہا "دیکھو ابو کی میں آ گیا" اس پر وہ خوشی اٹھے اور پہلے مجھے غور سے دیکھا پھر دوبارہ گلے لگا لیا... اس آواز سے والدہ بھی اٹھ گئیں میں اُن کو ملا اور باقی گھر والوں کو بھی ملا... اب جشن کا سماں تھا... والد صاحب نے کہا "دیکھا میں تمھیں کہتا تھا کہ تم ہمیشہ میرے خواب میں آتے ہو اور کہتے ہو دیکھو ابو میں آ گیا" اللہ پاک نے اس خواب کو سچ کر دیا... بس یہ رات کسی حد تک سوتے جاگتے شکر ادا کرتے گزر گئی...

صبح ہوتے ہی لوگوں کی ایک بڑی تعداد مجھے ملنے آئی تھی... ان میں بہت سے ایسے لوگ تھے جو صرف یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ مجاہد کیسے ہوتے ہیں جن کو یہ دہشت گرد کہتے ہیں... بہت سے لوگ بہت سے سوالات بھی کرتے... مجھے ایسا لگتا تھا کہ پھر سے کوئی گرفتار کرنے آئے گا اس عمل سے بچنے کے لئے میں کسی حد تک خود کو تیار کر رہا تھا راستے اور باقی حفاظتی انتظامات بھی کر رہا تھا... لوگوں کا آنا جانا جاری رہا... اس طرح کئی دن گزر گئے میں پھر سے ایک روٹین میں آ گیا... مگر جب بھی موقع ملتا اکیلا ویرانے میں نکل جاتا ہے اللہ سے دعا کرتا کہ اللہ مجھے اپنے راستے میں پھر سے نکال لیں... جب بھی سفر میں کہیں ہوتا اور دیکھتا کہ یہ جگہ ویران ہے تو وہی گاڑی روک دیتا اور دعا کے لئے بیٹھ جاتا...

انہی ایام میں ایک دن نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد گیا تو معلوم ہوا کہ جمعہ پڑھانے والے امام صاحب نہیں آئے تو لوگوں نے مجھے منبر رسول ﷺ بٹھا دیا... اس طرح اللہ نے مجھے خطابت کا بھی موقع دیا اور اللہ کی رحمت سے ہمیشہ جہاد و قتال کا، اس ناپاک فوج کے بارے میں شریعت کا حکم منبر رسول سے سنایا... مجھے اکثر لوگ آکر ڈراتے کہ پھر جیل لے جائیں گے مگر اللہ پاک مجھے ہر بار استقامت اور دلیری عطا فرماتے... ایک دن معلوم ہوا محلے کا ایک فرد بھی ہمارے بھائیوں کے ساتھ کام کرتا ہے، میں اُس بھائی کے پاس پہنچ گیا... اور اُن سے محاذ پر جانے کی بات کی تو اُن بھائی نے استفسار کیا کہ کب جانا چاہتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ بس ابھی! اس طرح میں اس بھائی کے ذریعے مجاہدین کی ترتیب سے مل گیا اور پہلے کوئٹہ اور پھر ہلمند جا پہنچا... کچھ ماہ ہلمند میں یہاں خط اول پر گزارا... پھر صحت کی مسلسل خرابی کی وجہ سے واپس آنا پڑا... اس کے بعد کافی عرصہ اسی غم میں گزر گیا کہ کسی طرح اللہ پاک مستقل طور پر ہجرت کی توفیق اور اسباب پیدا فرمادیں... والدہ اور والد کے پاس کوئی ایسا نہیں تھا جو اُن کی خدمت کر سکتا مگر دوسری طرف اُمت کی کئی مائیں اور بہنیں تھیں کہ جن کی پکار پر لبیک کہنا فرض عین تھا! بس یہی سوچ لے کر میں پھر سے اللہ سے دعا کرتا رہا کہ اللہ مجھے اپنی راہ میں ہجرت کرنے کی توفیق عطا فرمادے! کیونکہ یہاں رہتے ہوئے کسی بھی وقت پھر جیل کی نذر کیا جا سکتا ہوں یا "لاپتہ" افراد کی فہرست میں شامل ہو سکتا ہوں... اگر ان آزمائشوں سے بچنا ہو تو دین کا سودا کرنا پڑے گا اور میں کسی صورت بھی دین کو چھوڑ کر ہلاکت کی راہ اپنا نہیں سکتا تھا... مہربان پروردگار نے پھر سے سبیل نکالی اور میں اُسی بھائی کے ذریعے دوبارہ مجاہدین کے درمیان جا پہنچا... (الحمداللہ)

اب میں اللہ کی توفیق سے محاذ پر اپنے رب کے دشمنوں کے خلاف کھڑا ہوں... اس دوران میں کچھ اللہ کی مدد کے واقعات کا ذکر کرنا چاہوں گا... جن کا میں نے بچشم سر مشاہدہ کیا...

کچھ ماہ پہلے کافی دنوں تک امریکی ڈراؤن طیاروں کی پروازیں ہمارے سروں پر جاری تھی... بلکہ یوں سمجھ لیں کہ میرے کان اس آواز کے مکمل عادی ہو چکے تھے... امرا کی طرف سے یہ حکم تھا کہ کوئی ساتھی بھی کلاشن کھولے عام لے کر مت گھومے... میں کافی دن احتیاط کرتا رہا اکثر ڈراؤن کی ویڈیو بھی کیمرے سے بنا لیتا... میں جسمانی تربیت اور ہلکی پھلکی ورزش کی غرض سے اکثر شام کو مجاہدین کے ساتھ کھیل کے لئے جایا کرتا تھا، اس دن کچھ لیٹ ہو گیا تو سوچا چلو دریا کی سیر کی طرف نکل جاتا ہوں، اسی سوچ میں تھا کہ خیال آیا کہ کیمرے بھی ساتھ لے لیتا ہوں... ہمارے مرکز سے کچھ فاصلے پر دریا تھا، میں دریا کے کنارے پہنچا ہی تھا اور دریا میں پانی کی تیزی سے اٹھتی لہروں کی ایک دو تصاویر ہی لیں تھیں کہ ڈراؤن کی پرواز مجھے قریب محسوس ہوئی مگر میں نے بے فکری سے چہل قدمی جاری رکھی اور بس چند ہی قدم لے کر واپس کا ارادہ کیا تھا کہ اچانک مجھے میزائل کے گرانے سے پہلے جو آواز آیا کرتی ہے وہ آواز آئی اور ایسا محسوس جیسا یہ تو میری ہی طرف ہے بس میں نے چند قدم بھاگ کر لئے اور خود کو آگے کی طرف گرا لیا... میرے گرتے ہی میزائل اُسی جگہ آ گرا جہاں میں چند ثانیے پہلے کھڑا تھا، اس قدر زوردار دھا کہ ہوا کہ زمین سی مٹی کی بھاری مقدار میرے اوپر آ گری اور مجھے لگا جیسے میں کسی دیوار کے نیچے دب گیا ہوں...

یہ اللہ کی رحمت تھی کہ پہلے میزائل سے میں مکمل طور پر محفوظ رہا... حالانکہ یہ میرے انتہائی قریب لگا تھا... میرے کان بھی تقریباً بند ہو چکے تھے... اب میں زمین پر الٹا پڑا تھا اور ڈراؤن بدستور میرے سر پر منڈلا رہا تھا... میں شہادت کا کلمہٗ ادا کر چکا اور اللہ سے اپنے

گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا کہ بس اب اس بار میزائل ٹارگٹ پر آلگے گا اور میری اپنے پیارے رب کے سامنے حاضری شروع ہو گی...اس دوران ایک اور میزائل کی آواز جو گرنے سے پہلے آتی ہے وہ شروع ہو گئی...یہ آواز میزائل گرانے سے صرف تین سیکنڈ پہلے آیا کرتی ہے...میں نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا مگر اس بار بھی میرے رب نے دشمن کا وار خطا کر دیا...یہ میزائل بھی ٹھیک اُسی جگہ گرا جہاں پہلا گرا تھا مگر اس کے دھماکے کی آواز پہلے والے سے بھی کہیں تک زیادہ تھی اور گرد کا ایک طوفان پھر اٹھا...جس نے مجھے مٹی میں تقریباً دفن کر دیا...

کچھ دیر بعد اوسان بحال ہوئے تو میں نے آنکھیں کھولی اور اپنے جسم کو محسوس کرنے لگا،اللہ کا شکر ادا کیا کہ میرے جسم میں کسی قسم کا کوئی زخم نہیں تھا اور میں مکمل طور پر ٹھیک تھا ،میں نے مٹی کے بوجھ کو آہستہ آہستہ اپنے اوپر سے ہٹانے کی کوششیں شروع کر دیں،کچھ ہی دیر میں مٹی کے ''ٹیلے'' سے باہر آچکا تھا،کیمرے کو میں نے مٹی میں ہی دفن چھوڑ دیا اور بھاگ کر قریبی درختوں میں جا بیٹھا،یہاں کافی دیر بیٹھا رہا اور پھر لیٹ گیا...دور سے مقامی لوگ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے قریب آپہنچے...اُن میں سے ایک نے مجھے شہید سمجھ کر بازو سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کی تو میں مسکرا دیا اور کہا''بھائی میں بالکل ٹھیک ہوں بس مجھے یہاں سے ایسے لے جاؤ جیسے شہید ہوتا ہے''...اب مجھے کچھ لوگوں نے بازو سے پکڑا اور کچھ نے ٹانگوں سے اور چل دیئے...کافی آگے جا کر باری بدل دی اور کسی اور نے اٹھالیا...اس دوران ایک ساتھی نے مجھے اٹھایا تو مجھے بہت گدگدی ہوئی اور ہنس کر کہا کہ بھائی آرام سے مجھے گدگدی ہو رہی ہے تو اُس کہا''چپ ہو جاؤ شہید نہیں بولا کرتے''...

اس طرح مجھے قریبی بیٹھک جہاں مقامی لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں لے گئے...یہاں مقامی لوگ اور ساتھی اکھٹے ہو گئے سب یہ سمجھے کہ شہید ہو چکا ہوں اس لئے دیکھنے آرہے تھے...جب میں اٹھا کھڑا ہوا تو ساتھیوں نے میرے جسم کو اچھی طرح دیکھا کہ شاید کہیں زخم ہو گا لیکن زخم کا نام ونشان تک نہ تھا الحمد للہ...مارنے والے اپنے تئیں جتنے بھی تیس مار خان بنیں مگر اُن سے بھی اوپر ہمارا رب ہے جس کے ہاتھ میں زندگی اور موت ہے...یہ اللہ کا اپنے بندے پر احسان تھا کہ میں دو میزائل ''کھانے'' کے باوجود مجھے معمولی زخم بھی نہ آئے...اس بعد اکثر ساتھی مجھے محبت سے ''زندہ شہید'' کہا کرتے ہیں...

اس کے کچھ ہی دن بعد ڈراؤن پھر آ گئے اور مسلسل تین دن ہمارے مرکز کے اوپر پرواز کرتے رہے...ایک دن اچانک عصر کے بعد ان کی تعداد ۱۱ ہو گئی،اس کے علاوہ ایک بڑا جہاز جو دیکھنے میں شاید ''بی باون'' کی طرح تھا...یہ مسلسل ہمارے اوپر گشت کر رہے تھے...میں اپنے مرکز سے نکل کر قریبی ایک ہجرے (جیسے بیٹھک کہتے ہیں) میں آ گیا...یہاں ایک ساتھی موجود تھا جو مہمان تھا جس کے پاس گن نہیں تھی...دوسرا ساتھی ایک اور تھا جس کے پاس گن تھی مگر صرف ایک میگزین تھی...میرے پاس اللہ کی رحمت سے ۱۰ میگزین تھیں اور میں نے اپنے پاس پانچ ہینڈ گرنیڈ بھی رکھے تھے...ہم نے جب عشاء کی نماز ادا کی تو سونے کی تیاری کی،گرمیوں کے دن تھے رات کے دس ہی بجے ہوں گے کہ اچانک بڑا جہاز جس کی آواز پہلے ہی کافی تیز تھی،بہت ہی زیادہ نیچے آچکا تھا اس قدر نیچے کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی زمین پر لینڈ کر لے گا...دونوں ساتھی جو باہر سونے کی تیاری میں تھے اٹھ کر حجرے میں آ گئے...اس دوران میں ہیلی کاپٹروں کی آواز بھی شروع ہو گئی جس کا مطلب تھا کہ اب امریکی وملی افغان فورس زمین پر اتاریں گی اور اپنے ہدف کا گھیراؤ کر کے زندہ گرفتار کریں گے یا شہید کر کے ہی چھوڑیں گی...میرے ساتھ ایک ساتھی عباسی بھائی تھے جنھوں نے مجھے فوری کہا میں سامنے والے چھوٹے کمرے میں جارہا ہوں اگر آپ کے کمرے کی چھت پر کوئی آیا تو میں دفاع کروں گا آپ میرا دفاع کرنا...عباسی بھائی جس سٹور نما کمرے میں گئے تھے اسی کے ساتھ وہ دروازہ تھا جس سے اندر داخل ہونے کا راستہ تھا...عباسی بھائی کو یہ نظر نہیں آرہا تھا کہ اندر کون داخل ہو رہا ہے...

میں جس کمرے میں پوزیشن لے چکا تھا وہ عین اُس دروازے کے سامنے تھا جہاں سے اندر داخل ہوا جاتا ہے اور یہ دروازہ لکڑی کا تھا...زمین پر امریکی اور ملی افغان فوجی اتر چکے تھے...میں نے کچھ گولیوں سے بھری میگزین عباسی بھائی کو دیں اور اُن کو دو گرنیڈ بھی دیئے جو انہوں نے اپنے ساتھ موجود ساتھی کو دے دیا...اب صاف آواز آرہی تھی اور کچھ کچھ روشنی بھی دِکھائی دے رہی تھی کہ کوئی اسی طرف آرہا ہے...میں نے بے اختیار قریب موجود غیر مسلح ساتھی کو کہا''بھائی پریشان نہیں ہونا ہم گھروں سے اسی شہادت کے لئے آئے تھے جو سامنے آگئی ہے اب اس کے بعد جنت ہے ان شاءاللہ''...اُس ساتھی کو بھی اللہ پاک نے کمال حوصلہ دیا اُنھوں نے کہا بھائی بس اللہ دشمن کے ہاتھ جانے سے بچائے اور فکر نہیں...ایک زوردار دھماکہ ہوا دشمن نے ساتھ والے مکان کا دروازہ توڑ دیا،وہ مکان خالی تھا،فوجی اس میں داخل ہوئے اور آوازیں لگانے لگے جو کہ پشتو میں تھیں اور مجھے بالکل سمجھ نہیں آرہی تھیں...اس کے بعد ہمارے دوسری طرف کے مکان میں داخل ہوئے اور خواتین کو ایک طرف کر دیا اور گھر کی تلاشی لی پھر اس بعد اُسی مکان کے باہر آپہنچے جس کے اندر ہم موجود تھے...روشنی لئے ہوئے وہ اسی رُخ پر چلے آرہے تھے،میں لکڑی کے اس دروازے میں موجود لمبی لمبی سرخ نما لائینوں سے دیکھ سکتا تھا کہ دو افراد دستک دے رہے ہیں...میرے ساتھ موجود ساتھی نے کہا''مارو ضرار بھائی!''مگر میں نے کہا ''تھوڑا صبر''پھر دوسری دستک ہوئی تو پھر ساتھی یہی الفاظ کہے مگر میں نے پھر صبر کا کہا...دوسری دستک کے بعد اُن کی تعداد چار ہو گئی تھی...اس بعد تیسری دستک میں ایک اور فوجی بڑھ چکا تھا اور دستک بھی کافی زور دار تھی...اب میں نے قرآن کی آیت پڑھی:وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اور ایک کلاشنکوف کا زوردار برسٹ مارا...اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اپنی کلاشن کو ترچھا کر دو تاکہ زیادہ کافر اور مرتدین مردار ہوں...

اللہ کی مدد سے اس برسٹ کی تاب نہ لا کر سب کافر بھاگ کھڑے ہوئے اور ہم اُن کی چیخیں سن رہے تھے اور اس کی لذت ناقابل بیان تھی...یہ وہ کافر تھے جنہوں نے ہماری اُمت کی بیٹیوں کو سر عام رسوا کیا...انہی بدبختوں نے ہماری اُمت کے معصوم پھول جیسے بچوں پر ڈیزی کٹر جیسے مہلک بم برسائے اور پھر اس خوشی میں شراب کی محفلیں سجائیں...اس حملے کے بعد یہ دور چلے گئے مگر پھر کسی ایک کو کچھ ہمت ہوئی تو عین دروازے کے سامنے آکر مشین گن چلانے لگا...اس کے جواب میں پھر میں نے سر اٹھائے بغیر ہی کلاشن لہرا کر چند گولیوں کا برسٹ مارا،اس بعد وہ بھی غائب ہو گیا...چند منٹ بعد ایسا محسوس ہوا کہ ساتھ والے گھر کے چھوٹے کمرے کی چھت پر کوئی کھڑا ہے جو میرے دائیں طرف سامنے تھی...اس بار پھر میں نے اپنی کلاشن کو سر سے اوپر اٹھا کر دو فائر کیے...جس سے اُس کی چیخ محسوس ہوئی اللہ گمان ہے کہ ان شاءاللہ وہ بھی مردار ہو گیا ہو گا...بس اس بعد کوئی قریب نہیں آرہا تھا،دور سے ہر چند منٹ بعد گرنیڈ پھینک دیا جاتا...جس سے کافی گرد اٹھتی اور اندر کمرے تک آجاتی...کافی دیر یہ عمل چلتا رہا مگر ہم صبر سے انتظار کرتے رہے کہ اندر آئیں تو پھر ان کو ماریں اور گولیوں کو بچا رکھنا بھی لازم تھا کیونکہ ہو سکتا تھا جنگ اگلے دن تک طول پکڑ جائے اس لئے جنگی حکمت عملی کے تحت بس ضرورت کے مطابق گولیاں چلائی جاتی ہیں...

اس جنگ کو تین گھنٹے ہو چکے تھے...ایک بجے کے قریب ایک امریکی ہیلی کاپٹر آیا جو کہ گن شپ تھا اور اُس میں سوار فوجی مشین گن (ایل ایم جی) کے ساتھ سوار تھے اُس سے اسی کمرے پر فائر شروع کیا گولیوں کی ایک برسات تھی جو کمرے میں ایک ترتیب سے لگ رہی تھی...دھول ہی دھول تھی...اس کے فائر شروع ہوتے ہیں کمرے کے ایک کونے میں میں اور دوسرے کونے میں دوسرے ساتھی لیٹ گئے...اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو ایسا ذلیل کیا کہ ایک بھی گولی ہمیں چھو نہ سکی...اس کے بعد کوئی آواز نہ آئی،اس شلنگ سے پہلے میں قریب ایک آواز سنی تو ساتھی کو کہا "بھائی گرنیڈ پھینکو اس طرف"،مگر جواب میں کہا گیا کہ "ابھی نہیں"...میں کافی دیر انتظار کرتا رہا کہ کوئی آئے گا...اس دوران میں مجھے شدید نیند آگئی اور میں بے اختیار ہو گیا...یہ اللہ کی طرف سکینت تھی...اب جیٹ طیارے کی آواز آرہی تھی تو میں سمجھ گیا کہ اب آخر حل ان کے پاس یہی ہے کہ ایک بڑا میزائل مار کر اس کمرے کو اڑ دیں گے...کچھ دیر بعد جیٹ کی آواز کم ہو گئی...مگر پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ایسا محسوس ہوا کہ کمرے کی چھت گر چکی ہے...گرد ہی گرد تھی ہر طرف کچھ نظر نہیں آرہا تھا...اس دھماکے کے بعد میں الرٹ (ہوشیار) ہو گیا...گن سنبھال لی اب پھر ہیلی کاپٹر قریب آیا تو میں سمجھا کہ شاید چھت پر اپنے فوجی اتارے ہیں،میں نے گن کا رُخ آسمان کی جانب کر دیا اور کچھ کچھ فاصلے پر گولیاں مارنے لگا...اللہ کی مدد سے اس وقت دل اتنا بڑا ہو گیا کہ شاید ہی کبھی ایسا محسوس کیا ہوا...میں نے اس وقت دعاؤں کے ساتھ ساتھ عربی ترانہ پڑھنا شروع کر دیا نے ...جس کا ترجمہ کچھ ایسا ہے کہ "میری حور مجھے بلا رہی ہے"...عربی الفاظ ایسے ہیں..."حور العینی تنادینی"...آخر صبح ساڑھے تین بجے بعد ہیلی کاپٹروں کے اُڑنے کی آواز محسوس ہوئی اور وہ چلے گئے...ڈراؤن کی آواز بھی کم ہو گئی تھی،نہ ہونے کے برابر تھی...کچھ ہی بعد ایک ساتھی نے باہر آکر دروازہ کھٹکایا تو میں پوزیشن لئے رکھی دوسرے ساتھی نے جا کر دروازہ کھولا کیونکہ ہمارا اپنا ساتھی آواز دے رہا تھا...اب وہ اندر آئے اور سب کو مبارک دی...اس بعد ایک اور ذمے دار ساتھی داخل ہوئے مجھے دیکھا تو بے اختیار گلے لگایا آنکھوں سے اُن کی آنسو جاری ہو گئے اور کہا "ضرار! اللہ اکبر! تم زندہ ہو؟"...

اس بعد ساتھیوں نے گلے لگایا کسی نے ماتھا چوما ایک ساتھی مجھے فوری وہاں سے نکال کر لے گیا...یہ اللہ وہ غیبی امداد تھی جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی کہ اتنا اسلحہ،اتنے وسائل،اتنی ٹیکنالوجی ہونے باوجود صرف ایک کلاشن سے اللہ نے دشمنوں پر ذلت مسلط کر دی... مقامی لوگ جن کو دوران تلاشی پکڑا تھا پھر چھوڑ دیا...اُن میں سے ایک نے بتایا کہ ایک امریکی جس کے ماتھے میں گولی لگی تھی مردار ہو چکا تھا،بہت سے امریکی فوجی اُس کی لاش ہمارے گھر میں رکھ کر رو رہے تھے...اس علاوہ تین مرتد ملی فوجی مردار اور ایک زخمی تھا...(الحمدللہ) یہ خبر تمام مجاہدین کے لئے باعث مسرت تھی...یہ میرے رب کی خالص رحمت تھی جس نے اپنے انتہائی کمزور بزدل اور ناکارہ بندے سے کام لیا...یہاں چند باتیں عرض کرتا چلو...جو پاکستان کی فوج اور امریکہ وملی فوج کے جنگی اصولوں پر سے متعلق ہیں...

۱...پاکستانی فوج جب کسی علاقے میں آپریشن کرتی ہے تو سب سے پہلے فضائی بمباری کی جاتی ہے،جس میں بلا تفریق عوام اور مجاہدین کو نشانہ بنایا جاتا ہے...مرنے والے چاہے مرد ہوں یا عورتیں یا بچے،ہر گھر کو نشانہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ عوام بھاگ جائیں...

۲...پھر اس کے بعد ڈی سی توپ جس کا گولہ کئی کلو کا ہوتا ہے اور کئی کلومیٹر تک مار کرتا ہے اس کو اُس علاقے کی طرف فائر کیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کس کا گھر ہے یہ کس جگہ گرے گا؟ یہ کس کو لگے گا؟ بس اس علاقے میں اندھادھند فائر کیا جاتا ہے...اس کے ساتھ ساتھ مارٹر کے گولے فائر کرتے ہیں...

۳...اس بعد فوج پیش قدمی کرتی ہے،اس وقت تک تمام علاقے میں عوام شہید یا مہاجر ہو چکے ہوتے ہیں اور فوج یہاں آکر معصوم قبائلیوں کی لاشوں پر فتح کا جشن مناتے ہیں...اسی جشن کا نام "راہ نجات،خیبر ون،ضرب عضب" ہے...پاکستان فوجی ہر اُس مجاہد کے بھائی باپ،چچا کو پکڑتے ہیں اور اس کے گھر کی عورتوں پر بھی ہاتھ ڈالتے ہیں جو پاکستان میں شریعتِ اسلامیہ دیکھنا چاہتا ہے اور اُس کے گھر کو جلاتے ہیں...اس کی واضح مثالیں قبائلی علاقوں میں موجود ہیں مگر پاکستانی میڈیا کو طوائفیں دِکھانے سے فرصت ملے تو پھر وہ فوج سے قبائل کا دورہ کریں نا...

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۷مارچ: شمالی وزیرستان کے علاقے شوال میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں ۱۳ فوجی ہلاک ہوگئے جب کہ ۳فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

۱۱مارچ: شمالی وزیرستان کے علاقے مداخیل میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں ۱۶فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے جب کہ ایک فوجی ٹینک بھی تباہ ہوا۔

۱۵مارچ: شمالی وزیرستان کے علاقے شوال میں دھماکے سے ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی فوجی ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۷مارچ: دیامر میں مجاہدین سے جھڑپ میں ۲ فوجی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۹مارچ: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں فوجی کانوائے کو بارودی سرنگ حملوں کا نشانہ بنایا گیا، جن کے نتیجے میں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ مرداروں اور زخمیوں کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے بنوں منتقل کیا گیا۔

۲۱مارچ: باجوڑ ایجنسی میں غاخی پاس میں قائم سیوکرٹی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ایک فوجی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۱مارچ: مہمند ایجنسی ے علاقے علینگار میں خاصہ دار فورس کی چیک پوسٹ پر حملے کے نتیجے میں ۲ خاصہ دار ہلاک جب کہ ۳زخمی ہوگئے۔

۲۳مارچ: ڈیرہ اسماعیل خان میں زراعت آفس کے قریب فائرنگ سے ایک پولیس اہل کار کے ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۳مارچ: مہمند ایجنسی کے علاقے قندھاری میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی کی ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں ۴سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲۷مارچ: پاڑہ چنار کے علاقے سدا کے قریب پاکستانی فوج کے مورچوں پر حملے میں ۸ فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوگئے۔ ان حملوں میں ۳ مورچوں کو فتح کیا گیا اور وہاں موجود اسلحہ کو غنیمت کیا گیا۔

۲اپریل: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی میں فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں ۸ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۰اپریل: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں خاصہ دار فورس کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ایک اہل کار ہلاک اور ۲ زخمی ہوئے۔

۹اپریل: سوات کے علاقے مینگورہ میں فائرنگ سے اے این پی رہنما اور سوات امن کمیٹی کا سربراہ جمشید علی ہلاک ہوگیا۔

۱۱اپریل: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں فوجی گاڑی پر بارودی سرنگ حملے میں ۱۳اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۷اپریل: پشاور کے علاقے بدوشمر باغ میں دھماکے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۱اپریل: لکی مروت کے علاقے سرائے نورنگ میں خفیہ ادارے کے دو اہل کاروں طارق خان اور مشال خان کو فائرنگ کرکے ہلاک کردیا گیا۔

۱۲اپریل: سوات میں مجاہدین کی فائرنگ سے ڈی ایس پی محمد الیاس ہلاک ہوگیا۔

۱۹اپریل: باجوڑ ایجنسی میں آئی ایس آئی کے ایک کارندے خورشید کو قتل کردیا گیا۔

۲۰اپریل: مہمند ایجنسی کی تحصیل پنڈیالی کے علاقے دویزئی میں امن لشکر کا سربراہ رحیم اللہ دیگر ساتھیوں سمیت ریموٹ کنٹرول بم حملے میں مارا گیا۔

۲۱اپریل: باجوڑ ایجنسی کے علاقے بابڑ میں فوجی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ۳فوجی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

۲۲اپریل: مہمند ایجنسی کے علاقے ودیزئی میں خاصہ دار اور ایف سی کی گاڑیوں پر دو الگ الگ حملے کیے گئے جن کے نتیجے میں ۴اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۲۲اپریل: کرم ایجنسی میں شہید ڈانوڈنڈ کے علاقے میں بارودی سرنگ حملے میں ایک فوجی اہل کار کے ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۴اپریل: مہمند ایجنسی کے علاقے سوران درہ میں فوج کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں ۲اہل کار ہلاک اور ۳زخمی ہوئے۔

۲۵اپریل: مہمند ایجنسی کی تحصیل خویزئی میں واقع سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملے میں میجر فرخ اور حوالدار عمران کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۶اپریل: مہمند ایجنسی کے علاقے چمرکنڈ میں فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں ۲اہل کار ہلاک اور ۳زخمی ہوئے۔

۲۸اپریل: پشاور کے علاقے پنج کھٹہ میں فائرنگ سے اے ایس آئی قیصر علی شاہ ہلاک ہوگیا۔

۳مئی: کوئٹہ میں مشرقی بائی پاس کے علاقے میں پولیس موبائل پر حملے کے نتیجے میں ۲ پولیس اہل کار ہلاک اور ۵ زخمی ہوئے۔

۴مئی: کوئٹہ میں مشرقی بائی پاس پر بلوچستان کانسٹیبلری کی گاڑی کے قریب دھماکے کے نتیجے میں ایک اہل کار کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۱مئی: کوئٹہ کے علاقے سریاب روڈ میں بلوچستان یونی ورسٹی کے قریب پولیس چوکی میں بم دھماکے کے نتیجے میں ۲ پولیس اہل کاروں کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۲مئی: پشاور کے علاقے یکہ توت میں فائرنگ سے ایک پولیس اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۵مئی: ٹانک کے علاقہ گومل میں حکومتی حمایت یافتہ امن کمیٹی کے ایک رکن برکت علی کو قتل کردیا گیا۔

۱۸مئی: پشاور کے علاقے متھرا میں بم دھماکے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک ہونے کی خبر سرکاری ذرائع نے جاری کی۔

۱۹مئی: کوئٹہ کے مشرقی بائی پاس پولیس موبائل پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۱مئی: باجوڑ ایجنسی کے علاقے لغرائی میں لیویز اہل کاروں پر حملے کے نتیجے میں ایک لیوی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۳مئی: سوات کے علاقہ برہ بانڈئی میں امن کمیٹی کے رکن محمد خان اور اس کے سرکاری محافظ کو فائرنگ کرکے ہلاک کردیا گیا۔ جب کہ اس کارروائی میں ایک پولیس اہل کار زخمی بھی ہوا

۲۵مئی: پشاور میں رنگ روڈ کے مقام پر سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر حملے کے نتیجے میں ۳ فوجی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۶مئی: پشاور کے علاقے رنگ روڈ میں فائرنگ سے ایف سی افسر سمیت ۱۳ اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳۱مئی: مہمند ایجنسی کی تحصیلوں بائیزئی اور پنڈیالئی میں بارودی سرنگ دھماکوں کے نتیجے میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۳۱مئی: مہمند ایجنسی کے تحصیل ہیڈ کوارٹر غلنئی کے قریب واقع لاٹری جیک پوسٹ پر کھڑی ایف سی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں ۲ سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۳۱مئی: ایف آر بنوں کے علاقے ہندی خیل (نارے روڈ) پر فوجی اہل کاروں بارودی سرنگیں کی تلاش جاری رکھے ہوئے تھے کہ اسی اثنا میں ایک بارودی سرنگ زوردار دھماکے سے پھٹ گئی جس کے نتیجے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

یکم جون: سوات کے علاقے ننگولئی میں امن کمیٹی کے رکن کو قتل کردیا گیا۔

۶جون: سوات کے علاقے مینگورہ میں آئی ایس آئی کے اہل کار محمد فاروق کو فائرنگ کرکے قتل کردیا گیا۔

۷جون: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے زیارت میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں امن کمیٹی کا ایک اہل کار اور ایک خاصہ دار ہلاک ہوگیا۔

۹جون: کرم ایجنسی میں ایک جرگہ ملک کو ہدفی کارروائی کا نشانہ بناتے ہوئے دو پولیس محافظین سمیت ہلاک کردیا گیا۔

۱۳جون: کوئٹہ کے علاقے کلی الماس میں فائرنگ سے ۲ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۴جون: شبقدر میں تھانہ سروکلی کے علاقے میں ایف سی اہل کار کو قتل کردیا گیا۔

۱۷جون: مردان میں نوشہرہ روڈ پر بم دھماکے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۰جون: پشاور کے تھانہ داؤد زئی کے علاقے میں دھماکے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک جب کہ ۱۴ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۲جون: پشاور کے علاقے یکہ توت میں فائرنگ سے جنوبی وزیرستان کا سابق اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ نواب صافی ہلاک ہوگیا۔

۲۳جون: کوئٹہ میں نصیر آباد کے علاقے نوتال کے تھانے میں دھماکے سے ۳ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۶جون: سوات کے علاقے توتانو بانڈئی کے مقام پر فوج کے لیے جاسوسی کرنے والے لیاقت علی کو فائرنگ کرکے ہلاک کردیا گیا۔

۲۷جون: سوات کے علاقے خوڑپٹ تلیگرام میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ایک فوجی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۸جون: سوات کے علاقے مٹہ میں امن لشکر کے رکن حمید خان کو فائرنگ کرکے ہلاک کردیا گیا۔

۲۸جون: پشاور کے علاقے واحد گڑی ایریا میں ایک فوجی اہل کار محمد عامر کو ہدفی کارروائی کے نتیجے میں ہلاک کردیا گیا۔

۳۰جون: کوئٹہ کے علاقے شالکوٹ میں فائرنگ سے ۴ ایف سی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

☆☆☆☆☆

میری بہنو تمہیں بھول سکتے نہیں!

جامعہ حفصہ کی طالبات سے لے کر ہر اس بہن کے نام جس نے شجرِ اسلام
کو اپنا پاکیزہ خون دے کر بنتِ سمیہ ہونے کا حق ادا کیا

وہ فرشتوں سی تم سب کی پاکیزگی
حور و غلمان کے جیسی معصومیت
علم و تقویٰ پہ ایماں کی بالیدگی
اہلِ جنت کے جیسی تھی ہر اک صفت
وہ تمہارے ہی حسنِ عمل کی ضیا
جس سے روشن شجاعت کے عنواں ہوئے
وہ تمہارے لہو کی چھلکتی حنا
جس سے رنگیں شہادت کے میداں ہوئے
جس طرح تم مہکتی تھیں وقتِ قضا
ایسے گلشن میں غنچے مہکتے نہیں!
میری بہنو تمہیں بھول سکتے نہیں!
ہم کبھی بھی تمہیں بھول سکتے نہیں!
تھی نفیس آرزوؤں کی عمر حسیں
تم نے دیں کی حفاظت میں جو وار دی
ہر تمنا مٹائی بہ قلبِ حزیں
دستِ نازک کو بدلے میں تلوار دی
جب جوانوں میں مفقود تھیں غیرتیں
تم کو حاصل حمیت کی معراج تھی
پیشِ جابر نہ مردوں میں تھیں ہمتیں
تم نے ہی رکھی اسلام کی لاج تھی
تم نے اپنے لہو سے یہ ثابت کیا
اہلِ حق موت سے بھی جھجکتے نہیں!
میری بہنو تمہیں بھول سکتے نہیں!

ہم کبھی بھی تمہیں بھول سکتے نہیں!
تم بموں، گولیوں میں تڑپتی رہیں
آتشیں سنگ و آہن ہی برسا کیے
محفلیں اپنی، مستی اگلتی رہیں
رقص و عریانی بس ہم بھی دیکھا کیے
دخترِ دیں کی چادر اتاری گئی
ہم تعیش کی راحت میں سوئے رہے
اپنی ہر بچی چن چن کے ماری گئی
ہم عدو کی حمایت میں کھوئے رہے
اب ہے دل میں ندامت کا آتش فشاں
کون سے دن یہ شعلے بھڑکتے نہیں؟
میری بہنو تمہیں بھول سکتے نہیں!
ہم کبھی بھی تمہیں بھول سکتے نہیں!
ہاں فقط یہ پشیمانی کافی نہیں!
بیٹیوں کی حفاظت کا یارا بھی ہو
آنسوؤں کی فراوانی کافی نہیں!
بہرِ دیں سر کٹانے کا سودا بھی ہو
یاالٰہی! وہ ہمت ہمیں کر عطا
اپنی ہر اک بہن کے محافظ ہوں ہم
بخش دے بے حمیت کی ہر اک خطا
پھر سے مشہد کی جانب اٹھیں یہ قدم
تیرے دشمن پہ ہم بھی یہ ثابت کریں
رب کے عاشق مصائب سے تھکتے نہیں!
اپنی بہنوں کو وہ بھول سکتے نہیں!
ہاں کبھی بھی انہیں بھول سکتے نہیں!

حافظ ابن الامام

’حق‘ ہر چیز پر مقدم ہے!

اے پاکستان میں بسنے والے مسلمانو! ’حق‘ ہر ایک سے بڑا ہے، ہر چیز پر مقدم ہے۔ اگر حق کو ہر ایک پر مقدم نہ رکھا جائے، اگر ہم قوی وضعیف سب پر یکساں انداز سے حدود اللہ لاگو نہ کریں، تو یہی دراصل ہلاکت کا راستہ ہے، جیسا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتلا گئے ہیں کہ:

”تم سے پہلی امتیں اس وجہ سے ہلاک ہوگئیں کہ جب ان میں سے کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد (سزا) قائم کر دیتے۔ اور خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرے گی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔“

(بخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب الغار)

پس اے پاکستان میں بسنے والے نوجوانانِ اسلام!

بلاشبہ قلم تمہاری نیکیاں اور لغزشیں لکھ رہا ہے اور یہ عذر تمہارے کسی کام نہ آئیں گے کہ تمہارے علما وزعما کی ایک کثیر تعداد نے کافر حکام سے دوستی لگا رکھی ہے اور کچھ دیگر علما پر طاغوتی حکمرانوں کے خوف سے ایسا ضعف طاری ہوگیا ہے کہ وہ حق بات کہنے اور اعلانیہ اس کا پرچار کرنے سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ان گڑھوں میں گرنے سے صرف وہی علما مستثنیٰ رہے ہیں جن پر اللہ نے اپنا خصوصی رحم فرمایا ہے، اور ایسے علما یا تو جیلوں میں بند ہیں اور یا انہیں دربدری کا سامنا ہے۔ یہ عظیم مصیبت، یعنی علمائے سوء کا مرتد حاکم کے ہم رکاب ہو کر چلنا، اس کے ساتھ مداہنت کا رویہ اختیار کرنا، مخلص علما و مجاہدین پر طعن و تشنیع کرنا، یہ سب کچھ راہِ حق سے دور رہنے کا کوئی عذر نہیں بن سکتا کیونکہ یہ مسئلہ پاکستان ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ ایک ایسی مصیبت ہے جس کا شکار تمام عالمِ اسلام ہے، اور بلاشبہ برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی قوت ہمارے پاس نہیں سوائے اس کے جو اللہ عطا کرے۔

اے پاکستان میں بسنے والے اہلیانِ اسلام! آپ میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہا پیش ہوگا۔ ہر ایک سے صرف اس کے اپنے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس اپنا فرض ادا کرنے کی فکر کرو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور موت کے بعد آنے والے (مراحل) کے لیے عمل کرے۔ اور احمق وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنی خواہشات کے پیچھے چلائے اور پھر اللہ سے امیدیں باندھ لے“۔ (مسند أحمد: مسند شداد بن اوس رضی اللہ عنہ)

اور جان لو کہ جہاد جب فرضِ عین ہو جائے، جیسا کہ وہ آج ہے، تو پھر دو ہی راستے باقی رہ جاتے ہیں، کوئی تیسری راہ نہیں ہے۔ یا تو راہِ جہاد، جو کہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والوں کی راہ ہے۔ دوسرا جہاد سے پیچھے بیٹھے رہنے والوں کا راستہ، جو دراصل مذبذبین اور منافقین کا راستہ ہے۔ پس اپنے لیے کوئی ایک رستہ چن لو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَ طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ۝ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ٘ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

”یہ اس بات پہ خوش ہیں کہ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ (گھروں میں بیٹھ) رہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے، پس یہ سمجھتے ہی نہیں۔ لیکن پیغمبر اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے، سب اپنے مال اور جان سے لڑے۔ انہی لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد پانے والے ہیں“۔

(التوبة: ۸۸، ۸۷)

سانحہ لال مسجد کے بعد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے بیان ’شریعت یا شہادت‘ سے اقتباس